ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا
حسب الارشاد حضرت مولانا محمد ابو الحسن صاحب جناب مصنف کتاب فوز المبین ملقب بہ
الظفر المبین
فی رد
مغالطات المقلدین
جدید
حصہ دوم
یہ کتاب لاہور میں دکان تاجران کتب فقیر اللہ عبد القادر و عبد العزیز پر موجود ہے

ویدن کون جادو کہیار ڑیدی ستیان کہندیان سُتر ستمہار یمیتوں
ب بیٹھہ نونگی وچہ گوشے چوری ماں تے باپ تہین وُنیاں توں
کدی مُکھہ لپیٹ کی پان منہ چڑھ دون سنگ چہوڑی تہین پینے گئیاں
ت تاپ فراق تُساڈڑیدا مینوں سجنانوی رِت سارُوا گے
منصور چڑھیا اِک وار سولی برہوں گھڑی گھڑی مینوں چاڑدا گے
ث ناتہی رہی جیو اندر کیتا سجنڑی عشق حیران مینوں
کے کران چلدا اوس ستو زمین سخت تی دور آسمان مینوں
ج جوڑکے ہتہہ سلام آکہین میرے یار نوں قاصد جا لگی وے
کدی دیس اساڈڑی کر وہیرا آکہین یار نوں وا سطا پا لگی وے
ح حال نہین جا بیحال کردا جدہر عشق والا کٹک دہاوندا ئی
سر کسید اپہاڑ دا مار تیشہ اتی کہی تہون بہٹہ جہکاوندا گے
خ خوف پیارید جیو اندر اوہدی بے پرواہی تون سنگنی ہان
جوگن ہو بیٹھی در یار دے گیری نال مین کپڑی رنگنی ہان
د دوستیاندی وس پالکی تے مینوں سجناں منوں وسلریا ئی
تیری الس وچہوڑی نی سجنانوی مینوں کن کو لون لگے ماریا گے
ذ ذرہ نہ خوشی نصیب ہوئی جھی وار تتی نہوں لائیا مین
کدی بجہید انہین احوال میرا جدہی واسطی جرم گوائیا مین
ر رلا او ڈیکدی تھکیا نین سجن آونداا جی نہ وسدا نی
ڈگی آپ تتی ہاہی کھوہ اندر الٹواندو ہین ہٹلا ہن کسدا نی

کیتا سجناں کوچ ہدایت اللہ سونپ گئی نی غماندی نال اینوں
سہ رُخی البانندی حوس کے ہٹ زلفان کجہ ہنجو آندی نال ویٹویار زہ
کدی تکدی راہ ہدایت اللہ چڑھ کی رنگ محل کھلونیاں مین
اندر خوابدہے ملیجا مینوں چہاتی تیر وچہوڑید اپہار دا گے
خونی فیل ایہہ عشق ہدایت اللہ مینوں وانگ کما ددا ہیرا گے
اِک سجناں تون تنی وچھڑی مین دو جادو تیاندی طعنی کہان مینوں
سجن جاندڑی وِیر ہدایت اللہ گئی وس نہ تہو مکان مینوں
میری حالدی او سنون خبر وسیتی اوہدی پیر ان تے سیس نکالگی وے
مر گئی تان پہیر ہدایت اللہ کی کرین گا سجناں آ لگی وے
کہلان للا ہوندا دلر چڑھنا وندائی کہی ہی پا وندا خوک چڑ اوندا گے
ویندا کسی نون جوگ ہدایت اللہ وچہ جنگلین کیسے سوکا وندا گے
کدی سمجھکی یار نون مہر والا ہئی مہربانی اوہدی منگنی ہان
ملے مکھہ تے خاک ہدایت اللہ کیتی یار دی عشق ملنگنی ہان
ہائی کہن مینوں نجہ جمیین نی ساڈا ننگ نا موس اوتار یائی
ہوئی بیج کباب ہدایت اللہ گلی لائیکی کدی نہ ٹھار یائی
سوہنی یار دی اِک دیدار کارن وچہ غماندی آپنی ہار یا ہین
سوڑ ہی لکہیاں کون ہدایت اللہ پہلی روز جو لیکہہ لکہیا ہین
روروکی نیر نکہٹ رہیا ہن خون نینان وچہ تن رسدا نی
وڈا بی پرواہ ہدایت اللہ سیتو عشق لگا مینون جسدا نی

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

حسب الارشاد حضرت مصنف مولانا محمد ابو الحسن صاحب کتاب فوز المبین ملقب

الظفر المبین

فی رد

مغالطات المقلدین

جدید

حصہ دوم

یہ کتاب لاہور میں دکان تاجران کتب فقیر اللہ و عبد القادر و عبد العزیز پر موجود ہے

در مطبع محمدی واقع لاہور طبع شد

خلاصۂ مضامین الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین حصہ دوم

نمبر	مضمون کتاب
۱۲۵	مسئلہ شصت و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ حج کے دن مزدلفہ مین مغرب و عشا کی نماز کو جمع کر کے پڑہے فقط ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ۔
۱۲۷	مسئلہ شصت و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ قربانی کے بدلے مکہ مین ٹہیر کر دس روزے رکہنے جائز ہین۔
۱۲۸	مسئلہ شصت و ششم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگرچہ اندہے آدمی کے پاس خرچ راہ اور سواری بہی موجود ہے جب بہی اسپر حج فرض نہین ہے۔
۱۲۹	مسئلہ شصت و ہفتم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ عمرہ فرض نہین بلکہ مستحب ہے۔
″	مسئلہ شصت و ہشتم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگر مردے کے سرپر حج فرض باقی ہو تو وارث پر میت کیطرف سے حج واجب نہین ہے خواہ کرے خواہ نہ کرے۔
۱۳۰	مسئلہ شصت و نہم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ جو شخص اسلام لاوے اور اسکے نکاح مین چار سے زیادہ عورتین ہون تو اسکو وہ عورتین رکہنی جائز ہین جنکے ساتھ پہلے نکاح کیا ہو۔
۱۳۱	مسئلہ ہفتادم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگر کوئی شخص اسلام لاوے اور اسکے نکاح مین دو بہنین حقیقی ہون تو جسکے ساتھ پہلے نکاح کیا تہا اسکو رکہے بیوی اور دوسری کو اپنے پاس رکہنا جائز نہین ہے۔
۱۳۲	مسئلہ ہفتاد و یکم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ کافرہ ذمیہ عورت کے ساتھ مسلمانکو نکاح کرنا جائز ہے۔
۱۳۴	مسئلہ ہفتاد و دوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ آزاد عورتکا نکاح غلام کے ساتھ کیا جاوے۔
۱۳۵	مسئلہ ہفتاد و سوم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ زبردستی کے ساتھ طلاق دلوانے سے واقع ہو جاتی ہے۔
۱۳۶	مسئلہ ہفتاد و چہارم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگر کسی عورت کو کہے کہ اگر مین تیرے ساتھ نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے تو نکاح کرنے سے طلاق پڑ جاوے گی۔
۱۳۷	مسئلہ ہفتاد و پنجم امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ کہ اگر غلام کی آزادی کو ملک کے ساتھ معلق کرے تو ملک کے بعد آزاد ہو جاویگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ قَاتَلَ الْکَفَرَۃَ وَالْمُقَلِّدِیْنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِھِمْ مُقْتَدُوْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحَابِہِ الَّذِیْنَ بَذَلُوْا جُھْدَھُمْ فِیْ اِعْلَاءِ کَلِمَۃِ اللّٰہِ وَجَاھَدُوْا اَعْدَاءَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُنْکِرُوْنَ **اما بعد**

حمد اور صلوۃ کے محمد **ابو الحسن** سیالکوٹی عفی اللہ عنہ تلمیذ جناب خاتم المحدثین امام المفسرین نجم الہند والسند المشتہر فی المشرقین والمغربین شیخنا وشیخ الکل **السید محمد نذیر حسین** صانہ اللہ تعالی عن آفات الدارین خدمت مین علمار ماہرین وفضلار مصنفین کے عرض گذار ہی کہ چونکہ فقہ کی کتابون مین صدہا مسائل قرآن و حدیث کے مخالف ہین اور کتاب و سنت مین انکا کہین پتہ نہین ملتا ہے اور نیز معتزلہ و خوارج وغیرہ مذاہب باطلہ کے روایات فقہ کی کتابون مین حد سی زیادہ داخل ہوگئے ہین چنانچہ مصنف فتاوی قنیہ کہ باعتراف صاحب اشباہ و النظائر کے معتزلی مذہب ہے کے بہت مسائل فقہ مین خلط ملط ہوگئے ہین بلکہ فقہ مین بہت جگہہ اسکا فتوے معتبر سمجھا جاتا ہی اور نیز علمار مقلدین اکثر یہ دعوے کرتے ہین کہ امام اعظم کا کوئی مسئلہ مخالف قرآن و حدیث کی نہین ہے لہذا بعض احباب کی فرمایش سی یہ **ظفر المبین جدید** لکھی گئی اور اسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا گیا لیکن بوجہ اشد ضرورت کے پہلے اوسکا یہہ حصہ دوم لکھا گیا اور بطور نمونہ کے امام اعظم صاحب کا ایک سو مسئلہ مخالف جمہور سلف اور خلف کے اور ایک سو مسئلہ مخالف صحیح حدیثون کے اوسمین بیان کیا گیا اور بعد طبع ہونے اسکے انشاء اللہ تعالی حصہ اول لکھا جاویگا و علے ہذا القیاس بعد اوس کے

حصہ سوم و چہارم وغیرہ لکہا جاویگا تاکہ اہل اسلام کو فقہ حنفی کی حقیقت کا رمعلوم ہوجاوے
اور دام تقلید سے بچکر راہ راست اختیار کرین اور قرآن وحدیث کو اپنا دستور العمل
ٹہراوین اور یقین کرلیوین کہ فقہ کے کسی مسئلے پر بغیر تحقیق وتفتیش دلیل کے عمل کرنا جائز
نہین . ولیکن جاننا چاہیے کہ اس ظفر المبین جدید حصہ دوم کو ظفر المبین مطبوعہ سابق پر
کئی وجہ سے ترجیح ہے **اول** باین طور کہ سابق مین فقہ وغیرہ کے اصل عربی عبارتون
کو نقل نہین کیا گیا پس اس سے بہت لوگ شکایت کرتے تہے کہ اصل عبارات عربیہ کو نقل
نہین کیا اور ترجمہ مین بہت تصرف کر دیا ہے لہذا راقم نے اس حصہ دوم ظفر المبین جدید مین
عربی کی اصل عبارتون کو نقل کر دیا ہے تاکہ کسی کو کوئی شک شبہ کسی قسم کا باقی نہ رہے **دوم** باین
طور کہ اس حصہ دوم مین امام اعظم کا سو مسئلہ مخالف جمہور سلف وخلف کے بیان کیا گیا ہے
اور یہ مطبوعہ سابق مین نہین ہے **سوم** باین طور کہ مطبوعہ سابق مین ہر مسئلے کی مخالف جو حدیثین
تھین انکو نقل کر دیا ہے اور حنفیون کے جو اعتراضات اور تاویلات اور متمسکات اس مسئلے
کے متعلق تہے اس سے بالکل کچھ تعرض نہین کیا فقط چہار پانچ مسئلون مین کچھ کیا ہے مگر اس حصہ
دوم مین ہر ہر مسئلے کے متعلق جو جو اعتراضات و تمسکات حنفیون کے تہے سب کو نقل کر کے انکے
جوابات شافی وکافی دیے مین تاکہ کبھی کوئی حنفی اسکے جواب مین قلم نہ اٹھا سکے الا ما در لاجد ا

مغالطہ اول

ایک مغالطہ مقلدین اہلحدیث کو یہہ دیتے ہین کہ یہہ لوگ (یعنے اہلحدیث) نواب بہوپال اور شوکانی
اور محمد بن عبد الوہاب کے مقلد ہین اور مسک الختام وغیرہ کتابین نواب بہوپال کے اور نیل
الاوطار وغیرہ تصانیف امام شوکانی کے جو جمہور علما اہل سنت کی مخالف ہین انپر یہہ لوگ
عمل کرتے ہین سو **جواب** اس کا کئی وجہ سے ہے اول یہ کہ اہل حدیث کو نواب صاحب وامام
شوکانی کا مقلد کہنا محض کذب وافترا ہے اہلحدیث پر یہہ لوگ انکے کسی مسئلے مین تقلید
نہین کرتے ہین جب انہون نے چار ون اماموں کی تقلید چھوڑ دی ہے تو پہر نواب صاحب
وامام شوکانی کی تقلید کیون اختیار کرنے لگے اہلحدیث ہرگز انکے مقلد نہین ہین اور نہ انہون نے کسی
کتاب مین انکی تقلید کا اقرار کیا ہے بلکہ یہہ لوگ فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہین اور نہ

عمر کی مخالفت سے نہیں ڈرتے ہیں چارون اماموں وغیرہ مجتہدین کے اقوال کو حجت شرعی نہیں
جانتے ہیں مگر جو قول انکا موافق قرآن وحدیث کی ہو مانتے ہیں اور باقی کا لائی مدبر بش خاوند مارتے
ہیں اور قاعدہ اہل سنت المجتہد یخطی ویصیب کو زیر نظر رکہتے ہیں پس انکا متمسک فقط قرآن و
حدیث ہی وبس خواہ کوئی موافق ہو خواہ کوئی مخالف ہو کسی سے کچھ سروکار نہیں ہے اور
نواب صاحب وامام شوکانی کے بعض اقوال موافقہ پر عمل کرتے ہیں تو فقط اس وجہ سے کرتے ہین کہ
وہ مسئلہ نص قرآن و حدیث سے ثابت ہی نہ اس نظر سے کہ انہین اُن کی تقلید ہے اور نہ اسوجہ سے
کہ یہہ مسئلہ انکی کتابون مین مذکور ہے یا اونکا اسپر عمل ہے یا اونکے معتقدات سے ہے اونکے بعض مسائل
مین کسی امام کے ساتہہ موافق ہونے سے اُسکی تقلید لازم نہین آتی ایسا ہو تو حنفی لوگ شافعی و
مالکی وغیرہ کہلاوین وبالعکس سلیے کہ بعض مسائل مین آپس مین بلکل موافق ہین پس اہلحدیث کو باوجود
انکی اس قدر برأت کی امام شوکانی کی تقلید کا اتہام لگانا دروغ گویم برروی تو کا مصداق بنا
ہے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید مین داخل ہونا ہے اگر کوفہ کی ہائی کورٹ مین کہین یہ اقرار
انکا موجود ہو تو یہ فرقہ تقلیدیہ پیش کرین ورنہ ایسی افترا اور اتہام سے باز آوین **دوم** اسوجہ سے
کہ جب بزعم تمہاری اہل حدیث امام شوکانی وغیرہ کی مقلد ٹہیری تو پہر تم لوگ اہل حدیث کو لا مذہب
کیون تبلاتے ہو آپ جیسا اپنی خیال مین انکو بہی مقلد سمجہو پہر تم لوگون نے تمام جہان مین اسقدر شور و
شر کیون بچار کہا ہے کچھ تو سوچو اور کچھ تو انصاف کرو **سوم** اسوجہ سے کہ امام شوکانی و
نواب صاحب نے تو اپنی اپنی تصنیفون مین قرآن وحدیث کو بیان کیا ہے اور جو مسئلہ انہین لکہا ہے
اسکو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے پہر کیا حنفیون کے نزدیک قرآن وحدیث بہی اہلسنت کے مخالف ہے
نعوذ باللہ من ذلک اور نیز امام شوکانی وغیرہ کے تمام مسائل چارون اماموں کی مذہب مین موجود ہین
ایسا مسئلہ انمین کوئی نہین ہی جسکا ائمہ اربعہ سے کوئی قائل نہو الا ماشاء اللہ پہر کیا چارون امام
بہی حنفیون کی نزدیک جمہور علماء اہلسنت کے مخالف ہین اس سے تو پہر چارون پانچ مذہبون کی بیخ
وبنیاد اکہڑ گئی اور چارون امام بہی منسوخ ہو گئی اب کیا کروگے اور کدہر جاؤگے **چہارم** امام شوکانی
وغیرہ کے مسائل مخالف جمہور اگر تلاش کیے جاوین تو چار پانچ سے زیادہ نہین نکلینگے مگر فرقہ تقلیدیہ
کی کشتی حنفیت و النعمانیت تو اس طوفان بے تمیزی مین پہنسی ہوئی ہی کہ اُسے کبہی نجات کی امید نہین ہے یعنے

امام اعظم کے تو صدہا مسائل مخالف جمہور اہلسنت کی ہین چنانچہ منجملہ ان کے ایک سو مسئلہ بطور نمونہ کے ہم بیان کرتے ہین پہر تعجب ہے کہ حنفیہ امام شوکانی وغیرہ پر کس منہہ سے طعن کرتے ہین اور اپنے گریبان مین نظر الٹکر کیون نہین شرماتے **مسئلہ اول** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کسی جنور کا قرض لینا درست نہین ہی سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّهُ يَجُوزُ قَرْضُ جَمِيعِ الْحَيَوَانِ وَمَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ قَرْضُ شَيْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ وَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ یعنی امام شافعی اور مالک اور جمہور علماء سلف وخلف کا یہ مذہب ہے کہ تمام حیوانونکا قرض لینا جائز ہے **مسئلہ دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر ایک غلام بدلے دو غلامون کے مدت مقرر کرکے بیچے یا ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے بیچے تو یہ بیع جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَإِنْ بَاعَ عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ أَوْ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ إِلَى أَجَلٍ فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ جَوَازُهُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْكُوفِيُّونَ لَا يَجُوزُ انتہی یعنی پس اگر بیچا ایک غلام کو بدلے دو غلامون کے یا ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے مدت مقرر کرکے تو شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور ابو حنیفہ اور کوفیون کے نزدیک جائز نہین ہی **مسئلہ سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ہمسایہ کے واسطے حق شفعہ ثابت ہی سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہو جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ لَا يَثْبُتُ بِالْجِوَارِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ يَثْبُتُ بِالْجِوَارِ یعنے مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما کا یہہ ہے کہ شفعہ جوار کا ثابت نہین ہوتا ہے اور ابو حنیفہ اور ثوری کہتے ہین کہ شفعہ جوار کا ثابت ہوتا ہی **مسئلہ چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تیسرے حصہ مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز ہے سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے۔ فَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ وَصِيَّتُهُ فِيمَا زَادَ عَلَى الثُّلُثِ وَجَوَّزَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ انتہی یعنے مذہب ہمارا (شافعیہ کا) اور مذہب جمہور کا

یہ ہے کہ تیسرے حصہ مال سے زیادہ میں وصیت کرنا جائز نہیں ہے اور ابو حنیفہ جائز کہتے ہیں **مسئلہ پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ مالک کو اپنے غلام اور لونڈی پر حد قائم کرنے بغیر اذن امام کے جائز نہیں ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے فِيْهِ اَنَّ السَّيِّدَ يُقِيْمُ الْحَدَّ عَلٰی عَبْدِهٖ وَاَمَتِهٖ وَهٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاهِيْرِ الْعُلَمَاۤءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ لَيْسَ لَهٗ ذٰلِكَ یعنے اس حدیث میں ثابت ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اوپر غلام اپنے کے اور لونڈی اپنی کے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مالک اور احمد اور جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا اور جو انکے پیچھے ہیں **مسئلہ ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ نبیذ کھجور وغیرہ کا اگرچہ اسمیں شدت بھی پیدا ہو جاوے اور نشہ بھی لاوے حرام نہیں ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاۤءُ فِيْمَنْ شَرِبَ النَّبِيْذَ وَهُوَ مَا سِوٰی عَصِيْرِ الْعِنَبِ مِنَ الْاَنْبِذَةِ الْمُسْكِرَةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَاَحْمَدُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَجَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاۤءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ هُوَ حَرَامٌ يُجْلَدُ فِيْهِ كَجَلْدِ شَارِبِ الْخَمْرِ الَّذِيْ هُوَ عَصِيْرُ الْعِنَبِ سَوَاۤءٌ كَانَ يَعْتَقِدُ اِبَاحَتَهٗ اَوْ تَحْرِيْمَهٗ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالْكُوْفِيُّوْنَ لَا يَحْرُمُ وَلَا يُحَدُّ شَارِبُهٗ یعنے اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو انگوری شراب کے سوا اور نشہ دار نچوڑوں کو پیوے پس کہا امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علماء سلف اور خلف نے کہ وہ حرام ہے کوڑے مارا جاویگا اسمیں جیسے کہ کوڑے مارا جاتا ہے انگوری شراب پینے والا خواہ اسکی اباحت کا اعتقاد رکھے یا اوسکی حرمت کا اور کہا ابو حنیفہ نے کہ وہ حرام نہیں اور اوسکے پینے والے کو حد نہ ماری جاوے **مسئلہ ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرلے تو جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَا مِنِ اخْتِصَاصِهٖ بِالْمَسْجِدِ وَاَنَّهٗ لَا يَصِحُّ فِيْ غَيْرِهٖ هُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْهُوْرِ سَوَاۤءٌ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَةُ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَصِحُّ اعْتِكَافُ الْمَرْاَةِ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ الْمَوْضِعُ الْمُهَيَّاُ لِلصَّلٰوةِ فِيْهِ یعنے یہ جو ذکر کیا ہے ہمنے اعتکاف کا مسجد سے خاص ہونا اور مسجد کے سوا اور

جگہہ مین صحیح نہ ہونا یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور کا خواہ مرد ہو یا عورت ہو
مسئلہ ہشتم امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ اشعار کرنا جائز نہین سو یہہ مسئلہ اُنکا مخالف ہے
جمہور علمار کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اِسْتِحْبَابُ
الْاِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ فِي الْهَدَايَا مِنَ الْاِبِلِ وَبِهٰذَا قَالَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ
وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ الْاِشْعَارُ بِدْعَةٌ لِاَنَّهٗ مُثْلَةٌ وَهٰذَا يُخَالِفُ الْاَحَادِيْثَ
الصَّحِيْحَةَ الْمَشْهُوْرَةَ فِي الْاِشْعَارِ یعنے اس حدیث مین ثابت ہی مستحب ہونا اشعار کا اور اونٹونکی
ہدیون مین تقلید کرنا اور ساتہہ اسی کی کہا ہی جمہور علما سلف و خلف نی اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اشعار کرنا
بدعت ہے اس لیے کہ وہ مثلہ ہی اور یہہ قول مخالف ہی احادیث صحیحہ مشہورہ کے جو اشعار کے باب مین
وارد ہوئی ہین **مسئلہ نہم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ حرم مکہ مین کافر کا داخل ہونا جائز ہی
سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علمار کے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہی فَلَا يَجُوْزُ
تَمْكِيْنُ كَافِرٍ مِنْ دُخُوْلِهٖ بِحَالٍ فَاِنْ دَخَلَهٗ فِيْ خُفْيَةٍ وَجَبَ اِخْرَاجُهٗ فَاِنْ مَاتَ وَدُفِنَ فِيْهِ
نُبِشَ وَاُخْرِجَ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ هٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاهِيْرِ الْفُقَهَاءِ وَجَوَّزَ اَبُوْحَنِيْفَةَ
دُخُوْلَهُمُ الْحَرَمَ یعنے پس نہین جائز ہے قدرت دینا کافر کو مکہ مین اُسکے داخل ہونیکی کسی حال مین پس اگر
داخل ہو حرم مین کافر پوشیدہ واجب ہے نکال دینا اُسکا پس اگر مر جاوی اور اسمین دفن کیا جاوی تو
اُسکی قبر کو کھود ڈالا جاوے اور نکالدیا جاوی جب تک کہ متغیر نہ ہو یہی ہے مذہب شافعی اور جمہور فقہا
کا **مسئلہ دہم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ عقیقہ کرنا سنت نہین ہے سو یہہ مسئلہ اونکا مخالف
ہے جمہور علمار کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ مِنَ
الْعِتْرَةِ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى اَنَّهَا سُنَّةٌ وَذَهَبَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ فَرْضًا وَلَا
سُنَّةً یعنے گئی ہین جمہور علما عترت وغیرہ سے طرف اس بات کے کہ تحقیق عقیقہ سنت ہی اور ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ نہ فرض ہی اور نہ سنت ہی **مسئلہ یازدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی
شخص یہہ بات کہی کہ اگر مین یہ کام کرون تو مین یہودی ہون یا نصرانی ہون تو اس صورت مین
اسپر کفارہ واجب ہے خواہ اس کام کو کر چکا ہو یا نہ کیا ہو سو یہہ مسئلہ انکا مخالف ہی جمہور علمار کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ سَوَاءٌ فَعَلَهٗ اَمْ

لَاهٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ وَمَالِكٍ وَجَمَاهِیْرِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ تَجِبُ الْکَفَّارَةُ فِیْ کُلِّ ذٰلِكَ یعنے نہین ہے کفارہ اُسپر خواہ اُس کام کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما کا ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اُسپر ہر حال مین کفارہ ہے **مسئلہ دوازدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے قتل کیا جاوے سو یہ مسئلہ اُنکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَقَدْ یَسْتَدِلُّ بِهٖ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِیْ قَوْلِهِمْ یُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالذِّمِّیِّ وَیُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی خِلَافِهٖ یعنی تحقیق دلیل پکڑتے ہین ساتھہ اسکے اصحاب ابوحنیفہ کے اپنے قول مین کہ قتل کیا جاوے مسلمان قصاص مین ذمی کے اور قتل کیا جاوے آزاد بدلے غلام کے اور جمہور علما اسکے مخالف ہین **مسئلہ سیزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مساقاة یعنے اپنی زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار کا حصہ مقرر کرکے اجارہ دینا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَفِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ جَوَازُ الْمُسَاقَاةِ وَبِهٖ قَالَ مَالِكٌ وَالثَّوْرِیُّ وَاللَّیْثُ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجَمِیْعُ الْفُقَهَاءِ وَاَهْلُ الظَّاهِرِ وَجَمَاهِیْرُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ لَا یَجُوْزُ یعنے ان احادیث مین ثابت ہی جائز ہونا مساقات کا اور ساتھہ اسکے قائل ہین مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد اور تمام فقہا محدثین اور اہل ظاہر اور جمہور علما اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ مساقاة جائز نہین ہے **مسئلہ چہاردہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فیصلہ کرنا ساتھہ ایک گواہ اور قسم کے جائز نہین سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَالْکُوْفِیُّوْنَ لَا یُحْکَمُ بِشَاهِدٍ وَیَمِیْنٍ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْاَحْکَامِ وَقَالَ جُمْهُوْرُ عُلَمَاءِ الْاِسْلَامِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ یُقْضٰی بِشَاهِدٍ وَیَمِیْنِ الْمُدَّعِیْ فِی الْاَمْوَالِ وَمَا یُقْصَدُ بِهِ الْاَمْوَالُ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ وَعَلِیٌّ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَفُقَهَاءُ الْمَدِیْنَةِ وَسَائِرُ عُلَمَاءِ الْحِجَازِ وَمُعْظَمُ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ یعنے کہا جمہور علماء اسلام نے صحابہ اور تابعین سے اور جو پیچھے اونکے ہین علما شہرون کے سے کہ فیصلہ کیا جاوے ساتھہ ایک گواہ اور قسم مدعی کے مالون مین اور ایسی چیز مین کہ اوس سے مقصود مال ہوا اور ساتھہ اسی کے قائل ہین ابوبکر صدیق اور علی اور عمر بن عبدالعزیز اور مالک اور شافعی اور احمد اور فقہاء مدینہ اور تمام علماء ملک

حجاز کے اور بڑے علما ر شہرون کے **مسئلہ پانزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت
مرتدہ اگر توبہ نکرے تو قتل نکیجاوے بلکہ قید کیجاوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۱ والمرأۃ کالرجل فی انها تقتل اذا لم تتب ولا یجوز استرقاقها
هذا مذهب الشافعي ومالك والجماهير وقال ابو حنيفة تسجن المرأة ولا تقتل یعنی عورت
مثل مرد کی ہے اس بات مین کہ قتل کیجاوے جب توبہ نکرے اور نہین جائز ہے غلام بنانا اوسکا یہ مذہب ہے
شافعی اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ عورت قید کیجاوے اور قتل نکیجاوے **مسئلہ
شانزدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے
جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۲ فمذهب الشافعي والجمهور من السلف و
الخلف انه مباح لا كراهة فيه وكرهها طائفة منهم ابو حنيفة یعنی مذہب شافعی اور جمہور سلف اور
خلف کا یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت مباح ہے مکروہ نہین اور مکروہ کہا ہے اوسکو ابو حنیفہ اور ایک جماعت
نے پھر امام نووی نے بعد اس کے لکھا ہے کہ گھوڑے کے گوشت کی ممانعت مین کوئی حدیث ثابت
نہین ہوئی ولم یثبت فی النہی حدیث **مسئلہ ہفدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ گوہ کا
گوشت کھانا مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور بلکہ اجماع علماء اسلام کے چنانچہ امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۳ واجمع المسلمون علی ان الضب لیس بمکروہ الا ما حکی عن اصحاب
ابی حنیفة من کراهته یعنی اجماع کیا ہے اہل اسلام نے اس بات پر کہ گوشت گوہ کا مکروہ نہین مگر جو
ابو حنیفہ کے اصحاب سے روایت کیگئی ہے کراہت اوسکی کی **مسئلہ ہژدہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین
کہ کتے کا جوٹھا برتن تین بار دھونا کافی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۴ وفیه وجوب غسل نجاسة ولوغ الکلب سبع مرات وهذا مذهب
مالک واحمد والجماهیر وقال ابو حنیفة یکفی غسله ثلث مرات یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر
کہ کتے کا جوٹھا برتن سات بار دھونا واجب ہے اور یہ مذہب ہمارا ہے اور مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ تین بار دھونا کافی ہے انتہی **مسئلہ نوزدہم** امام اعظم فرماتے ہین کہ وقت ظہر کا دو
مثل تک باقی رہتا ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر
مظہری مین لکھتے ہین ۵۵ اما اخر وقت الظهر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه

۵۱ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع دہلی انصاری ج ۲ کی صفحہ ۱۵۰ مین ہے ۱۲

۵۲ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع دہلی انصاری ج ۲ کی صفحہ ۱۵۲ مین ہے ۱۲

۵۳ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری ج ۲ کی صفحہ ۱۵۳ مین ہے ۱۲

۵۴ مضمون صحیح مسلم ج ۱ کی صفحہ ۲۲۰ مین ہے ۱۲

يَبْقَى بَعْدَ مَصِيرِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَلِذَا خَالَفَ أَبَا حَنِيفَةَ فِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ وَ
وَافَقَا الْجُمْهُورَ یعنی ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہین ہوتا
ہے اسی وجہ سے صاحبین بھی امام ابوحنیفہ سے اس مسئلے مین مخالف ہوگئے ہین انتہی **مسئلہ**
بستم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کے ظاہر اور باطن مین نافذ ہو جاتی ہی سو یہ مسئلہ
اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ
لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ وَفُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنَّ حُكْمَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ الْبَاطِنَ وَلَا يُحِلُّ حَرَامًا وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ
يُحِلُّ حُكْمُ الْحَاكِمِ الْفُرُوجَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علماء
اسلام اور فقہاء شہرون کی صحابہ اور تابعین سے اور جو اون کے پیچھے ہین کہ بیشک حکم حاکم کا
نہین حلال کرتا ہے باطن کو اور نہین حرام کرتا ہے حرام کو اور ابوحنیفہ صاحب کہتے ہین کہ حکم حاکم کا
حلال کرتا ہی فرجون کو انتہی **مسئلہ بست و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی مرد کسی
عورت سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اوس زانی پر حرام ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اون کا
مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین فتح الباری سے نقل کیا ہی
وَأَبَى ذٰلِكَ الْجُمْهُورُ یعنے جمہور علما نے اس بات سے انکار کیا ہی **مسئلہ بست و دوم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ مدت رضاعت کی جسسے حرمت ثابت ہوتی ہو اڑھائی برس ہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف
ہی جمہور سلف اور خلف کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ سَائِرُ الْعُلَمَاءِ
مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَعُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ إِلَى الْآنَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِإِرْضَاعِ مَنْ لَهُ دُونَ
سَنَتَيْنِ إِلَّا أَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ سَنَتَيْنِ وَنِصْفٍ یعنی تمام علماء صحابہ و تابعین اور علماء شہرون
کے اسوقت تک یہی کہتے ہین کہ نہین ثابت ہوتی حرمت رضاعت کی مگر ساتھ دودھ پلانے کے
اندر دو برس کی مگر ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اڑھائی برس مین حرمت ثابت ہوتی ہی انتہی **مسئلہ بست**
و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ شراب سرکہ بنانے سے پاک ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما
کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا دَلِيلُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ
تَخْلِيلُ الْخَمْرِ وَلَا تَطْهُرُ بِالتَّخْلِيلِ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ تَطْهُرُ یعنے یہ حدیث دلیل ہی شافعی

اور جمہور علما کے اسبات پر کہ نہین جائز ہے شراب کا سرکہ بنانا اور نہین پاک ہوتی ہے شراب ساتھ سرکہ بنانے کے اور صحیح روایت امام احمد و مالک سے بھی یہ ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ شراب سرکہ بنانے سے پاک ہوجاتی ہے

مسئلہ بست و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ زبان کے ساتھ قول اقرار ہوجانے کے بعد بائع یا مشتری کو بیع فسخ کرنیکا اختیار نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۶ هٰذَا الْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ ثُبُوْتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ بَعْدَ انْعِقَادِ الْبَيْعِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا مِنْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ بِاَبْدَانِهِمَا وَبِهٰذَا قَالَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٖ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ وَطَاؤُسٌ وَسَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءٌ وَشُرَيْحُ الْقَاضِيُّ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالشَّعْبِيُّ وَالزُّهْرِيُّ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ وَسُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَلِيُّ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَاَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ ابْنُ رَاهْوَيْهِ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَالْبُخَارِيُّ وَسَائِرُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَاٰخَرُوْنَ اِنْتَهٰى وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَثْبُتُ خِيَارُ الْمَجْلِسِ یعنے اس حدیث مین دلیل ہے واسطے ثابت ہونے خیار مجلس کے واسطے ہر ایکے بائع اور مشتری سے پیچھے منعقد ہوجانے بیع کے یہانتک کہ جدا ہون وہ دونون اوس مجلس سے ساتھ بدن اپنے کے اور ساتھ اسیکے قائل ہین جمہور علما صحابہ اور تابعین اور پچھلون سے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ خیار مجلس ثابت نہین ہوتا ہے یعنی نفس ایجاب و قبول سے بیع لازم ہوجاتی ہے کسیکو دونون سے بیع توڑنے کا اختیار باقی نہین رہتا ہے

مسئلہ بست و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کی سنت پڑھکر فرض سے پہلے کلام کرنی مکروہ ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۷ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اِبَاحَةِ الْكَلَامِ بَعْدَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالْجُمْهُوْرِ وَكَرِهَهُ الْكُوْفِيُّوْنَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسبات پر کہ بعد سنت فجر کے کلام کرنی مباح ہے اور وہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب مالک اور جمہور کا ..... اور مکروہ جانا ہے اس کو کوفیون نے

مسئلہ بست و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فقط ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قَوْلُهٗ يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ

۵۶ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ج۲ کے صفحہ ۶ مین ہے ۱۲

۵۷ یہ عبارت صحیح مسلم ایضا ج۱ کے صفحہ ۲۵۴ مین ہے ۱۲

دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ اَقَلَّ الْوِتْرِ رَکْعَۃٌ وَاَنَّ الرَّکْعَۃَ الْفَرْدَۃَ صَلٰوۃٌ صَحِیْحَۃٌ وَھُوَ مَذْھَبُنَا وَ مَذْھَبُ الْجُمْھُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ لَا یَصِحُّ الْاِیْتَارُ بِوَاحِدَۃٍ یعنی اسحدیث مین دلیل ہے اسپر کہ کم سے کم وتر ایک رکعت ہے اور تحقیق ایک رکعت تنہا نماز صحیح ہے اور یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب جمہور کا اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ فقط ایک رکعت وتر جائز نہین **مسئلہ بست و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ سفر مین سواری پر وتر پڑہنے جائز نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِیْہِ دَلِیْلٌ لِمَذْھَبِنَا وَمَذْھَبِ مَالِکٍ وَاَحْمَدَ وَ الْجُمْھُوْرِ اَنَّہٗ یَجُوْزُ الْوِتْرُ عَلَی الرَّاحِلَۃِ فِی السَّفَرِ حَیْثُ تَوَجَّھَتْ وَاَنَّہٗ سُنَّۃٌ لَیْسَ بِوَاجِبٍ وَ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ ھُوَ وَاجِبٌ وَلَا یَجُوْزُ عَلَی الرَّاحِلَۃِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب ہمارے کے اور مذہب مالک ور احمد اور جمہور کے یہ کہ تحقیق جائز ہین وتر سواری پر سفر مین جسطرف متوجہ ہو اور وہ سنت ہین واجب نہین اور ابوحنیفہ کہتے ہین ...... کہ وتر واجب ہین اور سواری پر پڑہنے جائز نہین انتہی **مسئلہ بست و ہشتم** امام اعظم فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے بقدر ایک رکعت کے صبح کی نماز کا وقت پایا اور پہر آفتاب نکل آیا تو اسصورت مین اُس کی نماز صبح کی باطل ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَاَمَّا فِی الصُّبْحِ فَقَالَ بِہٖ مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَالْعُلَمَآءُ کَافَّۃً اِلَّا اَبَا حَنِیْفَۃَ فَاِنَّہٗ قَالَ تَبْطُلُ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ فِیْھَا یعنی لیکن صبح کی نماز پس کہا ہے ساتھ صحیح ہونے اوسکے کے مالک ور شافعی اور احمد اور تمام علما نے لیکن ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نماز صبح کی آفتاب کے نکلنے سے باطل ہو جاتی ہے انتہی **مسئلہ بست و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ استسقا مین چادر پلٹ کرنا اور ہنا مستحب نہین سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِیْہِ دَلِیْلٌ لِلشَّافِعِیِّ وَ مَالِکٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاھِیْرِ الْعُلَمَآءِ فِیْ اِسْتِحْبَابِ تَحْوِیْلِ الرِّدَآءِ وَلَمْ یَسْتَحِبَّہٗ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ یعنی اسحدیث مین دلیل ہے واسطے شافعی اور مالک ور احمد اور جمہور علما کے کہ چادر پلٹ کر اوڑہنی مستحب ہے اور نہین مستحب جانا اوسکو ابوحنیفہ نے انتہی **مسئلہ سی ام** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ استسقا مین نماز پڑہنا سنت نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح

ﮯ یہ عبارت صحیح مسلم انصاری کے ج ۱ کی صفحہ ۲۵۷ مین ہے ۱۲ ﮯ یہ عبارت صحیح مسلم انصاری کے ج ۱ کی صفحہ ۲۴۴ مین ہے ۱۲ ﮯ یہ عبارت صحیح مسلم انصاری کے ج ۱ کی صفحہ ۲۲۲ مین ہے ۱۲ ﮯ یہ عبارت صحیح مسلم انصاری کے ج ۱ کی صفحہ ۲۹۲ مین ہے ۱۲

صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ سَائِرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ لَتُسَنُّ الصَّلٰوةُ وَلَمْ يُخَالِفْ فِيْهِ اِلَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ یعنی تمام علما سلف و خلف کے صحابہ اور تابعین اور جو اون کے پیچھے پیدا ہوئے ہین کہتے ہین کہ استسقا مین نماز پڑہنا سنت ہے اور نہین مخالفت کی اس مین کسی نے سوای ابو حنیفہ کے انتہی

مسئلہ سی و یکم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ گہن کی نماز مین ہر رکعت مین فقط ایک ہی قیام ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَالْمَشْهُوْرُ فِيْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ اَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قِيَامَانِ وَقِرَاءَتَانِ وَرُكُوْعَانِ وَهٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَاللَّيْثُ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَجُمْهُوْرُ عُلَمَاءِ الْحِجَازِ وَغَيْرِهِمْ وَقَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ هُمَا رَكْعَتَانِ كَسَائِرِ النَّوَافِلِ یعنی مشہور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ گہن کی نماز دو رکعت ہے ہر رکعت مین دو قیام ہین اور دو قرأت اور دو رکوع اور ساتھ اسی کے قائل ہین مالک اور لیث اور احمد اور ابو ثور اور جمہور علما ملک حجاز وغیرہ کے اور کوفے والے کہتے ہین کہ گہن کی نماز دو رکعت ہے مثل اور تمام نفلون کی انتہی

مسئلہ سی و دوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص نماز مین ایک رکعت بہولکر زیادہ پڑہ جاوے تو اسصورت مین نماز اوسکی باطل ہوگی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِيْهِ دَلِيْلٌ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْهُوْرِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ اَنَّ مَنْ زَادَ فِيْ صَلٰوتِهِ رَكْعَةً نَاسِيًا لَمْ تَبْطُلْ صَلٰوتُهُ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِنْ زَادَ رَكْعَةً سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهُ یعنی اس مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما سلف اور خلف کے کہ تحقیق جو شخص بہول کر ایک رکعت زیادہ پڑہ جاوے اوس کی نماز باطل نہین ہوتی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب ایک رکعت بھول کر زیادہ پڑہ جاوے تو اوس کی نماز باطل ہو جاتی ہے انتہی

مسئلہ سی و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مصراۃ مین یعنی بکری وغیرہ کو کئی دن دودہ بند کر کے بیچڈالنے مین خریدار کو چاہیئے کہ اوس کو واپس کر دیوے اور ایک صاع کہجورون کا اوس کے ساتھ دیوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے اس لئے کہ جمہور علما کہتے ہین کہ اوس کو اختیار ہے خواہ اوسکو اپنے پاس رکھے یا واپس کر دے کہجورون کا ایک صاع دیکر چنانچہ امام نووی نے

ف ۱ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری کے ج ۱ کی صفحہ ۲۹۲ مین ہے ۱۲

ف ۲ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری کے ج ۱ کی صفحہ ۲۹۵ مین ہے ۱۲

ف ۳ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی کے ج ۱ کی صفحہ ۲۱۲ مین ہے ۱۲

ف ۴ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی کے ج ۲ کی صفحہ ۵ مین ہے ۱۲

شرح صحیح مین لکھا ہے قَالَ اَبُو حَنِیفَۃَ یَرُدُّھَا وَلَا یَرُدُّ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ یعنی ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مصرات کو رد کر دے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجورون کا نہ دے اور نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدْ اَخَذَ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِیْثِ الْجُمْهُوْرُ یعنی تحقیق پکڑا ہی ساتھ ظاہر اس حدیث کے جمہور نے

مسئلہ سی و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اقامت مثل اذان کی ہے یعنی تکبیر کے پندرہ کلمے ہین مثل اذان کی سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی اور احمد اور جمہور کا یہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمے ہین انتہے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے قَالَ الْخَطَّابِیُّ مَذْهَبُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَآءِ وَالَّذِیْ جَرٰی بِهِ الْعَمَلُ فِی الْحِجَازِ وَالشَّامِ وَالْیَمَنِ وَمِصْرَ وَالْمَغْرِبِ اِلٰی اَقْصٰی بِلَادِ الْاِسْلَامِ اَنَّ الْاِقَامَةَ فُرَادٰی انتہی

مسئلہ سی و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کا چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے یَدُلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْجُلُوْسِ عَلَی الْحَرِیْرِ وَاِلَیْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ انتہی یعنی ریشمی تکیہ پر بیٹھنا جمہور کے نزدیک حرام ہے انتہے

مسئلہ سی و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو کہے کہ اگر مین تیرے ساتھ نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے تو اس صورت مین طلاق واقع ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے ذَهَبَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ اِلٰی اَنَّهٗ لَا یَقَعُ انتہی یعنی جمہور صحابہ و تابعین وغیرہ کا مذہب ہے کہ طلاق واقع نہین ہوتی ہے انتہے

مسئلہ سی و ہفتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسافر کے واسطے قربانی مشروع نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْهِ اَنَّ الضَّحِیَّةَ مَشْرُوْعَةٌ لِلْمُسَافِرِ کَمَا هِیَ مَشْرُوْعَةٌ لِلْمُقِیْمِ وَهٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ جَمَاهِیْرُ الْعُلَمَآءِ انتہی یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی مسافر کے واسطے مشروع ہے جیسے کہ مقیم کے واسطے مشروع اور یہی ہے مذہب جمہور کا انتہے

مسئلہ سی و ہشتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جو مچھلی دریا مین بلا کسی سبب کے مر جاوے تو اوسکا گوشت حلال نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف جمہور کے ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَمَّا السَّمَکُ

حاشیہ: سلہ یہ عبارت نیل الاوطار مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۰ مین ہے — سلہ یہ عبارت نیل الاوطار مطبوعہ مصر ج ۲ صفحہ ۱۳ مین ہے — سلہ یہ عبارت نیل الاوطار ج ۲ صفحہ ۱۶۶ مین ہے — سلہ ج ۶ صفحہ ۱۶ مین ہے — سلہ یہ عبارت صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۱۵۹ مین ہے

وَهُوَ الَّذِي يَمُوتُ فِي الْبَحْرِ بِلَا سَبَبٍ فَمَذْهَبُنَا إِبَاحَتُهُ وَبِهِ قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَحِلُّ یعنی جو مچھلی کہ دریا مین بغیر کسی سبب کے مرجاوے پس مذہب ہمارا مباح ہونا اوسکا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علماء صحابہ سے اور جو اون کے پیچھے ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ حلال نہین ہے اور حنفیہ اس باب مین جابر کی حدیث سے دلیل لاتے ہین چنانچہ مولف فتح المبین نے بھی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے سو اوسکا جواب امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہ دیا ہے وَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمَرْوِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَاهُ الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ فَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ فَحَدِيثٌ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ لَوْ لَمْ يُعَارِضْهُ شَيْءٌ كَيْفَ وَهُوَ مُعَارِضٌ بِمَا ذَكَرْنَا وَقَدْ أَوْضَحْتُ ضَعْفَهُ وَحَالَهُ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ یعنی حدیث جابر کی کہ جو چیز کہ ڈالدیوے اوسکو دریا یا اوس سے ہٹ جاوے تو اوسکو کھالو اور جو چیز کہ اوسمین مرجاوے اور پانی کے اوپر آجاوے پس اوسکو مت کھاؤ سو یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق اماموں حدیث کے نہین جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اوسکے اگر نہ معارض ہو اوسکو کوئی شی چہ جائیکہ وہ معارض ہے ساتھ اوس کے جو ذکر کیا ہے ہمنے اور تحقیق بیان کیا ہے مینے حال اوسکا اور ضعف اوسکا مہذب کی شرح مین

مسئلہ سی ونہم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لڑکے نابالغ کا حج منعقد اور صحیح نہین ہوتا ہے یعنی اوسپر احکام حج کے لازم نہین ہوتے ہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علماء کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فَأَبُو حَنِيفَةَ يَمْنَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَالْجُمْهُورُ يَقُولُونَ تَجْرِي عَلَيْهِ أَحْكَامُ الْحَجِّ فِي ذَلِكَ انتہی یعنی جمہور کہتے ہین

مسئلہ چہلم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کتے کا بیچنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَأَمَّا النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَوْنُهُ مِنْ شَرِّ الْكَسْبِ وَكَوْنُهُ خَبِيثًا فَيَدُلُّ عَلَى تَحْرِيمِ بَيْعِهِ وَأَنَّهُ لَا يَصِحُّ بَيْعُهُ وَلَا يَحِلُّ ثَمَنُهُ وَلَا قِيمَتُهُ عَلَى مُتْلِفِهِ وَهَذَا قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَصِحُّ بَيْعُ الْكِلَابِ الَّتِي فِيهَا مَنْفَعَةٌ یعنی کتے کے مول سے ممانعت کرنی اور اوسکا خبیث اور بدکسب ہونا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اوس کی بیع حرام ہے اور نہین صحیح ہوتی ہے بیع اوس کی اور نہین حلال ہے مول اوسکا اور نہین حلال ہے قیمت اس کی اوس کے تلف کرنیوالے پر اور ساتھ اسکے قائل ہین جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جس کتے سے

نفع ہو اوس کی بیع صحیح ہے انتہی ملخصاً **مسئلہ چہل و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر جانکر قصداً عید کے دن کی روزہ کی نذر مانی تو اوس کی قضا لازم ہو جاتی ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور علمائے کے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے[١] وَلَوْ نَذَرَ صَوْمَهُمَا مُتَعَمِّدًا بِعَيْنِهِمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُورُ لَا يَلْزَمُ قَضَاءُهُمَا وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَلْزَمُ قَضَاءُهُمَا وَخَالَفَ النَّاسَ كُلَّهُمْ انتہی یعنی

مسئلہ چہل و دوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نکاح شغار صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل دینا لازم آتا ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری مین فتح الباری سے نقل کیا ہے[٢] فَالْجُمْهُورُ عَلَى الْبُطْلَانِ وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ إِلَى الصِّحَّةِ یعنی جمہور کہتے ہین کہ یہ نکاح باطل ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ صحیح ہے انتہی **مسئلہ چہل و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لفظ ہبہ سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین قسطلانی سے نقل کیا ہے[٣] وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُورُ لَا يَنْعَقِدُ إِلَّا بِلَفْظِ التَّزْوِيجِ أَوِ الْإِنْكَاحِ فَلَا يَنْعَقِدُ بِلَفْظِ الْبَيْعِ وَالتَّمْلِيكِ وَالْهِبَةِ یعنی امام شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ نکاح منعقد نہین ہوتا مگر ساتھ لفظ تزویج کی یا انکاح کے پس نہ منعقد ہوگا نکاح ساتھ لفظ بیع اور تملیک اور ہبہ کی انتہی **مسئلہ چہل و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورتون کو جنازے کو چھوڑ جانا حرام ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ عینی شرح بخاری مین لکھا ہے[٤] قَالَ الْقُرْطُبِيُّ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ يَقْتَضِي أَنَّ النَّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُورُ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَنْبَغِي ذٰلِكَ یعنی کہا قرطبی نے کہ ظاہر حدیث کا اس بات کو چاہتا ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ بات جائز نہین ہے انتہی **مسئلہ چہل و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر تجارت کے واسطے غلامون کو خرید کیا ہو تو اونکا صدقہ فطر دینا مالک پر لازم نہین آتا سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ حاشیہ بخاری مین قسطلانی سے نقل کیا ہے[٥] هٰذَا قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ لَا يَلْزَمُ السَّيِّدَ زَكٰوةُ الْفِطْرِ عَنْ عَبِيدِ التِّجَارَةِ یعنی یہ قول جمہور کا ہے (کہ تجارت کی غلامون کا صدقہ فطر مالک پر واجب ہے) اور حنفیہ کہتے ہین کہ تجارت کی غلامون کا صدقہ فطر مالک پر لازم نہین ہے انتہی **مسئلہ چہل و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ محرم کو کپڑا معصفر پہننا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے اس لیے کہ جمہور اوس کو

[١] یہ عبارت صحیح مسلم انصاری دہلی چھاپی کی صفحہ ٣٦٠ مین ہے ١٢

[٢] یہ عبارت صحیح بخاری احمدی کی صفحہ ٧٦٢ مین ہے ١٢

[٣] یہ عبارت صحیح بخاری احمدی کی صفحہ ٧٦١ مین ہے ١٢

[٤] یہ عبارت صحیح بخاری کے صفحہ ٢٠٥ مین ہے ١٢

[٥] یہ عبارت صحیح بخاری مطبوعہ احمدی کی صفحہ ٢٠٥ مین ہے ١٢

جائز رکھتے ہین چنانچہ قسطلانی مین لکہا ہے وَالجمہورُ علیٰ جوازِہٖ خلافاً لابی حنیفۃ انتہیٰ **مسئلہ چہل و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص حج کرنیکو جائے اور مکے مین داخل ہووے تو اوسپر وضو کرکے طواف کرنا ضروری نہین ہے بلکہ بیوضو بہی طواف کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ قسطلانی شرح بخاری مین لکہا ہے وَھُوَ شرطٌ عِندَ الجمہورِ ولا یَصحُّ الطَّوافُ بِدُونِہٖ یعنی جمہور علما کے نزدیک یہ وضو شرط ہے بغیر اسکے طواف ہرگز درست نہین ہی انتہیٰ **مسئلہ چہل و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ محرم کیواسطے سراویل (یا پائجامہ) مطلقاً کسے حالت مین جائز نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے اس لئے کہ جمہور کہتے ہین کہ جب محرم تہ بند نپاوے تو پائجامہ کو کشادہ کرکے پہن لیوے چنانچہ عینی نے شرح بخاری مین لکہا ہی وَ اشترطَ الجمہورُ قطعَ الخُفِّ وفتقَ السَّراویلِ وعن ابی حنیفۃَ منعُ السَّراویلِ للمُحرِمِ مطلقاً انتہیٰ ملخصاً یعنی جمہور کے نزدیک موزہ کاٹ کر اور سراویل کشادہ کرکے محرم کو پہننا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ مطلقاً منع کرتے ہین انتہیٰ **مسئلہ چہل و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر لونڈی آزاد ہو جاوے اور اوسکا خاوند حرہ ہو تو اوس لونڈی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے خواہ نکاح اپنا رکھے اور خواہ توڑ دے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَاِن کانَ حُرّاً فلا خِیارَ عِندَ الشافعیِ وَ مالکٍ والجمہورِ وقال ابوحنیفۃَ لہا الخِیارُ یعنے اگر اوسکا خاوند حرہ ہو تو امام شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک اوس کو نکاح توڑنے کا کچہہ اختیار نہین رہتا اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اُسکو اختیار ہی انتہیٰ **مسئلہ پنجاہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر کوئی مشرکہ عورت اہل حرب مین سے ہجرت کرکے دارالاسلام مین چلی آوے تو اوس کی عدت فقط ایک ہی حیض ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری مین لکہا ہے واجابَ الجمہورُ بانَّ المرادَ ثلٰثُ حِیَضٍ لِانَّہا صارتْ باسلامِہا وہجرتِہا مِنَ الحرائرِ یعنی جمہور علما نے جواب دیا ہے ابوحنیفہ کی دلیل ہو کہ مراد اوسسے تین حیض ہین اس لیے کہ وہ عورت ہاجرہ اپنے اسلام اور ہجرت کی وجہ سے حرہ ہوگئی ہے انتہیٰ **مسئلہ پنجاہ و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ لعان قسم نہین ہی بلکہ شہادت ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ مولوی احمد علی نے حاشیہ بخاری

---

[۱] یہ عبارت صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۲ کے حاشیہ میں ہے ۱۲

[۲] یہ عبارت صحیح بخاری کے صفحہ ۲۴۹ میں ہے ۱۲

[۳] یہ عبارت بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۲۹۶ میں ہے حاشیہ پر ۱۲

[۴] یہ عبارت صحیح بخاری مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۲۰۹ میں ہے ۱۲

[۵] یہ عبارت صحیح مسلم کے جزو ۱ صفحہ ۴۹ میں ہے ۱۲

مین لکھا ہے وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهِ مَنْ قَالَ كَوْنَ اللِّعَانِ يَمِيناً وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُورِ وَقَالَ اَبُوحَنِيفَةَ اللِّعَانُ شَهَادَةٌ یعنی دلیل پکڑی ہو ساتھ اُس کے اوس شخص نے جو کہتا ہے کہ لعان قسم ہے اور یہی ہے قول مالک اور شافعی اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ لعان شہادت ہے انتہی

مسئلہ پنجاہ و دوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جس عورت کی دو عدت مین جمع ہو جاوین اوسکو ایک عدت بیٹھنا کافی ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کا چنانچہ حاشیہ بخاری مین لکھا ہے وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ اِلَى اَنَّ مَنِ اجْتَمَعَتْ عَلَيْهَا عِدَّتَانِ اَنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّتَيْنِ یعنی جمہور علما اسطرف گئے ہین کہ جس عورت پر دو عدتین جمع ہو جاوین وہ عورت دونون عدتین علحدہ علحدہ بیٹھے انتہے

مسئلہ پنجاہ و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ اگر بھاری چیز سے کسیکو قتل کیا جاوے تو اوسمین قصاص نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَمِنْهَا ثُبُوتُ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ بِالْمُثَقَّلَاتِ وَلَا يَخْتَصُّ بِالْمُحَدَّدَاتِ وَهٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ اَبُوحَنِيفَةَ لَا قِصَاصَ اِلَّا فِي الْقَتْلِ بِمُحَدَّدٍ یعنی بعض ان فوائد سے ثابت ہونا قصاص کا ہے بھاری چیز کے ساتھ قتل کرنے مین اور نہین خاص ہو قصاص نوکدار چیزون کی ساتھ اور یہی ہے مذہب شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین ہے قصاص مگر نوکدار چیزون کی ساتھ قتل کرنے مین انتہی

مسئلہ پنجاہ و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ روزہ رمضان وغیرہ کی نیت دن مین بھی جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاحْتَجَّ اَبُوحَنِيفَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ لِمَذْهَبِهِ اَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ وَغَيْرَهُ مِنَ الْفَرْضِ يَجُوزُ بِنِيَّةٍ فِي النَّهَارِ وَلَا يُشْتَرَطُ تَبْيِيتُهَا قَالَ لِاَنَّهُمْ نَوَوْا فِي النَّهَارِ وَاَجْزَاَهُمْ وَقَالَ الْجُمْهُورُ لَا يَجُوزُ رَمَضَانَ وَلَا غَيْرُهُ مِنَ الصَّوْمِ الْوَاجِبِ اِلَّا بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ یعنی اس حدیث عاشورہ کو ساتھ ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہو واسطے مذہب اپنے کی اسپر کہ رمضان وغیرہ فرض روزے کی نیت دن مین جائز ہے اور جمہور کہتے ہین کہ کسی روزے فرضی کی نیت دن مین جائز نہین بلکہ شب مین نیت ضرور ہے پھر بعد اسکے امام نووی نے عاشورے کے حدیث کا جواب یہ دیا ہے وَاَجَابُوا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ بِاَنَّ الْمُرَادَ اِمْسَاكُ بَقِيَّةِ النَّهَارِ لَا حَقِيقَةُ الصَّوْمِ وَالدَّلِيلُ عَلٰى هٰذَا اَنَّهُمْ اَكَلُوا ثُمَّ اُمِرُوا بِالْاِتْمَامِ

بخاری کی یہ عبارت رحمیہ کے صفحہ ۲۰۱ کے حاشیہ پر ہے ۱۲ عنہ

یہ عبارت صحیح مسلم جز ۲ صفحہ ۵۹ مین ہے

یہ عبارت صحیح مسلم جز اول صفحہ ۳۵۹ پر ہے ۱۲

وَقَدْ وَافَقَ اَبُوحَنِيفَةَ وَغَيْرُهُ عَلَى اَنَّ شَرْطَ اِجْزَاءِ النِّيَّةِ فِي النَّهَارِ فِي الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ اَنْ لَا يَتَقَدَّمَهَا مُفْسِدٌ لِلصَّوْمِ مِنْ اَكْلٍ اَوْ غَيْرِهِ وَجَوَابٌ اٰخَرُ اَنَّ صَوْمَ عَاشُوْرَا لَمْ يَكُنْ وَاجِبًا عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ كَمَا سَبَقَ فِي اَوَّلِ الْبَابِ وَاِنَّمَا كَانَ سُنَّةً مُتَاَكِّدَةً وَجَوَابٌ ثَالِثٌ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ اَنَّهُ يُجْزِئُهُمْ وَلَا يَقْضُوْنَهُ بَلْ لَعَلَّهُمْ قَضَوْهُ وَقَدْ جَاءَ فِي سُنَنِ اَبِي دَاوٗدَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ فَاَتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَاقْضُوْهُ یعنی اس حدیث کا جمہور علما نے یہ جواب دیا ہے کہ مراد باقی دن بندر کہنا ہے نہ حقیقی روزہ اور دلیل اسپر یہ ہے کہ تحقیق انہوں نے کہا یا پھر تمام کرنے کے ساتھ حکم کئے گئے اور تحقیق متفق ہین ابوحنیفہ اور اوس کے غیر اسپر کہ دن مین نیت کرنا فرض اور نفل مین اوسوقت جائز ہے جبکہ پہلے اوسے کوئی روزیکا توڑنیوالا نہ پایا گیا ہو کہانے وغیرہ سے اور دوسرا جواب یہ ہو کہ عاشورہ کا روزہ جمہور کے نزدیک واجب نہین تہا۔ اور تیسرا جواب یہ ہو کہ اوس حدیث سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ وہ روزہ اُن کو کافی ہوگیا تھا بلکہ امید ہے کہ اونھون نے اوسکو قضا کر لیا ہوگا اور تحقیق ابوداؤد مین اسی حدیث مین صاف آگیا ہے کہ اونھون نے باقی دن روزہ تمام کیا اور پہر اوسکو قضا کر لیا انتہی

مسئلہ پنجاہ و پنجم امام صاحب فرماتے ہین کہ مدینہ شریفہ کے واسطے مکہ کیطرح کوئی حرم نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہو وَاسْتَدَلَّ بِهَا الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالْهَادِيُّ وَجُمْهُوْرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ لِلْمَدِيْنَةِ حَرَمًا كَحَرَمِ مَكَّةَ وَذَهَبَ اَبُوحَنِيْفَةَ اِلٰى اَنَّ حَرَمَ الْمَدِيْنَةِ لَيْسَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ یعنی دلیل پکڑی ہو ساتھ شافعی اور احمد اور ہادی اور جمہور اہل علم نے اس بات پر کہ تحقیق واسطے مدینہ کو حرم ہے مثل حرم مکہ کی اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ حرم مدینہ کا حقیقۃً حرم نہین ہو انتہی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا الْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِي الدَّلَالَةِ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَالْجَمَاهِيْرِ فِي تَحْرِيْمِ صَيْدِ الْمَدِيْنَةِ وَشَجَرِهَا كَمَا سَبَقَ وَخَالَفَ فِيْهِ اَبُوحَنِيْفَةَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ وَقَدْ ذَكَرَهَا هُنَا مُسْلِمٌ فِي صَحِيْحِهِ تَحْرِيْمَهَا مَرْفُوْعًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِوَايَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ وَذَكَرَ غَيْرُهُ مِنْ رِوَايَةِ غَيْرِهِمْ اَيْضًا فَلَا يُلْتَفَتُ اِلٰى مَنْ

یہ عبارت نیل الاوطار جز ۲ صفحہ ۲۵۲ مین ہے

یہ عبارت صحیح مسلم کے صفحہ ۴۴۰ مین ہے

خالف هٰذه الاحادیث الصحیحة المستفیضة **مسئلہ پنجاہ و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت اور مرد مین قصاص فقط جان مین ہے اور اوس کے سوا اور کسی چیز مین قصاص نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے الثانی و هو مذهب جماهیر العلماء من الصحابة والتابعین فمن بعدهم ثبوت القصاص بینهما فی النفس وفیما دونها مما یقبل القصاص والثالث مذهب ابی حنیفة واصحابه یجب القصاص بین الرجال والنساء فی النفس ولا یجب فیما دونها انتهی ملخصاً یعنی مذہب جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا اور پچھلون کا ثابت ہونا قصاص کا ہے مرد اور عورت مین جان مین اور اوس کے سوا اوس چیز مین جو قصاص کو قبول کر سکتی ہے اور ابو حنیفہ اور اوس کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے قصاص مرد اور عورت مین فقط جان مین اور نہین واجب ہے اوس کے سوا کسی چیز مین **مسئلہ پنجاہ و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ ہڈی اور دانت جدی ہوئی کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے سو یہ مذہب اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فکل ما صدق علیه اسم العظم لا تجوز الذکوة به وقد قال الشافعی واصحابه بهذا الحدیث فی کل ما تضمنه علی ما شرحته وبهذا قال النخعی والحسن ابن صالح واللیث واحمد واسحاق وابو ثور وداود وفقهاء الحدیث وجمهور العلماء وقال ابو حنیفة لا یجوز بالسن والعظم المتصلین ویجوز بالمنفصلین انتهی ملخصاً یعنی جس چیز پر ہڈی کا نام صادق آوے اوس کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین اور اسی کے ساتھ قائل ہین شافعی اور اصحاب اوس کے ہر اوس چیز مین جسکو یہ حدیث متضمن ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین نخعی اور حسن بن صالح اور لیث اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور فقہاء حدیث کے اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے ذبح کرنا ساتھ ہڈی اور دانت متصل کے اور جو ہڈی اور دانت جدا ہو اوس کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے انتہے **مسئلہ پنجاہ و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنا مستحب نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے واختلفوا فیما سواها فقال الشافعی واحمد وجماهیر العلماء من الصحابة فمن بعدهم یستحب رفعهما ایضاً عند الرکوع وعند الرفع منه

وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ وَاَصْحَابُهُ وَجَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ لَا يُسْتَحَبُّ
فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْاِحْرَامِ یعنی پس کہا ہے شافعی اور احمد اور جمہور علمائے صحابہ مین سے اور
پچھلون سے کہ مستحب ہے اوٹھانا دونون ہاتھون کا وقت رکوع کرنیکے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے
وقت اور یہی روایت ہے امام مالک سے اور ابو حنیفہ اور اوس کے اصحاب کہتے ہین کہ تکبیر تحریمہ کے سوا اور
جگہہ مین ہاتھ کا اوٹھانا مستحب نہین ہے انتہی **مسئلہ پنجاہ و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے
ہین کہ سورۂ فاتحہ خاص کرکے نماز مین پڑہنی معین نہین بلکہ واجب مطلق ایک آیت کا پڑہنا ہے جو ہو
خواہ فاتحہ پڑہ لیوے خواہ اوس کی جگہہ کسی اور آیت کو پڑہ لیوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَفِيهِ وُجُوبُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَاَنَّهَا مُتَعَيِّنَةٌ لَا يُجْزِئُ
غَيْرُهَا اِلَّا لِعَاجِزٍ عَنْهَا وَهٰذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجِبُ الْفَاتِحَةُ بَلِ الْوَاجِبُ آيَةٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ
انتہی ملخصاً یعنی اس مین ثابت ہے واجب ہونا قرات فاتحہ کا اور تحقیق وہ متعین ہے نہین کفایت کرتا ہے
غیر اوسکا مگر جو اوس سے عاجز ہو اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور علمائے صحابہ و تابعین کا اور جو اون
سے بعد پیدا ہوئے انتہی **مسئلہ شصتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ فرضون کے اخیر دو
رکعتون مین قرارت واجب نہین بلکہ نمازی کو اختیار ہے چاہے پڑہے اور چاہے نہ پڑہے سو یہ مسئلہ اون کا
مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُورُ
الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وُجُوبُ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ یعنی صحیح بات جسپر جمہور علما سلف
وخلف کا اتفاق ہے واجب ہونا فاتحہ کا ہے ہر رکعت مین انتہی **مسئلہ شصت و یکم** امام اعظم
صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین اپنے دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے باندھنا چاہئے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے
جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ
هٰذَا مَذْهَبُنَا الْمَشْهُورُ وَبِهِ قَالَ الْجُمْهُورُ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ یعنی رکھے
دونون ہاتھون کو اپنے سینہ سے نیچے ناف سے اوپر اور یہی ہے مذہب مشہور ہمارا اور ساتھ اسی کے قائل ہین
جمہور اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے رکھے انتہی **مسئلہ شصت و دوم** امام اعظم صاحب
فرماتے ہین کہ نہین جائز ہے دعا مانگنی مگر ساتھ اون دعاؤن کے جو قرآن اور حدیثون مین وارد ہین سو یہ

سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہو کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَفِیْہِ اَنَّہٗ یَجُوْزُ الدُّعَاۗءُ
بِمَاشَاۗءَ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا مَالَمْ یَکُنْ اِثْمًا وَّھٰذَا مَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ الْجُمْھُوْرِ وَ
قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ لَایَجُوْزُ اِلَّا الدَّعْوَاتُ الْوَارِدَۃُ فِی الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّۃِ یعنی اس حدیث مین ثابت
ہے جائز ہونا دعا کا ساتھ جس چیز کے چاہے آخرت اور دنیا کے کامون سے جب تک گناہ نہو اور یہی ہے
مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہے مگر وہ دعائین جو قرآن اور حدیث
مین وارد ہین **مسئلہ شصت و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز کی نیت کیوقت
تکبیر تحریمہ کہنی یعنی اللہ اکبر کہنا متعین اور مقرر نہین بلکہ اوس کی جگہہ مین اوس کے بدلے اور کوئی لفظ
تعظیم کا کہدے تو بھی جائز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے وَھٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْنَاہُ مِنْ تَعَیُّنِ التَّکْبِیْرِ ھُوَ قَوْلُ مَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَ
اَحْمَدَ وَجُمْھُوْرِ الْعُلَمَاۗءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یَقُوْمُ غَیْرُہٗ مِنْ اَلْفَاظِ
التَّعْظِیْمِ مَقَامَہٗ یعنی جو کچھہ ہمنے ذکر کیا ہے مقرر ہونے تکبیر کے سے یہ قول مالک کا ہی اور شافعی اور
احمد اور جمہور علما سلف و خلف کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جو لفظ تعظیم کا ہو اوس کے قائم مقام ہو جاتا ہے
مسئلہ شصت و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز سے سلام پہیرنا سنت ہی اگر ترک کردے
تو نماز اوس کی ہو جاویگی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے فَقَالَ مَالِکٌ وَّالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْعُلَمَاۗءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ السَّلَامُ
فَرْضٌ وَّلَا یَصِحُّ الصَّلٰوۃُ اِلَّا بِہٖ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ ھُوَ سُنَّۃٌ لَوْ تَرَکَہٗ صَحَّتْ صَلٰوتُہٗ
انتہٰی یعنی پس کہا مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما سلف و خلف نے کہ سلام کہنا فرض
ہے بغیر اوس کے نماز صحیح نہین ہوتی ہی انتہٰی **مسئلہ شصت و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے
ہین کہ تکبیر تحریمہ نماز کی جز نہین ہے بلکہ اوس کی شرط ہے اور اوس سے خارج ہی سو یہ مسئلہ اونکا
مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْہِ دَلَالَۃٌ لِمَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ
وَالْجُمْھُوْرِ اَنَّ تَکْبِیْرَۃَ الْاِحْرَامِ فَرْضٌ مِّنْ فُرُوْضِ الصَّلٰوۃِ وَجُزْءٌ مِّنْھَا وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ
لَیْسَ مِنْھَا بَلْ ھِیَ شَرْطٌ خَارِجٌ عَنْھَا یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے مذہب شافعی اور جمہور کے کہ
تحقیق تکبیر تحریمہ فرض ہی نماز کے فرضون مین سے اور اوس کی جز ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ اوس کی

عـه یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ مین ہے ۱۲

عـه یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۹ مین ہے ۱۲

عـه یہ عبارت صحیح مسلم ایضاً جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ مین ہے ۱۲

عـه یہ عبارت صحیح مسلم ایضاً جلد ۱ صفحہ ۲۱۳ مین ہے ۱۲

جز نہین بلکہ وہ شرط ہے خارج ہی او سے انتہی **مسئلہ شصت و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت خواہ ثیبہ ہو یا باکرہ ہو باری مین برابر ہے اگر کوئی نیا نکاح کرے تو اوس کے واسطے تین یا سات دن باری سے زیادہ کرنا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے ۵۲ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ حَاكِيًا عَنْ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ اِنَّ ذٰلِكَ حَقٌّ لِلْمَرْأَةِ لِسَبَبِ الزِّفَافِ یعنی ابن عبد البر نے جمہو سے حکایت کرکے کہا ہی کہ یہ حق ہے عورت کا بسبب زفاف کے انتہی **مسئلہ شصت و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ دس درہم سے کم چرانے مین ہاتھ کاٹنا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہو کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے ۵۳ وَقَدْ ذَهَبَ اِلٰى مَا تَقْتَضِيهِ اَحَادِيثُ الْبَابِ مِنْ ثُبُوتِ الْقَطْعِ فِي ثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ اَوْ رُبْعِ دِينَارٍ اَلْجُمْهُورُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْهُمُ الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ یعنی تین درہم یا چوتہائی دینار مین ہاتھ کا کاٹنا جسکو احادیث باب کی چاہتی ہین مذہب جمہو سلف و خلف کا ہے اون مین سے خلفاء اربعہ ہین انتہی **مسئلہ شصت و ہشتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ دس درہم سے کم مہر باندہنا جائز نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہو کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ۵۴ وَفِيهِ جَوَازُ قِلَّةِ الصَّدَاقِ بِمَا يُتَمَوَّلُ اِذَا تَرَاضَيَا لِاَنَّ خَاتَمَ الْحَدِيدِ فِي غَايَةِ الْقِلَّةِ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث مین کم مہر کا باندہنا ثابت ہوتا ہے جو چیز مال بن سکے جب دونون آپس مین راضی ہون اس لیے کہ لوہے کی انگوٹھی نہایت ہی تہوڑی چیز ہے اور یہی ہے مذہب شافعی اور جمہو علما کا انتہی **مسئلہ شصت و نہم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص گائے یا اونٹنی ذبح کرے اور اوس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلے تو اوس کو نہ کہاوے خواہ بال ہون یا نہون سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہو صحابہ وغیرہ کے چنانچہ تخریج ہدایہ مین لکھا ہے ۵۵ رَوَى الطَّبَرَانِيُّ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ اِذَا اَشْعَرَ الْجَنِينُ فَذَكَاتُهُ ذَكَاةُ اُمِّهِ یعنی تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے کہ جب بچے کے بال ہون تو ذبح کرنا اوس کا ذبح کرنا اوس کی ماں کا ہے وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ لَمْ يُرْوَ عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ خِلَافُ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ انتہی ملخصاً تخریج **مسئلہ ہفتادم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ

۵۲ یہ عبارت نیل الاوطار کے ج ۶ صفحہ ۱۳۰ مین ہے ۱۲

۵۳ یہ عبارت نیل الاوطار کے ج ۷ صفحہ ۱۳۳ مین ہے ۱۲

۵۴ یہ عبارت شرح صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۵۷ مین ہے ۱۲

۵۵ یہ عبارت تخریج ہدایہ مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۴۰۳ مین ہے ۱۲

کوارے زانی کو وطن سے نکال دینا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور بلکہ اجماع کے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَقَدِ ادَّعٰی مُحَمَّدُ ابْنُ نَصْرٍ فِي كِتَابِ الْاِجْمَاعِ الْاِتِّفَاقَ عَلٰی نَفْيِ الزَّانِي الْبِكْرِ اِلَّا عَنِ الْكُوْفِيِّيْنَ

مسئلہ ہفتاد و یکم

امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ صبح کے فرضون کی جماعت ہوتی ہو سنتون کا پڑھنا جائز ہے — اور جب تک کہ دوسری رکعت کے فوت ہوجانے کا خوف نہو سنتون کو پڑھ لیوے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے فِيْهَا النَّهْيُ الصَّرِيْحُ عَنِ افْتِتَاحِ نَافِلَةٍ بَعْدَ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ كَانَتْ رَاتِبَةً كَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اَوْ غَيْرِهَا وَهٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُوْرِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِذَا لَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ صَلَّاهُمَا بَعْدَ الْاِقَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ مَا لَمْ يَخْشَ فَوْتَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْحِكْمَةَ فِيْهِ اَنْ يَتَفَرَّغَ لِلْفَرِيْضَةِ مِنْ اَوَّلِهَا فَيَشْرَعُ فِيْهَا عَقِبَ شُرُوْعِ الْاِمَامِ وَاِذَا اشْتَغَلَ بِنَافِلَةٍ فَاتَهُ الْاِحْرَامُ مَعَ الْاِمَامِ وَفَاتَهُ بَعْضُ مُكَمِّلَاتِ الْفَرِيْضَةِ فَالْفَرِيْضَةُ اَوْلٰی بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰی اِكْمَالِهَا قَالَ الْقَاضِيْ وَفِيْهِ حِكْمَةٌ اُخْرٰی وَهُوَ النَّهْيُ عَنِ الْاِخْتِلَافِ عَلَی الْاَئِمَّةِ یعنی ان حدیثون مین صریح ممانعت ہے شروع کرنے نفل کی بعد اقامت نماز کے برابر ہے کہ نفل راتبہ ہون مثل سنتون فجر اور ظہر اور عصر کی یا غیر راتبہ ہون اور یہہ مذہب شافعی کا ہے اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب سنتین فجر کی نہ پڑھی ہون تو اونکو بعد اقامت کے مسجد مین پڑھ لیوے جبتک کہ دوسری رکعت کے فوت ہوجانے کا خوف نہو پھر کہا کہ فرضون کی جماعت کے ہوتے سنت پڑھنے سے منع کرنے مین یہ حکمت ہے کہ اول ہی ابتدا سے فرضون کیواسطے فارغ ہوجاوے پس امام کے شروع کے بعد اسکے ساتھ ہی اُس مین شروع کر دے اور جب نفل پڑھنے کے ساتھ مشغول ہوجاوے تو تکبیر اولیٰ اوسے فوت ہوجاویگی اور بعض چیزین فرضون کو کامل کرنیوالی بھی اوسّے فوت ہوجاوین گے پس فرضون کے اکمال پر محافظت کرنی اولیٰ ہے اور قاضی نے کہا کہ اوس مین ایک اور حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ اامون کی ساتھ مخالفت کرنی منع ہے

مسئلہ ہفتاد و دوم

امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ پانچ وسق سے کم غلہ مین بھی عشر واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح

مسلم مین لکھا ہے عه وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَائِدَتَانِ اِحْدَاهُمَا وُجُوبُ الزَّكٰوةِ فِي هٰذِهِ الْمَعْدُودَاتِ وَالثَّانِيَةُ اَنَّهُ لَا زَكٰوةَ فِيمَا سِوَاهَا وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فِي هَاتَيْنِ اِلَّا مَا قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ وَبَعْضُ السَّلَفِ اَنَّهُ يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِي قَلِيلِ الْحَبِّ وَكَثِيرِهِ وَهٰذَا مَذْهَبٌ بَاطِلٌ مُنَابِذٌ لِصَرِيحِ الْاَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ انتہیٰ یعنی اس حدیث مین دو فائدے ثابت ہوتے ہین ایک تو یہ کہ ان محدود چیزون مین زکوۃ واجب ہے اور دوسرا یہ کہ اسکے سوا کم مین زکوۃ نہین اور تمام مسلمانون کا ان دونون پر اتفاق ہے مگر ابو حنیفہ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ سب غلہ مین زکوۃ واجب ہے کم ہو یا بہت اور یہ مذہب باطل ہے مخالف ہے واسطے صریح حدیثون صحیحہ کے

مسئلہ ہفتاد و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب اکثر مدت حیض مین خون بند ہو جاوے تو غسل سے پہلے اوسی حال مین عورت سے جماع کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے عه وَاعْلَمْ اَنَّ تَحْرِيمَ الْوَطْيِ وَالْمُبَاشَرَةِ عَلٰى قَوْلِ مَنْ يُحَرِّمُهَا يَكُونُ فِي مُدَّةِ الْحَيْضِ وَبَعْدَ انْقِطَاعِهِ اِلٰى اَنْ تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَيَمَّمَ اِنْ عَدِمَتِ الْمَاءَ بِشَرْطِهِ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاهِيرِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِاَكْثَرِ الْحَيْضِ حَلَّ وَطْيُهَا فِي الْحَالِ یعنی جاننا چاہیے کہ حرام جاننا جماع اور مباشرت کا اوپر قول اُس شخص کی جو اوسکو حرام کہتا ہے مدت حیض مین ہے اور بعد بند ہو جانے اوس کے یہانتک کہ غسل کرے وہ عورت یا تیمم کرے ساتھ اُسکے جب پانی موجود نہو یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب مالک اور احمد اور جمہور سلف و خلف کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب خون بند ہو جاوے تو اوسیوقت اوس کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے انتہیٰ

مسئلہ ہفتاد و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ پانی کے موجود ہوتے ہوئے جنازے کے نماز کیواسطے تیمم کرنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے عه فَاِنَّ التَّيَمُّمَ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ لَا يَجُوزُ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَالْعِيدِ وَغَيْرِهِمَا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ يَجُوزُ اَنْ يَتَيَمَّمَ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ لِصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَالْعِيدِ یعنی پس تحقیق تیمم ساتھ موجود ہونے پانی کے جائز نہین اور نہین فرق ہے درمیان نماز جنازے کے اور عید کے اور اون کے غیر مین یہ مذہب ہمارا ہے اور

عه یہ عبارت صحیح مسلم ج ا کے صفحہ ۳۱۵ مین ہے ۱۲

عه یہ عبارت صحیح مسلم انصاری دہلی ج ا صفحہ ۱۴۲ مین ہے ۱۲

عه یہ عبارت صحیح مسلم ایضاً کے ج ا صفحہ ۱۶۱ مین ہے ۱۲

مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نماز جنازے کے واسطے پانی کے ہوتے ہوئے تیمم بھی جائز ہے انتہی

مسئلہ ہفتاد و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ رکوع اور سجود اور جلسہ مین طمانینت اور ٹھہرنا واجب نہین ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ الْاِعْتِدَالِ فِي الرُّكُوعِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَوُجُوبِ الطُّمَانِينَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ وَلَمْ يُوجِبْهَا اَبُو حَنِيفَةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر واجب ہونے اعتدال کے رکوع مین اور جلسہ مین درمیان دو سجدون کے اور دلیل ہے اوپر واجب ہونے طمانینت کے رکوع اور سجود اور جلسہ مین یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ واجب نہین

مسئلہ ہفتاد و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز مین بھول کر کلام کرنیسے نماز باطل ہوجاتی ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا النَّاسِي فَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُهُ بِالْكَلَامِ الْقَلِيلِ عِنْدَنَا وَبِهٖ قَالَ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْهُورُ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ تَبْطُلُ یعنی اگر بھول کر نماز مین تھوڑی کلام کرے تو نماز اوس کی باطل نہین ہوتی ہی نزدیک ہمارے اور ساتھ اسکے قائل ہین مالک اور احمد اور جمہور علما اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نماز باطل ہوجاتی ہے انتہی

مسئلہ ہفتاد و ہفتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ کفارہ ظہار و یمین وغیرہ مین کافر غلام کا آزاد کردینا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاخْتَلَفُوا فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَالْيَمِينِ وَالْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَالْجُمْهُورُ لَا يُجْزِئُهُ اِلَّا مُؤْمِنَةٌ حَمْلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ فِي كَفَّارَةِ الْقَتْلِ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ يُجْزِئُهُ الْكَافِرَةُ یعنی اختلاف کیا ہے علمانے کفارۂ ظہار اور یمین مین اور رمضان کے دن مین جماع کرنیکے کفارہ مین سو امام شافعی اور مالک اور جمہو کہتے ہین کہ نہین کفایت کرتا ہے مگر غلام ایماندار واسطے حمل کرنے مطلق کے مقید پر کفارہ قتل مین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کفارہ ظہار مین کافر غلام آزاد کرے تو جائز ہے

مسئلہ ہفتاد و ہشتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ سجدہ تلاوت کا واجب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے عه فِيهِ اِثْبَاتُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ وَقَدْ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ وَهُوَ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُورِ سُنَّةٌ لَيْسَ بِوَاجِبٍ عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ وَاجِبٌ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر ثابت کرنے سجدون تلاوت کی اور تحقیق اجماع کیا ہی علمانے اسپر اور وہ نزدیک ہمارے اور نزدیک جمہور کے سنت ہی واجب نہین اور ابو حنیفہ کی نزدیک واجب ہے انتہی **مسئلہ ہفتاد و نہم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ مسبوق جو امام کے ساتھ نماز پائی وہ اوس کی نماز کا آخر ہے اور جو بعد سلام کے ادا کرے وہ اوس کی نماز کا ابتدا ہی سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی عه فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مَا اَدْرَكَهُ الْمَسْبُوقُ مَعَ الْاِمَامِ اَوَّلُ صَلٰوتِهِ وَمَا يَاْتِي بِهِ بَعْدَ سَلَامِهِ اٰخِرُهَا وَعَكْسُهُ اَبُو حَنِيفَةَ یعنی شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ مسبوق جو امام کے ساتھ پاوی وہ اوس کی نماز کا ابتدا ہے اور جو سلام کے بعد ادا کری وہ اُس کی نماز کا انتہا ہے اور ابو حنیفہ اس کی برعکس کہتی ہین **مسئلہ ہشتادم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جب موذن قد قامت الصلوة کہی تو اُسوقت امام الله اکبر کہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم عه مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ فَاِذَا قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ كَبَّرَ الْاِمَامُ وَقَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ لَا يُكَبِّرُ الْاِمَامُ حَتّٰى يَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاِقَامَةِ یعنی ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب موذن قد قامت الصلوة کہی ۔۔۔۔۔ اُسی وقت امام تکبیر کہے اور جمہور علما سلف و خلف کے کہتے ہین کہ جبتک موذن تکبیر سے فارغ نہو جاوی تبتک امام الله اکبر نکہے **مسئلہ ہشتاد و یکم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ صبح کی نماز مین اسفار کرنا افضل ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی عه وَفِي هٰذِهِ الْاَحَادِيثِ اسْتِحْبَابُ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْهُورِ وَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ الْاِسْفَارُ اَفْضَلُ یعنی ان حدیثون مین دلیل ہی اول وقت صبح کی نماز پڑھنے کے مستحب ہونے پر اور یہ مذہب مالک کا اور شافعی اور احمد اور جمہور کا ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ صبح روشن کرکے پڑھنا افضل ہے **مسئلہ ہشتاد و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ تین منزل سے کم سفر مین نماز کا قصر کرنا جائز نہین ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ الْجُمْهُورُ لَا يَجُوزُ الْقَصْرُ اِلَّا فِي سَفَرٍ

عه یہ عبارت فتح مسلم مطبوعہ انصاری کا دہلی ج ۱ کے صفحہ ۲۱۵ مین ہے

عه یہ عبارت صحیح مسلم ایضا ج ۱ کے صفحہ ۲۰۲ مین ہے

عه یہ عبارت صحیح مسلم ایضا ج ۱ کے صفحہ ۲۲۱ مین ہے

عه یہ عبارت صحیح مسلم ایضا ج ۱ کے صفحہ ۲۲۳ مین ہے

يبلغ مرحلتين وقال ابو حنيفة شرطه ثلث مراحل یعنی جمہور کہتے ہین کہ دو منزل سے کم سفر مین قصر کرنا نماز کا جائز نہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ قصر کیواسطے تین منزل شرط ہے

مسئلہ ہشتاد و سوم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ قرآن کو الحان اور تغنی کے ساتھ پڑھنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی واختلفوا في القراءة بالالحان فكرهها مالك والجمهور عما جاء القرآن له من الخشوع والتفهم واباحها ابو حنيفة یعنی اختلاف کیا ہے علما نے الحان کے ساتھ قرآن پڑھنے مین پس مکروہ جانا ہے اُس کو مالک اور جمہور علما نے اُس لیے کہ آیا ہے قرآن واسطے خشوع اور فکر کرنے کے اور مباح رکھا ہی اوسکو امام ابو حنیفہ نے انتہی

مسئلہ ہشتاد و چہارم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن جب امام خطبے کیلئے نکلے تو اوسی وقت سے کلام کرنا منع ہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قوله صلى الله عليه وسلم والامام يخطب دليل على ان وجوب الانصات والنهي عن الكلام انما هو في حال الخطبة وهذا مذهبنا ومذهب مالك والجمهور وقال ابو حنيفة يجب الانصات بخروج الامام یعنی یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہی اسپر کہ واجب ہونا سکوت کا اور منع ہونا کلام کا سوای اس کے نہین کہ وہ فقط خطبہ ہی کی حالت مین ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نکلنے امام کے ساتھ چپ کرنا واجب ہو جاتا ہے

مسئلہ ہشتاد و پنجم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن امام کے منبر پر چڑہنے سے پہلے خطبے واسطے بیٹھنا مستحب نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وفيه استحباب الجلوس للخطبة اول صعوده حتى يؤذن المؤذن وهو مستحب عند الشافعي ومالك والجمهور وقال ابو حنيفة لا يستحب یعنی اس حدیث مین ثابت ہی مستحب ہونا جلوس کا واسطے امام کے منبر پر چڑہنے سے پہلے یہانتک کہ موذن اذان دیوے اور وہ مستحب ہے نزدیک شافعی اور مالک اور جمہور کے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ بیٹھنا مستحب نہین ہے

مسئلہ ہشتاد و ششم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جمعہ کے دن خطبہ بیٹھکر پڑھنا بھی جائز ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وحكى ابن عبد البر اجماع العلماء على ان الخطبة لا تكون الا قائما لمن اطاقه وقال ابو حنيفة يصح قاعدا یعنی حکایت کیا ہی ابن عبد البر

نے اجماع علما کا اس بات پر کہ خطبہ نہین صحیح ہی مگر کھڑے ہو کر پڑہنا جو طاقت رکہتا ہو اُسکو اور ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ بیٹھکر پڑہنا بہی صحیح ہی **مسئلہ ہشتاد و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ عیدین
کی نماز واجب ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی عِنْدَ
الشَّافِعِيِّ وَجُمْهُورِ أَصْحَابِهِ وَجَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَاجِبَةٌ یعنی نماز
عیدین کی امام شافعی اور اوس کے اصحاب اور جمہور علما کی نزدیک سنت ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ واجب ہی **مسئلہ**
ہشتاد و ہشتم امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عید اضحی کی دن عیدگاہ کیطرف جاتے ہوئے راہ مین
تکبیر کہنا چاہیے ...... اور عید فطر کی دن تکبیر کہنا نہ چاہیے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے
چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُكَبِّرُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْأَضْحَى دُونَ
الْفِطْرِ وَخَالَفَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا بِقَوْلِ الْجُمْهُورِ یعنی امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ تکبیر کہی عید اضحی کی دن
نہ عید فطر کے دن اور مخالف ہو گئے ہین اُس کو اس مسئلہ مین یار اوس کے اور قائل ہوئے ساتھ قول جمہور کی
مسئلہ ہشتاد و نہم امام اعظم صاحب فرماتی ہین کہ غسل میت کی آخر بار مین کافور وغیرہ خوشبو
لگانی مستحب نہین ہی سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
فِيهِ اسْتِحْبَابُ شَيْءٍ مِنَ الْكَافُورِ فِي الْأَخِيرَةِ وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَ
أَحْمَدُ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُسْتَحَبُّ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی اوپر مستحب ہونے
کافور کی آخر بار مین اور یہ ہماری نزدیک متفق علیہ ہی اور ساتھ اسکی قائل ہین جمہور علما اور مالک اور احمد
اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مستحب نہین **مسئلہ نودم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین
کہ میت کو وضو کرانا مستحب نہین سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کی چنانچہ امام نووی نی شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہی فِيهِ اسْتِحْبَابُ وُضُوءِ الْمَيِّتِ وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالْجُمْهُورِ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ
لَا يُسْتَحَبُّ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی اوپر مستحب ہونے وضو میت کی اور یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب مالک
اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین مستحب ہی **مسئلہ نود و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے
ہین کہ خاوند کو اپنی بیوی مردہ کا غسل کرانا جائز نہین سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام
نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ أَنَّ لَهُ غُسْلَ زَوْجَتِهِ وَقَالَ
أَبُو حَنِيفَةَ لَا يَجُوزُ غُسْلُهَا یعنی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا یہ ہی کہ خاوند کو اپنی بیوی کا بعد

۸۷ دیکھو عبارت صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی جلد ۱ صفحہ ۲۸۹
۸۸ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جلد ۱ صفحہ ۲۹۰ مین
۸۹ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ مین
۹۰ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ مین
۹۱ دیکھو عبارت صحیح مسلم ایضاً ایضاً مین

مرنے کے) غسل کرنا جائز ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ نہین جائز ہی انتہی **مسئلہ نود و دوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ میت کے کفن مین کرتہ اور عمامہ مستحب ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی هٰكَذَا فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ الصَّوَابُ الَّذِي يَقْتَضِيهِ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ قَالُوا وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَكُونَ فِي الْكَفَنِ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يُسْتَحَبُّ قَمِيصٌ وَعِمَامَةٌ یعنی اسیطرح تفسیر کیا ہے اس حدیث کو شافعی اور جمہور علماے اور یہی صواب ہے جسکو ظاہر حدیث چاہتا ہی کہتے ہین کہ کفن مین قمیص اور عمامہ مستحب نہین ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مستحب ہی **مسئلہ نود و سوم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہو سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور سلف و خلف کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی مَنْ يَقُولُ الْمَشْيُ وَرَاءَ الْجَنَازَةِ أَفْضَلُ مِنْ أَمَامِهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ جُمْهُورُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ الْمَشْيُ قُدَّامَهَا أَفْضَلُ یعنی امام ابو حنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین اور مالک اور شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے **مسئلہ نود و چہارم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز جنازے کی مسجد مین نہ پڑہی جاوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَقَدِ احْتَجَّ أَبُو حَنِيفَةَ فِي أَنَّ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لَا تُفْعَلُ فِي الْمَسْجِدِ وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ جَوَازُهَا فِيهِ یعنی تحقیق امام ابو حنیفہ دلیل پکڑتے ہین کہ نماز جنازے کی مسجد مین نہ پڑہے جاوے اور مذہب ہمارا اور جمہور کا یہ ہی کہ جنازے کی نماز مسجد مین پڑہنی جائز ہے **مسئلہ نود و پنجم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ نماز جنازے مین دو سلام کہے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہی جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قَالَ جُمْهُورُهُمْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ تَسْلِيمَتَيْنِ یعنی کہا ہے جمہور علما نے فقط ایک ہی سلام کہے اور ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کہتے ہین کہ دو سلام کہے **مسئلہ نود و ششم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جو شہید کافرون کی لڑائی مین قتل کیا جاوے اوسکو غسل دیا جاوے اور اوسپر نماز نہ پڑہی جاوے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہی جمہور علما کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی وَأَمَّا الشَّهِيدُ

الْمَقْتُوْلُ فِيْ حَرْبِ الْكُفَّارِ فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُوْرُ لَا يُغْسَلُ وَلَا يُصَلّٰى ....
وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ يُغْسَلُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ یعنی جو شہید کہ کفار کی لڑائی مین قتل کیا جاوے سو امام شافعی
اور مالک اور جمہور کہتے ہین کہ نہ تو اوسکو غسل دیا جاوے اور نہ اوسپر نماز جنازے کی پڑہی جاوے
اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوسکو غسل دیا جاوے اور نماز جنازے کی اوسپر پڑہی جاوے **مسئلہ نود و ہفتم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ سوای گہاس اور لکڑی وغیرہ کے جو جو زمین سے میوجات و
غلات و خوشبو وغیرہ پیدا ہو سب مین زکوۃ ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور سلف و خلف کے
چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے عہ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ اَنَّهٗ هَلْ تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ
كُلِّ مَا اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ مِنَ الثِّمَارِ وَالزُّرُوْعِ وَالرَّيَاحِيْنِ وَغَيْرِهَا اِلَّا الْحَشِيْشَ وَالْحَطَبَ
وَغَيْرَهُمَا اَمْ يَخْتَصُّ فَعَمَّمَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَخَصَّ الْجُمْهُوْرُ یعنی اختلاف کیا ہے لوگون نے اس بات
مین کہ سوای گہاس اور لکڑی وغیرہ کے جو چیز زمین سے پیدا ہو سب مین زکوۃ واجب ہے یا نہین
سو ابو حنیفہ کہتے ہین کہ سب مین واجب ہے اور جمہور کے نزدیک خاص ہے **مسئلہ نود و ہشتم**
امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ زکوۃ فطر کی واجب ہے سو یہ مسئلہ انکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے عہ فَقَالَ جُمْهُوْرُهُمْ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مَعْنَاهُ اَلْزَمَ وَاَوْجَبَ فَزَكٰوةُ
الْفِطْرِ فَرْضٌ وَاجِبٌ عِنْدَهُمْ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ هِيَ وَاجِبَةٌ لَيْسَتْ فَرْضًا یعنی جمہور علما
سلف و خلف کہتے ہین کہ معنے اوسکا یہ ہے کہ وہ زیادہ تر واجب اور لازم ہے سو زکوۃ فطر کی اونکے نزدیک
فرض عین ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ واجب ہے فرض نہین **مسئلہ نود و نہم**
امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ جس شخص کو زکوۃ لینی حلال ہے اوسپر صدقہ فطر کا واجب نہین یعنی جس شخص
کے پاس نصاب سے کم مال ہو مثلاً تیس روپیے ہون یا چالیس تو اوسپر صدقہ فطر کا دینا واجب نہین
سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہے جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے عہ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ
لِلشَّافِعِيِّ وَالْجُمْهُوْرِ فِيْ اَنَّهَا تَجِبُ عَلٰى مَنْ مَلَكَ فَاضِلًا عَنْ قُوْتِهٖ وَقُوْتِ عِيَالِهٖ
يَوْمَ الْعِيْدِ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ لَا تَجِبُ عَلٰى مَنْ يَحِلُّ لَهٗ اَخْذُ الزَّكٰوةِ یعنی اس حدیث مین دلیل
ہے واسطے شافعی اور جمہور کے اس بات مین کہ زکوۃ فطر کی اوس شخص پر ہے جو اپنی قوت اور اپنے عیال
کی قوت سے زیادہ مال کا مالک ہو عید کے دن اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جسکو زکوۃ لینی حلال ہے

عہ شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۷ مطبوعہ ۔۔ / صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۷ میں ہے

عہ شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۷ میں ہے

عہ شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۷ میں ہے

اوسپر زکوۃ فطر کی واجب نہین ہوتی ہو انتہی **مسئلہ صدم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ عورت کا صدقہ فطر اُس کے خاوند پر واجب نہین بلکہ خود عورت پر واجب ہے عورت خود اپنے پاس سے ادا کرے سو یہ مسئلہ اون کا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَقَولُهُ ذَكَرٍ اَو اُنثىٰ حُجَّةٌ لِلكُوفِيِّينَ فِي اَنَّهَا تَجِبُ عَلَى الزَّوجَةِ فِي نَفسِهَا وَعِندَ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالجُمهُورِ يَلزَمُ الزَّوجَ فِطرَةُ زَوجَتِهِ یعنی اس حدیث مین حجت ہے واسطے کوفیون کے اس بات مین کہ زکوۃ فطر کی عورت پر واجب ہو اور مالک اور شافعی اور جمہور کے نزدیک عورت کا صدقہ فطر خاوند پر ہے **مسئلہ صد و یکم** امام اعظم صاحب فرماتے ہین کہ مسلمان باغیون کے چارپایون اور ہتھیارون کو ساتھ لڑائی مین نفع پکڑنا جائز ہے سو یہ مسئلہ اونکا مخالف ہو جمہور کے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہو وَلَا يَحِلُّ الاِنتِفَاعُ بِشَيءٍ مِن دَوَابِّهِم وَسِلَاحِهِم فِي حَالِ الحَربِ عِندَنَا وَعِندَ الجُمهُورِ وَجَوَّزَهُ اَبُو حَنِيفَةَ یعنی نہین جائز ہے نفع اوٹھانا ساتھ کسی شی کے اونکے چارپایون سے اور ہتھیارون سے لڑائی کی حالت مین نزدیک ہمارے اور جمہور کے اور جائز رکھا ہو اوسکو امام ابوحنیفہ نے انتہی وعلی ہذا القیاس امام اعظم صاحب کے مسائل مخالف جمہور علماء سلف وخلف کے اسقدر ہین کہ ہماری تمام عمر اونکے بیان کیواسطے کافی نہین ہوسکتی ہے بلکہ اُس کی تفصیل کرنا گویا سمندر کو کوزہ سے ناپنا ہے لیکن بطور نمونہ کے ایک سو مسئلہ امام صاحب کا مخالف جمہور کے ہمنے لکھدیا ہے اگر حنفیہ نے اسپر بھی قناعت نہ کی تو اُن مسائل کو علیحدہ ایک مستقل دفتر مین مفصل بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ ~~ اندکے با تو گفتم و بدل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست + آب حنفی لوگ ان مسائل کو چشم انصاف سے مطالعہ کرکے عبرت پکڑین اور امام اعظم صاحب کے مذہب سے توبہ کرکے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل شروع کرین مگر بڑے افسوس کی بات ہو کہ حنفیون کے گھر کا تو یہ حال ہو اور لوگون پر ایسا طعن کرتے ہین اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے یہ سچ ہے اپنا عیب اگر پہاڑ کے برابر ہو تو تنکے کے برابر بھی نظر نہین آتا اور دوسرونکا عیب اگر تنکے کے برابر ہو تو پہاڑ کی برابر نظر آتا ہے امام شوکانی وغیرہ کے تو فقط ایک ہی دو مسائل مخالف جمہور ہونے سے اون کی سب کتابین مردود سمجھی جاوین اور امام اعظم کے اسقدر صدہا مسائل مخالف جمہور ہونے سے اون کی کتابین مردود نہ سمجھی جاوین یہ کیسا اندھیر ہو پھر اس اندھیر کا کیا جواب آب حنفیون

۵۷ یہ عبارت صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کی جلد ا کے صفحہ ۳۱۲ مین ہے ۱۲

کو لازم ہے کہ آیندہ شہر یادین اور اہل حدیث پر اتہام نہ لگاوین اور ایسی بے انصافی نکرین کہ اونسا الزام کہاوین اور اپنے کیے پر پچہتاوین انتہی **تنبیہ** بعضے کندہ ناتراش ناحق شناس دشمن عقل و نقل یہ کہتے ہین کہ امام نووی جو جمہور کا لفظ بولتے ہین تو مراد اون کی جمہور کے لفظ سے بعض جگہ مین جمہور علما ء شافعیہ مراد ہوتے ہین سو **جواب** اس کا یہ ہے کہ یہ محض خیال فاسد ہے امام نووی کی مراد جمہور کے لفظ سے جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین بلکہ جمہور کے لفظ سے مراد اون کی وہی جمہور علما ہین جو ائمہ مجتہدین کے زمانہ سے پہلے سلف صالحین صحابہ و تابعین و تبع تابعین گذر چکے ہین یا وہ علما مراد ہین جو کہ مجتہدین کے ہمعصر اور ہم اقران ہین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اکثر جگہہ مین خود ہی جمہور کی تفسیر۔ سلف و خلف صحابہ و تابعین و من بعدہم کے ساتھ کردی ہے چنانچہ ان سو مسائل مذکورہ سے پچیس مسائل مین یہان بہی تفسیر اون کی موجود ہے کہ لفظ جمہور سے جمہور سلف و خلف صحابہ و تابعین و من بعدہم مراد رکہتے ہین پس امام نووی کی کلام مین جمہور سے جمہور شافعیہ مراد رکہنی دروغ گویم برروئی تو کا مصداق بننا ہے اون کی مراد جمہور سے جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین اور نہ کسی جگہ مین اُنہون نے جمہور کی یہ تفسیر کی بلکہ جہان جمہور کی تفسیر کرتے ہین تو اونہین علما کے ساتھ کرتے ہین جو زمانہ مجتہدین سے پہلے گذر چکے ہین یا جو اون کے ہمعصر ہین اگر کسی کو دعوی ہو تو زیادہ نہین سو مین سے ایک دو ہی جگہہ مین جمہور سے جمہور علما ء شافعیہ ثابت کر دیوی و دونہ خرط القتاد **اور** نیز اگر جمہور سے جمہور شافعیہ مراد ہوتی تو پہر اون کے مقابلہ مین امام ابو حنیفہ کا نام لینا مناسب نہین تہا بلکہ اون کے مقابلہ مین حنفیہ کا لفظ بولا جاتا **اور** نیز جہان پر اون کی مراد جمہور شافعیہ ہوتے ہین تو وہ خود ہی اون کی تفسیر ساتھ لفظ جمہور اصحابنا کے کردیتے ہین مطلق جمہور کا لفظ امام ابو حنیفہ کے مقابلہ مین جہان بولتے ہین تو اوس سے مراد اون کی جمہور شافعیہ ہرگز ہرگز نہین ہین بلکہ جمہور سلف و خلف صحابہ و تابعین مراد ہین کما مر آنفا **اور** نیز اگر اُسے جمہور علما ء شافعیہ مراد رکہی جاوین تو تمام امت سلف و خلف صحابہ و تابعین و من بعدہم بہی شافعیہ ٹہرینگے نعوذ باللہ من ذلک استغفر اللہ من ہذا التعصب والتصلب

اور نیز امام نووی بہت جگہہ امام شافعی کے مقابلہ مین جمہور کا لفظ بولتے ہین وہان کیونکر یہ مراد ہوسکے گی **مغالطۂ دوم** اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ فقہ کا کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کی مخالف نہین جسکو دعوی ہو پیش کرے ایسا ہی لکھا ہے فتح المبین مین **سو جواب** اسکا یہ ہی کہ یہ محض عوام لوگون کو مغالطہ اور دہوکہا دینا ہی اس لئے کہ امام اعظم صاحب کے مسائل تو اسقدر صحیح صحیح حدیثون کی صریح مخالف ہین کہ اگر سب کو بیان کیا جاوے تو ایک بڑا دفتر طیار ہو جاوے اور حیرت مین پڑکر آدمی کی عقل گم ہو جاوے چنانچہ مشت نمونہ خروار لطور نمونہ کے امام اعظم صاحب کا ایک سو مسئلہ مخالف صحیح حدیثون کے ظفر المبین حصہ اول مین بیان ہوچکا ہی لیکن چونکہ حنفیون کو اوسپر قناعت نہین ہوئی اور اب بہی ہل من مزید کی صدا کرتے ہین لہذا امام اعظم صاحب کا ایکسو مسئلہ صحیح حدیثون کی مخالف اور بیان کیا جاتا ہے تاکہ ان شاء اللہ اب بہی سمجھہ جاوین اور اون کی تقلید سے باز آوین ورنہ امید ہے کہ بہی لدینا مزید کا ندا انشاء اللہ تعالی ہر وقت موجود ہے پہر دوسری وقت سہی صحت باقی یار باقی **مسئلہ اول**[1]

ایک مسئلہ امام اعظم صاحب کا مخالف صحیح حدیث کے یہ ہی جو ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ بلی کا جوٹہا مکروہ ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ الْهِرَّةِ طَاهِرٌ مَكْرُوهٌ یعنی جوٹہا بلی کا پاک مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم صاحب کا ہی سو امام اعظم صاحب کا یہ مسئلہ مخالف ہی پیغمبر کی ان تین حدیثون کے **پہلی** حدیث[2] موطا اور مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی وغیرہ مین کبشہ بنت کعب رض سے روایت ہی اور تہی وہ بیوی ابن ابی قتادہ کی اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءً فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ فَقَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ یعنی تحقیق ابو قتادہ اوسپر داخل ہوے سو ڈالا مین نے واسطے اونکے پانی سو ایک بلی آئی اور اوسے پانی پینے لگی سو ابو قتادہ نے اوس کے واسطے برتن کو جہکایا (یعنی تاکہ آسانی کے ساتہہ بلی پانی پی لیوے) یہانتک کہ اوس بلی نے پانی پی لیا کبشہ کہتی ہین کہ اوس نے مجھکو اپنی طرف نظر کرتے ہوئے دیکہا اور کہا کیا تعجب کرتی ہو تو اے بیٹی بہائی کی

[1] یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی کے صفحہ ۲۲ مین ہے

[2] یہ حدیث مشکوۃ کی باب احکام المیاہ مین ہے

[3] [illegible] صححہ البخاری والعقیلی [illegible] وابن خزیمہ وابن حبان [illegible] الترمذی [illegible]

ہیں کیے وہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں سو ابو قتادہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہیں تحقیق وہ تمہیں طواف کرنیوالوں سے ہے۔ یعنی یہ بلی ہر وقت گھروں میں ادہر اودہر پہرتی رہتی ہے اور لوگوں کی جوٹھوں میں کہاتی پیتی ہے پس اگر اس کو ناپاک کہا جاوے تو خلقت کو اس میں بہت مشکل پڑ جاوے **دوسری حدیث** سنن ابوداؤد میں داؤد بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی ماں سے روایت کرتا ہے (اور تہی وہ کسی عورت کی لونڈی) اَنَّ مَوْلَاتَھَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَيَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلٰوتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا یعنی تحقیق اُس کی مالکہ نے اوس کو طعام ہریسہ دیکر حضرت عائشہ کی طرف بہیجا اوسنے کہا کہ میں عائشہ کو نماز پڑہتے ہوئے پایا سو حضرت عائشہ نے اشارہ کیا (ہاتھ سے یا سر سے) کہ اس طعام کو یہاں رکھدو سو ایک بلی آئی سو اُسنے اوس ہریسہ سے کچھ کہایا پس جب حضرت عائشہ اپنی نماز سے فارغ ہوئیں تو اوسی جگہہ سے کہایا جس جگہہ سے بلی نے کہایا تہا سو عائشہ رضہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے تحقیق وہ تمہیں طواف کرنیوالوں میں سے ہے اور تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جوٹھے کے ساتھ وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے **تیسری حدیث** شرح سنہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّأُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ قَالَ نَعَمْ وَبِمَا اَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے کہ کیا ہم گدہوں کے جوٹھے سے وضو کریں حضرت م نے فرمایا ہاں اور ساتھ جوٹھے کل درندوں چار پایوں کے بہی **فائدہ** ان حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے مکروہ نہیں اگر مکروہ ہوتا تو حضرت اُس کے جوٹھے سے وضو نکرتے اس لئے کہ حضرت سے زیادہ پاکیزہ مکروہات سے بچنے والا اور کوئی نہیں اور نہ اُوس کی پانی پینے کیواسطے برتن جھکایا جاتا اور نہ حضرت عائشہ رضہ اوس کا جوٹھا کہاتیں امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر پاک ہونے منہہ بلی کے اور پاک ہونے جوٹھے اوس کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ہادی کا

۵ یہ حدیث بہی مشکوٰۃ میں احکام المیاہ میں ہے

۵۲ یہ حدیث بہی مشکوٰۃ میں احکام المیاہ میں ہے

اور حنفیہ جو ان حدیثون کو نہیں

مانتے تو اس کا انکے پاس کچھ جواب نہین لاچار ہوکر وہ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہہ حدیثین منسوخ ہین ساتھ حدیث الہرۃ سبع کے ایسا ہی لکہا ہے صاحب ہدایہ نے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے پس استدلال کرنا اسے صحیح نہین ہے جیسا کہ امام شوکانی نے لکہا ہے وَاَیْضًا حَدِیْثُ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ الَّذِیْ اِسْتَدَلَّ بِہٖ اَبُوْحَنِیْفَۃَ فِیْہِ مَقَالٌ یعنی جس حدیث کے ساتھ ابوحنیفہ نے دلیل پکڑی ہے اُس مین کلام ہے **دوم** یہ کہ اگر اس کو بفرض محال صحیح بہی مانا جاوے تو ہم کہتے ہین کہ یہ حدیثین منسوخ نہین ہین بلکہ حدیث الہرۃ سبع کی منسوخ ہو ساتھ ان حدیثونکے کما ہو جوابکم فہو جوابنا **سوم** اس حدیث کو ناسخ تو جب ٹھہرایا جاتا کہ اون حدیثون سے بلّی کے گوشت کی حلت ثابت ہوتی سو اونمین اس بات کا کہین پتہ نہین بلکہ اُسے تو فقط اوسکے جہوٹہے کی حلت وطہارت معلوم ہوتی ہے اور اس مین اُس کے گوشت کا حکم ہے سو جب شارع علیہ السلام نے اوس کے جوٹہے کو پاک ٹھہرایا تو اب ان نصوص صریحہ کے مقابلہ مین اُس کے جوٹہے کو اوس کے گوشت پر قیاس کرلینا فاسد ہے **چہارم** یہ کہ جب طواف کی علت سے اوس بلّی کے جوٹہے کی نجاست جاتی رہے تو اسی علت کی وجہ سے اوس کی کراہت بطریق اولی جاتی رہیگی پہر یہ کیسی حکمت ہے کہ اس علت سے ایسا بڑا حکم نجاست کا جاتا رہے اور کراہت کا حکم اس علت سے باقی رہے پہر نجاست کو دفع کرنے کی کیا حاجت تہی جب کراہت باقی رہے **پنجم** یہ کہ نسخ کے باب مین تین شرطون کا ہونا ضروری ہے بغیر اُنکے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہے **اول** یہ کہ ناسخ اور منسوخ قوت اور صحت مین مساوی ہون **دوم** ناسخ کا منسوخ سے متاخر ہونا ثابت ہوجاوے **سوم** ناسخ اور منسوخ مین تطبیق ممکن نہو چنانچہ نخبہ اور اوس کی شرح مین لکہا ہے وَاِنْ عُوْرِضَ بِمِثْلِہٖ فَاِنْ اَمْکَنَ الْجَمْعُ فَھُوَ النَّوْعُ الْمُسَمّٰی بِمُخْتَلَفِ الْحَدِیْثِ وَاِنْ لَّمْ یُمْکِنِ الْجَمْعُ فَلَا یَخْلُوْ اِمَّا اَنْ تَعْرِفَ التَّارِیْخَ اَوْلَا فَاِنْ عُرِفَ وَثَبَتَ الْمُتَاَخِّرُ فَھُوَ النَّاسِخُ وَالْاٰخَرُ الْمَنْسُوْخُ اور امام الکلام مین لکہا ہے وَاَمَّا ثَانِیًا فَلِاَنَّ دَعْوَی النَّسْخِ اِنَّمَا یُحْتَاجُ اِلَیْھَا اِذَا تَعَذَّرَ الْجَمْعُ بَیْنَھُمَا قَالَ الْحَازِمِیُّ فِیْ کِتَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ اِدِّعَاءُ النَّسْخِ مَعَ اِمْکَانِ الْجَمْعِ بَیْنَ الْحَدِیْثَیْنِ عَلٰی خِلَافِ الْاَصْلِ اِذْ لَا عِبْرَۃَ بِمُجَرَّدِ التَّرَاخِیْ انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ محض متاخر ہونا ہی ثبوت نسخ پر دلیل

نہین ہوسکتا ہے جب تک کہ دونون مین تطبیق ممکن نہو اب یہان ان تینون شرطون مین سے ایک شرط بہی نہین پائی جاتی نہ ناسخ قوت مین منسوخ کی مساوی ہے اور نہ ناسخ کا منسوخ سے متاخر ثابت ہونا ممکن ہے اور نہ تطبیق غیر ممکن ہو بلکہ اون مین تطبیق اس وجہ سے ہوسکتی ہو کہ حدیث الہرۃ سبع سے نجاست گوشت کی مراد رکہی جاوے اور حدیثون سے طہارت اوس کے جوٹہے کی رکہی جاوے یا این طور کہ اس حدیث کے عموم سے بلی کا جوٹہا مخصوص کیا جاوے ساتھ ان حدیثون صحیحہ کے اور تخصیص عام کی ساتھ خاص کے جائز ہے ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک کما سیاتی انشاء اللہ تعالی اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکہا ہے وَاُجِیْبَ بِاَنَّ حَدِیْثَ الْبَابِ مُصَرِّحٌ بِاَنَّهَا لَیْسَتْ بِنَجِسٍ فَیُخَصَّصُ بِهٖ عُمُوْمُ السِّبَاعِ بَعْدَ تَسْلِیْمِ وُرُوْدِ مَا یَقْتَضِیْ نَجَاسَةَ السِّبَاعِ وَاَمَّا مُجَرَّدُ الْحُکْمِ عَلَیْهَا بِالسَّبُعِیَّةِ فَلَا یَسْتَلْزِمُ اَنَّهَا نَجِسٌ اِذْ لَا مُلَازَمَةَ بَیْنَ النَّجَاسَةِ وَالسَّبُعِیَّةِ پس ان وجوہ سے دعوی نسخ باطل ہوگیا و باللہ التوفیق **مسئلہ دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ درندے چارپایون کا جوٹہا نجس اور ناپاک ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَسُؤْرُ سِبَاعِ الْبَهَائِمِ نَجِسٌ اور یہ مذہب امام اعظم کا سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی** حدیث جابر رض کی جو مسئلہ اول مین گذر چکی کہ حضرت نے فرمایا کہ کل درندے چارپایون کے جوٹہے سے وضو کرنا جائز ہے **دوسری** حدیث موطا امام مالک اور رزین مین یحیی ابن عبدالرحمن رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ فِیْ رَکْبٍ فِیْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰی وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرٌو یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَی السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَیْنَا وَزَادَ رَزِیْنٌ قَالَ زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِیْ قَوْلِ عُمَرَ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَهَا مَا اَخَذَتْ فِیْ بُطُوْنِهَا وَمَا بَقِیَ فَهُوَ لَنَا طَهُوْرٌ وَشَرَابٌ یعنی تحقیق عمر رضی اللہ تعالی عنہ چند سوارون مین ایک طرف کو نکلے اونمین عمرو بن عاص بہی تہے یہانتک کہ ایک حوض پر وارد ہوئے پس عمرو رض نے کہا کہ ای صاحب حوض کیا تیری حوض پر درندے چارپائے بہی پانی پیتے ہین سو عمر بن خطاب رض نے کہا کہ ای صاحب حوض کے ہمکو خبر مت دے پس تحقیق ہم درندون پر وارد ہوتے ہین اور وہ ہمپر وارد ہوتے ہین (یعنی انکا جوٹہا ہم پیتے ہین اور وہ ہمارا جوٹہا پیتے ہین) اور عمر رض کے قول مین بعض راویون نے یہ بہی زیادہ کیا

ہی کہ تحقیق مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے جو درندون نے اپنے پیٹون مین لے لیا وہ اونکا ہوا اور جو باقی بچ رہا وہ ہمارے واسطے پاک پانی ہو اور پینے والا **تیسری** حدیث ابو سعید خدری کی ہو جو مسئلہ سوم مین ابھی آتی ہے **مسئلہ سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہو جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو کہ جوٹھا گدہے کا پلید اور ناپاک ہو عبارت ہدایہ کی یہ ہے سُؤْرُ الحِمَارِ وَالبَغلِ مَشکُوْكٌ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیفَۃَ اَنَّہٗ نَجَسٌ تَرجِیحًا لِلحُرْمَۃِ وَالنَّجَاسَۃِ یعنی جوٹھا گدہے اور خچر کا مشکوک ہو اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہو کہ وہ نجس اور ناپاک ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہو ان دو حدیثون کے **پہلی** حدیث جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی جو مسئلہ اول مین گذر چکی ہو **دوسری** حدیث ابن ماجہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الحِیَاضِ الَّتِیْ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالمَدِیْنَۃِ تَرِدُھَا السِّبَاعُ وَالکِلَابُ وَالحُمُرُ عَنِ الطُّھْرِ مِنْھَا فَقَالَ لَھَا مَا حَمَلَتْ فِیْ بُطُوْنِھَا وَلَنَا مَا غَبَرَ طَھُوْرٌ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضون سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان مین وارد ہوتی مین انپر درندے اور کتے اور گدہے سو حضرت نے فرمایا ہو اونہون نے اپنے شکمون مین اوٹھا لیا سو اونکا ہوا اور جو باقی بچ گیا وہ ہمارے واسطے پاک پانی ہے **مسئلہ چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہو جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جن چیزون کا گوشت کہایا جاتا ہو اون کا بول ناپاک ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَاَصْلُہٗ اَنَّ بَوْلَ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ طَاھِرٌ عِنْدَہٗ نَجَسٌ عِنْدَھُمَا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ مسند امام احمد اور دار قطنی مین براء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ جَابِرٍ قَالَ مَا اُکِلَ لَحْمُہٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِہٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہو کوئی خوف ساتھ بول اوس چیز کے جسکا گوشت کہایا جاتا ہو اور جابر کی روایت مین یہ ہو کہ آپنے فرمایا جس چیز کا گوشت کہایا جاوے اوس کے پیشاب کا کچھہ ڈر نہین ہے اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو لیکن تعدد طرق سے درجہ حسن لغیرہ کو پہونچ گئی ہو **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ جن جانورون کا گوشت کہایا جاتا ہے اونکا بول بھی پاک ہے اور امام نووی نے روضہ مین لکھا ہو کہ یہی مذہب ہے امام مالک اور احمد اور محمد کا کذا فی حاشیۃ المشکوۃ اور حنفیہ جو اس حدیث

شوکانی

کو نہین مانی تو وہ حدیث اِسْتَنْزِھُوا مِنَ الْبَوْلِ کو دلیل لاتے ہین یعنی بچو بول سے **سو جواب** اوس کا
یہ ہے کہ اس حدیث مین عام طور پر بول مراد نہین ہے بلکہ اوس مین مراد فقط پیشاب آدمی کا ہے چنانچہ امام
نے نیل الاوطار مین فتح الباری سے نقل کیا ہے قَالَ الْبُخَارِیُّ وَلَمْ یَذْکُرْ سِوٰی بَوْلَ النَّاسِ فَالتَّعْرِیْفُ فِی الْبَوْلِ لِلْعَھْدِ وَالْاَلِفُ وَاللَّامُ بَدَلٌ عَنِ الضَّمِیْرِ یعنی تعریف بول کی واسطے عہد کے
ہے یا الف اور لام بدل ضمیر سے ہے اور اگر بالفرض اوس کا عموم **بھی تسلیم کیا جاوے**
تو بہی حدیث اوس کی عموم کی مخصص ہو جاویگی اور یہ تخصیص جائز ہے کئی وجہ سے **اول**
یہ کہ چارون امامون کی نزدیک تخصیص عام کتاب اللہ کی ساتھ خبر واحد کے مطلقاً جائز ہے خواہ پہلے
اوس کی قطعی کی ساتھ تخصیص ہو چکی ہو یا نہوئی ہو چنانچہ مولوی عبد الحی **نے اپنے**
رسالہ امام الکلام کے حاشیہ مین لکھا ہے وَاَمَّا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَقَالَ بِجَوَازِہٖ الْاَئِمَّۃُ الْاَرْبَعَۃُ
یعنی لیکن ساتھ خبر واحد کے پس جائز رکھا ہے چارون امامون نے انتہی **دوم** اسوجہ سے کہ یہ اختلاف
تخصیص کا اوسوقت مین ہے جبکہ وہ عموم متواترات کا ہو اور جب کہ وہ عموم خبر واحد کا ہو تو اوس کی
تخصیص ساتھ خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہے چنانچہ توضیح مین لکھا ہے لٰکِنَّ الْخِلَافَ اِنَّمَا ھُوَ فِیْ
عُمُوْمَاتِ الْکِتَابِ انتہی اب اس مین کلمہ انما کا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ خبر واحد کے عموم کی تخصیص
کرنا بالاتفاق جائز ہے اور یہان بہی یہ عموم خبر واحد کا ہے پس تخصیص اوس کی ساتھ خبر واحد کے جائز ہے
اتفاقاً **سوم** اسوجہ سے کہ قطعیت عموم کی باعتبار الفاظ اور متن کے ہے نہ باعتبار معنی اور دلالت
کی بلکہ وہ باعتبار معنی کی ظنی ہے اور تخصیص ساتھ خبر واحد کی معنی مین واقع ہوئی ہے نہ متن مین پس
قطعیت عام کی تخصیص خبر واحد ظنی کی منافی نہین ھکذا حققہ العلامۃ فی التلویح **مسئلہ پنجم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ ہدایہ و مرقات وغیرہ مین لکھا ہے کہ وَلَا تَرْجِیْعَ فِیْہِ یعنی
اذان مین ترجیع جائز نہین ہے **فائدہ** ترجیع اسکو کہتے ہین کہ اذان مین اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو چار چار مرتبہ کہے اول دو مرتبہ آہستہ آواز سے کہے
اور پہر دو مرتبہ اونکو بلند آواز سے کہے جیسا کہ حدیث مین بیان اس کا ابہی آتا ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا
سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کی جو کہ صحیح مسلم مین ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے قَالَ اَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّاذِیْنَ ھُوَ بِنَفْسِہٖ فَقَالَ قُلْ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نفس نفیس سے مجکو اذان سکہلائی سو آپنے فرمایا کہو اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہی اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوای خدا کے گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے خدا کے گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین پہر دوبارہ کہو تو گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کے ہین گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کے ہین آو طرف نماز کی آو طرف نماز کی آو طرف نجات کی آو طرف نجات کی اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہی نہین کوئی معبود برحق سوای اللہ کے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ حُجَّةٌ بَلِیْغَةٌ وَّدَلَالَةٌ وَّاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ التَّرْجِیْعَ فِی الْاَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوْعٌ وَّهُوَ الْعَوْدُ اِلَی الشَّهَادَتَیْنِ مَرَّتَیْنِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بَعْدَ قَوْلِهِمَا بِخَفْضِ الصَّوْتِ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَالْكُوْفِیُّوْنَ لَا یُشْرَعُ التَّرْجِیْعُ عَمَلًا بِحَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَیْدٍ فَاِنَّهٗ لَیْسَ فِیْهِ تَرْجِیْعٌ وَحُجَّةُ الْجُمْهُوْرِ هٰذَا الْحَدِیْثُ الصَّحِیْحُ وَالزِّیَادَةُ مُقَدَّمَةٌ مَعَ اَنَّ حَدِیْثَ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ هٰذَا مُتَاَخِّرٌ عَنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ فَاِنَّ حَدِیْثَ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ سَنَةَ ثَمَانٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ حُنَیْنٍ وَحَدِیْثَ ابْنِ زَیْدٍ فِیْ اَوَّلِ الْاَمْرِ وَانْضَمَّ اِلٰی هٰذَا كُلِّهٖ عَمَلُ اَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ وَسَائِرِ الْاَمْصَارِ یعنی اس حدیث مین ابی محذورہ کی بڑی حجت اور دلیل واضح ہی واسطے مذہب مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کے اسپر کہ اذان مین ترجیع ثابت اور جائز ہے اور پہر آنا طرف شہادتین کی دو مرتبہ ساتھ بلند آواز کی بعد کہنے اون کا ساتھ آہستہ آواز کے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ترجیع جائز نہین ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ حدیث عبد اللہ بن زید کے اس لئے کہ اوس مین ترجیع کا ذکر نہین اور دلیل جمہور کی یہ حدیث صحیح ہی اور زیادتی مقدم ہے باوجود اس کے کہ یہ حدیث ابی محذورہ کی متاخر ہے عبد اللہ

بن زید کے اول ابتدا زمانہ کے ہے اور اسی ترجیع پر ہے عمل تمام مکے اور مدینے والون اور سب شہرون کا

تنبیہ حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو اوس کا جواب یہ دیتے ہین کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو واسطے تعلیم کے چار مرتبہ سکھلایا تھا **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہ کہ جب آپکو تعلیم کی غرض تھی تو پھر فقط شہادتین ہی پر آپنے کیون اکتفا فرمایا اور دوسری کلمات کو چار چار مرتبہ کیون نہین دوہرایا فقط ان کی تخصیص کی کیا وجہ ہے **دوم** اذان کی سکھلانے اور تعلیم کا موقع تو اول امر مین تھا جب کہ اذان شروع ہوئی تھی اور بعد اوس کے تو تمام جہان مین مشہور ہو گئی تھے پھر اب آٹھوین سال مین ہجرت کی تعلیم کا کیا معنی ہوا **سوم** ابو داؤد کی روایت مین صاف آگیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو فرمایا پہلے دو مرتبہ مین اپنی آواز کو پست کر اور پھر دو مرتبہ شہادتین کی اپنی آواز کو بلند کر تخفض بہا صوتک ثم ترفع صوتک بالشہادۃ ساتھ خطاب کے صریح موجود ہے پس اگر تعلیم کی غرض ہوتی تو اول دو مرتبہ مین آواز پست کرانی اور پھر دو مرتبہ مین آواز بلند کرانی کی کوئی معنے نہ تھے کیا تعلیم کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ ایک با آہستہ آواز سے کہلوائی اور ایک بار بلند آواز سے کہلوائی کہان تعلیم اور کہان یہہ صورت اس کو تعلیم سے کیا علاقہ **چہارم** ابو داؤد و ترمذی و دارمی وغیرہ کی روایت مین خود ابی محذورہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اذان انیس کلمے سکھلائے اور اقامت کے سترہ کلمے سکھلائے پس اگر تعلیم تھی تو اونہون نے انیس کلمے کہان سے بنا لیے سترہ کلمے کہنے لازم تھے پس اسکو تعلیم ٹھہرانا دروغ گویم بر روی تو کا مصداق بنتا ہے اور نیز یہہ ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے پھر سترہ کلمے بھی تعلیم ہی سمجھے جاوینگے اور اوسکی اقامت کی کلمات دو دو چار چار مرتبہ کہنے پر استدلال صحیح نہین ہوگا حالانکہ حنفیہ اسی حدیث سترہ کلمے والی سے اقامت کے کلمات دو دو چار چار مرتبہ کہنے پر دلیل لاتے ہین فما ھو جوابکم فھو جوابنا پس معلوم ہوا کہ حنفیون کی یہ تاویل قطعی باطل ہے **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ مرقات وغیرہ مین لکھا ہے کہ اقامت نماز مین سوا تکبیر کے اور سب کلمات کو فقط ایک ایک بار یعنی گیارہ کلمے کہنا جائز نہین بلکہ جتنے جتنے مرتبہ اذان مین سب کلمات کہے جاتے ہین یعنی سترہ کلمے اقامت کے وقت بھی ونتہی اوسیقدر کلمات کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے پیغمبر کی ان دو حدیثون کے **پہلی** حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے

لہ یعنی حنفیون [illegible] صفحہ [illegible] میں [illegible]

لہ [illegible] میں [illegible]

قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَ اَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ یعنی انس نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے آگ اور ناقوس کو ذکر کیا (یعنی اذان شروع ہونے سے پہلے صحابہؓ نے آپسمین مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے جسے سب لوگ نماز کیوقت جمع ہوجایا کرین سو کسی نے تو یہ کہا کہ نماز کیوقت آگ جلایا کرو اور بعضون نے کہا کہ نصاری کی طرح ناقوس بناؤ اوس کی آواز سنکر لوگ جمع ہوجایا کرینگے اور بعضون نے کچھہ اور کہا یہانتک کہ اذان شروع ہوگئی) پس حکم کیا گیا بلال کو کہ اذان کے کلمات کو دو ہرا کر کہا کرے اور اقامت کو ایک ایک کلمہ کہا کرے **دوسری** حدیث ابوداؤد اور نسائی اور دارمی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اذان کے کلمے دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے اور اقامت کے کلمے ایک ایک مرتبہ مگر وہ کہتے قد قامت الصلوۃ کو دو مرتبہ **فائدہ** امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین لکھا ہے کہ مذہب شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمے ہین انتہی اور امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین لکھا ہے کہ حکمت اذان کے مکرر کہنے اور اقامت کے اکہرا کہنے مین یہہ ہے کہ اذان واسطے اطلاع دینے غائب لوگون کے ہے پس اس کے کلمات کو دوبارہ کہا جاوے تاکہ دور والے لوگون کو اچھی طرح اطلاع ہوجاوے اور اقامت واسطے حاضر لوگون کے ہے پس اس کے کلمات کو دوبارہ کہنے کی کچھہ حاجت نہین ہے انتہی اور حاشیہ مشکوۃ مین لکھا ہے هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِقَامَةَ فُرَادٰى وَهُوَ مَذْهَبُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَاِلَيْهِ ذَهَبَ الزُّهْرِيُّ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَاَحْمَدُ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ اقامت کا ایک ایک کلمہ ہے اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا صحابہ اور تابعین سے اور یہی مذہب ہے زہری اور امام مالک اور امام شافعی اور اوزاعی اور احمد کا انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث ابی محذورہ سے سند لاتے ہین جو اوپر گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اقامت کو سترہ کلمے تعلیم فرمائے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث سے ایک مرتبہ اقامت

۲ یہ حدیث مشکوۃ کے باب الاذان مین ہے

۳ یہ مضمون صحیح مسلم کے چھاپہ دہلی کے صفحہ ۱۶۴ مین ہے

۴ یہ مضمون نووی شرح مسلم کے صفحہ ۱۶۴ مین ہے

۵ قال الخطابی مذهب جمهور العلماء والذی جری به العمل فی الحرمین والحجاز والشام والیمن ومصر والمغرب الی اقصی بلاد الاسلام ان الاقامة فرادی وقال البغوی هو قول اکثر اهل العلم من الصحابة والتابعین ومن بعدهم وبه قال الحسن والزهری واحمد وابو ثور وابن المبارک والاوزاعی واسحاق وداود ویحیی بن یحیی وابن المنذر وعمر بن عبد العزیز ومن قبلهم سعید بن المسیب قال البغوی وهو قول

[illegible] حنفی اول الکلام ... ۱۱ ... صفحہ

کہنے کی ممانعت ثابت نہین ہوتی بلکہ دونون طرح سے جائز ہے کبھی اسطرح سے اور کبھی اوسطرح فرمادیا ... ایکسے دوسرے طریق کی ممانعت ثابت نہین ہوتی ورنہ بلال کی حدیث سے بھی شسترہ کلمے کی ممانعت ثابت ہوجاویگی اوراس کا حنفی کچھہ جواب نہین دے سکتے ہین انشا اللہ تعالی فما ہو جوابکم فہو جوابنا **علاوہ** ازین حدیث افراد اقامت کی نہایت درجے کی صحیح ہے اس لئے کہ متفق علیہ ہے اس لئے اسکو ہر وجہ سے ترجیح ہے اور نیز اگر اوسی افراد اقامت کی ممانعت نکالی جاوے تو ترجیع اذان مین واجب ہوجاویگی اور بلال وغیرہ کی اذان جو سترہ کلمے کہتے ہین بالکل ممنوع ہوجاویگی اس لئے کہ بلال وغیرہ کی حدیث مین تثنیہ اذان کا بیان بھی افراد اقامت کے ساتھہ ہی مذکور ہے دونون کا حکم ایک ہی سلسلہ مین مسطور ہے پس اگر ممانعت ہوگی تو دونون کی ہوگی نہ فقط ایک کی پس دونون شقون مین سے حنفیہ جسکو اختیار کرین گے سخت مشکل درپیش آویگی اور اہل حدیث کا مطلب ثابت ہوجاویگا وباللہ التوفیق **مسئلہ ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث صحیح کے یہ ہے کہ ہدایہ مرقات درمختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ بول اور پائخانہ کیوقت قبلے کیطرف مُنہہ کرنا یا پیٹھہ دینا عمارتون کے اندر بھی جائز نہین عمارتین اور میدان حرمت مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان چار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال ارتقیت فوق بیت حفصۃ لبعض حاجتی فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقضی حاجتہ مستدبر القبلۃ مستقبل الشام یعنی ابن عمر نے کہا کہ مین اپنے کسی کام کے لئے حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑہا سو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلے کیطرف پیٹھہ کر شام کی طرف مُنہہ کرکے پائخانہ پھرتے ہوئے دیکھا **دوسری حدیث** مسند امام احمد اور ابن ماجہ مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلغہ ان اناسا یکرہون استقبال القبلۃ بفروجہم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوقد فعلوہا حولوا بمقعدی الی القبلۃ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی یہ بات کہ لوگ اپنے فرجون کے ساتھہ قبلے کیطرف منہہ کرنیکو مکروہ جانتے ہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اونہون نے یہ کام کیا ہے اونہون نے میری پیٹھہ کو قبلے کی طرف پھیر دیا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسناد اس حدیث کی حسن ہے **تیسری حدیث** ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال نہی رسول

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ بِعَامٍ يَّسْتَقْبِلُهَا وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ يعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے کہ منہہ کرین ہم طرف قبلے کی ساتھ بول کے پس دیکہا مین نے آپ کو انتقال سے ایک سال پہلے قبلے کی طرف منہہ کئی ہوئے **چوتھی حدیث** ابو داؤد وغیرہ مین مروان اصفر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُوْلُ اِلَيْهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَلٰى اِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَاِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَّسْتُرُكَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ یعنی دیکہا مین نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو کہ بٹھلایا سواری اپنی کو سامنے قبلے کے پہر اوسطرف پیشاب کرنے کو بیٹھ گیا سو مین نے کہا (مروان کا قول ہے) ای ابا عبد الرحمن (ابن عمر کی یہ کنیت ہی) کیا اوسے منع نہین کیا گیا اوس نے کہا ہان اوسی فقط میدان ہی مین منع کیا گیا ہے اور جب کہ ہو تیرے اور قبلے کے درمیان مین کوئی ایسی چیز ہو جو تجہکو پردہ کر رکھی تو اوسکیطرف منہ سامنا کرنے مین کوئی ڈر نہین ہی **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَهٰذِهٖ اَحَادِيْثُ صَحِيْحَةٌ مُّصَرِّحَةٌ بِالْجَوَازِ فِي الْبُنْيَانِ وَحَدِيْثُ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَسَلْمَانَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِمْ وَرَدَتْ بِالنَّهْيِ فَيُحْمَلُ عَلَى الصَّحْرَاءِ لِيُجْمَعَ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ بِاَنَّهٗ اِذَا اَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ لَا يُصَارُ اِلٰى تَرْكِ بَعْضِهَا بَلْ يَجِبُ الْجَمْعُ بَيْنَهَا وَالْعَمَلُ بِجَمِيْعِهَا وَقَدْ اَمْكَنَ الْجَمْعُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فَوَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلَيْهِ یعنی یہہ حدیثین صحیحہ تصریح کرتی ہین ساتھ جائز ہونے کے عمارتون مین اور حدیثین ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ وغیرہ کے مطلق نہی مین وارد ہوئی ہین پس اون کو میدان پر محمول کیا جاویگا تاکہ حدیثون مین تطبیق ہو جاوے اور سب علما کا اتفاق ہی اسپر کہ جب حدیثون مین تطبیق ممکن ہو تو بعض کو ترک کرنا جائز نہین ہی بلکہ سبمین تطبیق دینا اور سب پر عمل کرنا واجب ہے اور یہان تطبیق ممکن ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے ہمنے پس واجب ہے پہرنا طرف اوس کی انتہی یا جواز کی حدیثین ممانعت کی حدیثون کی عموم کی مخصص ہو جاوینگی ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ چہارم مین مذکور ہو چکی ہین پس بعد صورت ممانعت عمارتون کو شامل نہوگی اور عمارتون مین قبلے کیطرف سامنا کرکے بول یا پاخانے بیٹھنا جائز رہیگا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور عباس رض

اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل وغیرہ کا انتہی اور فتح الباری مین لکھا ہے وَلَوْلَا اَنَّ حَدِیْثَ ابْنِ عُمَرَ دَلَّ عَلٰی تَخْصِیْصِ ذٰلِکَ بِالْاَبْنِیَۃِ لَقُلْنَا بِالتَّعْمِیْمِ لٰکِنَّ الْعَمَلَ بِالدَّلِیْلَیْنِ اَوْلٰی مِنَ اِلْغَاءِ اَحَدِھِمَا **تنبیہ** بعض حنفیہ ان حدیثون کا یہ جواب دیتے ہین کہ یہہ حدیثین منسوخ ہین یا واسطے کسی عذر کے تھا یا حضرت کا یہ خاصہ ہے دوسرے کو جائز نہین یا پایخانہ سے کھڑے ہو کر قبلے کی طرف منہہ کیا ہوگا راوی نے نہ خیال کیا کہ پایخانے پھر رہے ہین وغیرہ جوابات **سو جواب** اول اعتراض کا یہہ ہے کہ یہہ دعوی نسخ کا مردود ہے اسپر کوئی دلیل نہین ہے اور بیان اس کا مسئلہ اول مین گذر چکا ہے اور اس کا جواب امام نووی کی کلام مین بھی ابھی آچکا ہے اور حدیث جابر کی جو مذکور ہو چکی وہ بھی اس نسخ کے بطلان پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے نانوین سال تک یہی حکم جاری رہا پھر ممانعت کس وقت مین ہوئی اور نیز جب دعوی نسخ کا کیا تو اوس مین جواز کا اقرار تو خود آچکا اب دلیل نسخ مدعی نسخ کی ذمہ مین رہے اور نیز ابن عمرؓ اگر حضرت کو نہی سے پہلے دیکھتے تو پھر خود عمارتون مین قبلے کی طرف منہہ کرنیکو کیون جائز رکھتے **اور** دوم اور سوم اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہہ محض احتمال ہین ان کی کوئی دلیل نہین ہے پس انکا کچھہ اعتبار نہین خاصکر حدیثون صحیحہ صریحہ کے مقابلہ مین تو بالکل کالعدم ہین اور نیز حدیث عائشہ کی اور عبد اللہ بن عمر کی جو مذکور ہو چکی ہین وہ بھی اس خاصہ اور عذر کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہین اس لئے کہ جب آپ خود لوگون کی قبلے کی طرف منہہ نکرنے پر ناخوش ہوئے تو پھر یہہ عذر بدتر از گناہ پیش لانے سے کیا فائدہ جب ناخوش ہوئے تو گویا لوگون کو حکم استقبال کا دیدیا پس خاصہ اور عذر سا‌تھی باطل ہوگیا اور اگر خاصہ ہوتا تو عبد اللہ بن عمر قبلے کی طرف منہہ کرکے کیون پیشاب کرتے چہ جائیکہ اصول مین بالاتفاق مقرر ہو چکا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خاص سبب اور حادثہ کا کما فی التلویح وغیرہ پس اگر ایسے احتمال بے دلیل سے خاصہ کا حکم لگا دیا جاوے تو کوئی فعل آنحضرت کا لائق عمل نہین رہیگا سب خاصہ ہو جاوین گی اور یہہ بالاجماع باطل ہے اور نیز فتح الباری مین لکھا ہے وَدَعْوٰی خُصُوْصِیَّۃِ ذٰلِکَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا دَلِیْلَ عَلَیْھَا اِذِ الْخَصَائِصُ لَا تَثْبُتُ بِالْاِحْتِمَالِ انتہی چہارم اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ ابن عمرؓ سے خود صحیح مسلم مین موجود ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر پایخانہ بیٹھے ہوئے دیکھا وہ حدیث یہہ ہے فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ الحدیث

پس جب خود اس حدیث مین دو اینٹون پہ بیٹھے ہوئے دیکھنا موجود ہے تو پھر اس احتمال کے باطل ہونے مین کیا شک باقی ہے **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف صحیح حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر نماز مین تکبیر یعنی اللہ اکبر کے بدلے کوئی اور لفظ تعظیم کا کہہ لیوے تو جائز ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے فَاِنْ قَالَ بَدَلَ التَّکْبِیْرِ اَللّٰہُ اَجَلُّ اَوْ اَعْظَمُ اَوِ الرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ اَوْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ غَیْرُہٗ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَجْزَاہُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنے اگر تکبیر کے بدلے اللہ اجل یا اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ یا کوئی اور اسم اللہ تعالی کا کہہ لیوے تو جائز اور کافی ہے نزدیک ابحنیفہ کے انتہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے پیغمبر علیہ السلام کی کئی صحیح حدیثون کے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اللہ اکبر کہتے تھے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور ترمذی مین ابو حمید رض سے روایت ہے ایک حدیث طویل مین بلفظ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ **دوسری حدیث** طبرانی وغیرہ سنن مین رفاعہ بن رافع رض سے روایت ہے فِیْ قِصَّۃِ الْمُسِیْءِ صَلٰوتَہٗ بِلَفْظِ ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَکْبَرُ الحدیث یعنی پھر آپ نے کہا اللہ اکبر **تیسری حدیث** طبرانی وغیرہ مین حکم بن عمیر شمالی رض سے روایت ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ وَلَا تُخَالِفُ اٰذَانَکُمْ ثُمَّ قُوْلُوْا اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمْدِکَ الحدیث **چوتھی حدیث** صحیح مسلم اور بزار مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الحدیث **پانچوین حدیث** بیہقی مین ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقُوْلُوْا اَللّٰہُ اَکْبَرُ انتہی **چھٹی حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی وغیرہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّہُوْرُ وَتَحْرِیْمُہَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُہَا التَّسْلِیْمُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنجی نماز کی پاک ہونا ہے اور حرام کرنا اسکا اللہ اکبر کہنا ہے اور حلال کرنا اسکا سلام کہنا ہے

یا فرماتے یا کوئی نکوئی صحابہ مین سے ہی ۷۴ کرتا پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کے بدلے اور کوئی لفظ

یعنی اللہ اکبر کہنے سے کلام وغیرہ سب کام دنیا کے حرام ہو جاتے ہین اور سلام کہنے سے سب کام حلال ہو جاتے
ہین **فائدہ** اسی قسم کے اور بہی بہت حدیثین ہین ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز مین اللہ اکبر کہتے تہے اللہ اعظم یا اللہ اجل وغیرہ الفاظ تعظیم کے کبہی آپ
نے نماز مین نہین کہے اور اصل اس مین توقیف ہے اوسی پر جو شارع علیہ السلام نے کیا اگر تکبیر کے بدلے
اور کوئی لفظ کفایت ..... کرتا اور آپنے فرمایا صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُونِی اُصَلِّی یعنی نماز پڑہو جیسے کہ مجکو نماز
پڑہتے دیکہتے ہو انتہی امام نووی نے لکہا ہے کہ لفظ تکبیر کا اللہ اکبر ہے اور یہ بالاجماع جائز ہے اور ابو حنیفہ نے
جائز کہا ہے ہر لفظ کو جسمین تعظیم ہو اور مخالف ہو گئے ہین اوس کے جمہور علماء سلف اور خلف کے انتہی
ملخصاً **مسئلہ نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف صحیح حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکہا ہے کہ نماز مین دونون ہاتہون کو ناف کے نیچے باندہے ناف سے اوپر نہ باندہے عبارت
ہدایہ کی یہہ ہے وَیَعْتَمِدُ بِیَدِہٖ عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا
یہہ مسئلہ مخالف ہے اُس حدیث کے جو کہ صحیح ابن خزیمہ مین وائل بن حجر سے روایت ہے قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ کہا اوس نے کہ
نماز پڑہی مین نے ساتہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رکہا آپنے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائین ہاتھ پر
اوپر سینہ اپنے کے انتہی اور مخالف ہے اُس **حدیث** کے جو کہ بخاری مین سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے قَالَ کَانَ النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ اَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ الْیَدَ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِہِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلٰوۃِ یعنی
اوس نے کہا کہ آدمی حکم کیے جاتے تہے اس بات کا کہ رکہے مرد داہنے ہاتھ کو بائین کی ذراع پر نماز مین
فائدہ بخاری کی اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین
ناف سے اوپر ہاتھ باندہے اس لیے کہ جب بائین ہاتہہ کی ذراع پر داہنا ہاتہہ رکہہ کر ناف کے نیچے رکہے گا
تو قیام مین سیدہا کہڑا ہرگز نہین ہو سکے گا حالانکہ قیام قطعی فرض ہے **فائدہ** امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ رکہے دونون ہاتہون کو اپنے سینے کے نیچے ناف سے اوپر اور یہہ ہے
مذہب مشہور ہمارا اور ساتہہ اسی کے قائل ہین جمہور علماء انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث
کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث لاتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ نماز مین
ناف کے نیچے ہاتہہ باندہنے سنت سے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے

لائق حجت پکڑنے کے نہین ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَاَمَّا حَدِیثُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ فِی الصَّلوٰۃِ وَضْعُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ فَضَعِیْفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰی تَضْعِیْفِہٖ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ رِوَایَۃِ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ الْوَاسِطِیِّ وَھُوَ ضَعِیْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ انتہیٰ یعنی لیکن حدیث علی کی پس ضعیف ہے اتفاق کیا گیا ہے اُس کے ضعیف کرنے پر روایت کیا ہے اوس کو دارقطنی اور بیہقی نے ابی شیبہ عبدالرحمن بن اسحاق واسطی سے اور وہ بالاتفاق ضعیف ہے انتہی پس اب اس حدیث سے حجت پکڑنی جائز نہین ہے اور برتقدیر ثبوت اسکے سینہ پر ہاتھ باندہنے کی ممانعت نہین نکلتی ہے فقط اوسی جواز ثابت ہوگا سو اوس کو ہم بہی قائل ہین کلام اوس کی سنیت اور استحباب مین ہے سو سنیت سینہ پر باندہنے ہی کی ثابت ہوتی ہو ورنہ وائل بن حجر رض کی حدیث مذکور سے بہی ممانعت غیر کی ثابت ہوجاویگی جسنے ناف کے نیچے ہاتہہ باندہنے بالکل باطل ہوجاوینگے

مسئلہ دہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ لڑکے نابالغ کی امامت اور اُس کے پیچھے نماز پڑہنی جائز نہین ہے عبارت ہدایہ عہ کی یہہ ہے وَلَا یَجُوْزُ لِلرِّجَالِ اَنْ یَّقْتَدُوْا بِامْرَأَۃٍ اَوْ صَبِیٍّ یعنی نہین جائز ہے واسطے مردون کے اقتدا کرنا ساتہہ عورت کے اور لڑکے کے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو اوس حدیث کی جو کہ صحیح مسلم عہ۱ مین عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ کُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ یَمُرُّ بِنَا الرُّکْبَانُ نَسْأَلُھُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَزْعَمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَہٗ اَوْحٰی اِلَیْہِ کَذَا فَکُنْتُ اَحْفَظُ ذٰلِکَ الْکَلَامَ فَکَاَنَّمَا یُغْرٰی فِیْ صَدْرِیْ وَکَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِھِمُ الْفَتْحَ فَیَقُوْلُوْنَ اُتْرُکُوْہُ وَقَوْمَہٗ فَاِنَّہٗ لَئِنْ ظَھَرَ عَلَیْھِمْ فَھُوَ نَبِیٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا کَانَتْ وَقْعَۃُ الْفَتْحِ بَادَرَ کُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِھِمْ وَبَدَرَ اَبِیْ قَوْمِیْ بِاِسْلَامِھِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُکُمْ وَاللّٰہِ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلوٰۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلوٰۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلوٰۃُ فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ عہ۲ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَکْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّیْ لِمَا کُنْتُ اَتَلَقّٰی مِنَ الرُّکْبَانِ فَقَدَّمُوْنِیْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ وَکَانَتْ عَلَیَّ بُرْدَۃٌ کُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّیْ فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ مِنَ الْحَیِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا

عہ یہ عبارت شرح [illegible] مطبوعہ احمدی دہلی کے ج ۱ صفحہ ۶۵ مین ہے ۱۲

عہ۱ یہ حدیث مشکوۃ کے باب الامامۃ مین ہے

عہ۲ فیہ جواز امامۃ الصبی [illegible] ماقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤمکم اکثرکم قرآنا من العموم انتہی ۱۲

اِسۡتَ مَا دِيۡكُمۡ فَاشۡتَرُوۡا فَقَطَعُوۡا لِيۡ قَمِيۡصًا فَمَا فَرِحۡتُ بِشَيۡءٍ فَرَحِيۡ بِذٰلِكَ الۡقَمِيۡصِ یعنی ہم
پانی کے مکان پر رہتے تھے جو آدمیون کی گذرنے کی جگہہ تھی ہمارے پاس سوار آتے تھے ہم اونکو لوگون کا
حال پوچھتے تھے اور یہہ مرد یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہین پس وہ کہتے تھے کہ وہ مرد یعنی پیغمبر
کہتا ہے کہ مجھکو اللہ نے رسول کر کے بھیجا ہے اوس کی طرف ایسا حکم آتا ہے اور اوس کیطرف حکم آتا ہے علیہ السلام سو مین
اوس کلام کو یاد رکھتا تہا پس گویا کہ وہ کلام میرے سینہ مین جم جاتی تھی اور عرب کے لوگ مسلمان ہونے مین
فتح کی انتظار کر رہی تہی (یعنی جب اس کی فتح ہو جاویگی تو ہم بہی اسلام لے آوینگے،) اسکو اور اوس کی
قوم کو چہوڑ دو اور آخر کار دیکہو کیا ہوتا ہے اگر اپنی قوم پر یہ غالب آگیا تو بیشک یہ نبی سچا ہے سو جب فتح
مکے کی لڑائی ہوئی تو ہر قوم نے اسلام کیطرف جلدی کی اور مسلمان ہو گئی اور میری قوم مین سب سے پہلے
میرا باپ اسلام لایا سو جب وہ پیغمبر کی پاس سے آیا تو اوس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین تمہارے پاس نبی کے
نزدیک سے حق لایا ہون سو کہا کہ نماز پڑہو اسطرح ایسے ایسے وقت مین اور نماز ایسے فلان فلان وقت
مین سو جب نماز کا وقت آوے تو ایک تم مین سے اذان کہے اور چاہیے کہ امامت کرادے تمہاری جو تم مین
قرآن زیادہ جانتا ہو سو نظر کی اونہون نے پس مجھسے زیادہ تر قرآن جاننے والا کوئی نہین تہا اسواسطے
کہ مین سوارون سے سیکہتا رہتا تہا سو اونہون نے مجھکو اپنے آگے کیا یعنی امام بنایا اور مین اوسوقت
چھہ برس کا تہا یا سات برس کا اور مجھپر ایک چادر تھی کہ جب مین سجدہ کرتا تھا تو اکٹھی ہو جاتی تہی (بسبب چھوٹے
ہونے اوس کے اور میرے چوتڑ ننگے ہو جاتے تھے) سو قوم مین سے ایک عورت نے کہا کہ کسواسطے نہین
ڈہانپتے تم ہمسے چوتڑ اپنے امام کے سو اونہون نے میرے واسطے کپڑا خرید کیا اور میرے لئے ایک کرتا بنایا
پس نہین خوش ہوا ہون مین ساتھ کسی چیز کے جیسا کہ خوش ہوا مین ساتھ اوس کرتے کے انتہی

فائدہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لڑکے نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے ......

تنبیہ حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی تاویل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اوسپر اطلاع نہین ہوئی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ ظاہر یہی بات ہو کہ آپ کو اوسپر اطلاع ہو گئی
تہی اس لئے کہ کبہی نہ کبہی تو کوئی اون مین سے ضرور ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہوگا اور
اپنی قوم کا حال سناتا ہوگا یہہ کبہی نہین ہو سکتا ہے کہ کبہی کوئی بہی اون مین سے حضرت کے پاس نہ آیا
ہو پس حضرت کو اوسپر اطلاع ہونا ضرور ہے اور بالفرض نہ بہی ہوئی ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

[حاشیہ] ۴ واجب بان اذا مثل لهم كانت حال نزول الوحي ولا يقع حاله التقرير لاحكان الصحابة على الخطأ ولذا استدل بحديث ابي سعيد وجابر في جواز العزل بانه كنا نعزل والقرآن ينزل وايضا الذين قدموا عمرو بن سلمة كان كلهم صحابة قال ابن حزم ولا نعلم لهم مخالفا وهكذا الشافعي هو من واسحاق والحسن ولا امام يحيي فتقليل ان حديث عمرو كان في نافلة لا فريضة ورد بان قوله صلوا صلوة كذا في حين كذا وصلوة كذا في حين كذا يدل على ان ذلك كان في الفريضة وايضا قوله فاذا حضرت الصلوة فليؤذن احدكم لا يحتمل غير الفريضة لان النافلة لا ينبغي فيها الاذان انتهى نيل ۱۲

قول يُوفِّكُمُ اكثرهم قراٰناً کا عموم اسپر صریح دلیل ہے اور صحابہ نے بہی اسی عموم سمجہا حالانکہ وہ اہل زبان تہے پس یہی عموم اسکو واسطے دلیل کافی ہے اور کوئی دلیل اس کی مخصص موجود نہین پس یہہ تاویل قطعاً باطل ہے **مسئلہ یازدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ فرض پڑہنے والا نفل پڑہنے والیکے پیچھے نماز پڑہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے ولا يصلي المفترض خلف المتنفل اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوامام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے كان معاذ بن جبل يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم يأتي قومه فيصلي بهم یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھتے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر اپنی قوم مین آتے اور انکو نماز پڑھاتے **دوسری حدیث** اوسی سے روایت ہے كان معاذ يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم يرجع الى قومه فيصلي بهم العشاء وهي له نافلة وفي رواية الدار قطني هي له تطوع ولهم مكتوبة العشاء یعنی تہے معاذ نماز پڑہتے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہر اپنی قوم کی طرف پہر جاتے اور انکو نماز پڑھاتے اور وہ نماز اوس کو واسطے نفل تہی ہوا اور دار قطنی کی روایت مین ہے کہ یہہ نماز اوس کے واسطے نفل ہوتی اور مقتدیون کیواسطے فرض عشاء کے ہوتے **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نماز خوف کے بیان مین فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم باحدى الطائفتين ركعتين ثم صلى بالطائفة الاخرى ركعتين فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع ركعات وصلى بكل طائفة ركعتين یعنی نماز پڑہائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعتین اور پہر پڑہائی دوسری جماعت کو دو رکعتین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت نماز پڑہی اور ہر جماعت کو دو دو رکعت پڑہائی **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین یعنی معاذ کی حدیث مین دلیل ہے کہ فرض پڑہنے والے کی نماز نفل پڑہنے والے کے پیچھے جائز ہے اس لئے کہ معاذ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی نماز ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑہ جاتے تہے پس اون کو فرض ہوتے تہے اور صحیح مسلم مین اور جگہہ یہ بات صریح آچکی ہے انتہی اور دوسری جگہہ اوسی مین لکہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نفل تہی اور اور لوگون کے فرض تہی اور ساتھہ حدیث خوف کے دلیل پکڑی ہے امام شافعی اور اون کے اصحاب نے کہ فرض پڑہنے

پہر دوسری دفعہ اپنی قوم کو جاکر نماز پڑہاتے تہے اور وہ اوس کیواسطے نفل ہوجاتے تہے اور اون

والی کے نماز نفل پڑہنے والی کی پیچہے جائز ہے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو
وہ اون کی یہ تاویل کرتے ہین کہ وہ حضرت کی ساتہہ نفل پڑہتے تہے یا حضرت کو اوس کا حال معلوم نہین
ہوا یا یہ حکم منسوخ ہی **سو جواب** اول کا یہہ ہے کہ دوسری روایت مین صریح آچکا ہے کہ وہ معاذ
کیواسطے نفل ہوتے تہے اور لوگون کیواسطے فرض ہوتی تہی اور پہر صحیح مسلم کے طریقون مین صریح
موجود ہے کہ وہ حضرت کی ساتھ عشا پڑھکر آتے تھے اور جہان مین کون ایسا ذی شعور ہے کہ عشا سے
سنت عشا کی یا نفل عشا کے سمجھے اور وہ کون ایسی لغت ہو اور کون ایسی اصطلاح ہے اور کون ایسی
عرف ہو کہ اوسمین عشا کا اطلاق سنت یا نفل عشا پر بہی آیا ہو اور وہ کون ایسا عقلمند ہو کہ پیغمبر صلے
اللہ علیہ وسلم کی جماعت کی ساتھ اپنے فرض ادا نکرے اور نفل ادا کرے باوجودیکہ فرضون کی محافظت اور
کامل کرنے کی نہایت ہی تاکید ہے کما مر اور نفلون کی کچہہ بہی تاکید نہین اور نیز یہہ کس مذہب کا مسئلہ
ہے کہ جس شخص نے ابہی اپنے فرض بہی نہ پڑھے ہون وہ فرضون کی جماعت کی ہوتی ہوئے جماعت کی
ساتہہ نفل شروع کر بیٹھے اور فرضون کو پیچہے کے واسطے ذخیرہ رکھہ چہوڑے اور پہر اس کی یہ نفل جائز
ہو جاوین بینوا توجروا اور دوسری تاویل کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسپر اطلاع ہو گئی
..... تہی اور آپ کو یہ حال معاذ کا معلوم تہا چنانچہ صحیح مسلم مین موجود کہ جب معاذ رضی اللہ تعالی عنہ
اپنی قوم مین جا کر نماز پڑہانے لگے تو سورہ بقرہ شروع کر دی تب ایک شخص نے اپنی نماز توڑ کر علحدہ
پڑھی اور حضرت کے پاس خبر دی اِنَّ مُعَاذًا صَلّٰی مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتٰی فَافْتَتَحَ سُوْرَةَ
الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُعَاذٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ الحديث
یعنی ..... تحقیق معاذ رض نے آپکے ساتھ عشا پڑھی پہر آیا اور سورہ بقرہ شروع کر دی سو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اوسپر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای معاذ کیا فتنہ اوٹہانیوالا ہے تو ای معاذ آخر حدیث تک
دوسرا لفظ یہ ہے صَلِّ بِهِمْ صَلٰوةَ اَخَفِّهِمْ اب اس حدیث سے اس تاویل کے باطل ہونے مین کچہہ شک باقی
نہین رہا اور اسیطرح نسخ کا دعوی بہی قطعًا باطل ہی جبتک کہ شرائط نسخ ثابت نہون جیسا کہ بیان
اوسکا مسئلہ اول مین ہو چکا ہے حالانکہ یہان اسکا کوئی معارض بہی موجود نہین ہے پہر دعوی نسخ
بنا فاسد علی الفاسد ہے اور بعض حنفی کہتے ہین کہ یہ حدیث معاذ کی منسوخ ہے ساتہہ حدیث ابن عمر کے کہ ایک
فرض کو ایک دن مین دوبار پڑہنا منع ہے سو جواب اس کا اولا یہ ہے کہ یہ اوسوقت منع ہوگا جب

ل بیہ حدیث صحیح مسلم کے صفحہ ۱۸۷ مین ہے ۱۲

ک وردہا ابن بنی صلی اللہ علیہ وسلم علم بذلک لما ہو معاذ اذا فقال صل بہم صلوۃ اخفہم فقال ارنا شکوا الیہ فقال اتفتن یا معاذ تطویلہا ای الصحابی اذا والقضیا نالہ غیرہ حجۃ والواقع لم ینکرہ کذلک فان ہہنا لم الذین کان یصلی بہم معاذ صحابۃ وفیہم اربعون بدریا ثلثون عقبیا کما قال الحافظ وکذا قال ابن حزم لا یحفظ من غیرہم من الصحابۃ امتناع ذلک بل قال معہم بالجواز عمر وابنہ و ابو الدرداء وانس وغیرہم انتہی ۱۲ نیل

کوئی اپنی دوسری نماز کو فرض سمجھ کر پڑھے اور جب اوسکو نفل سمجھکر پڑھیگا تو اوس کی عالمخت اس حدیث ابن عمر سے نہین ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ اوس مین فرضی نماز کی ممانعت ہے نفلی کی نہین ہے اور خصم بھی نفلی کو جائز کہتا ہے ثانیاً دعوی نسخ باطل ہے ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہین اور نیز تاخر ناسخ کا ثابت نہین ہوتا ہے پھر نسخ کیسے ثابت ہو سکتا ہے بلکہ یہہ دعوی برعکس ہو سکتا ہے اس لئے کہ حدیث معاذ رض سے اوس کی مداومت ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ یہان مضارع کان کے بعد واقع ہوا ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے پس دعوی نسخ باطل ہوا ثالثاً ابن عمر رض سے خود ثابت ہے کہ اونھون نے ایک شخص کو دوبارہ جماعت کے ساتھ فرض پڑھنے کی اجازت دی چنانچہ مشکوٰۃ مین یہہ حدیث موجود ہے پس ابن عمر رض کی حدیث نہی سے استدلال کرنا باطل ہے بلکہ احتمال ہے کہ یہہ حدیث جواز کی متاخر ہو پس یہہ ناسخ ہوگی واسطے اُس حدیث کے جو نہی مین وارد ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا رابعاً حنفیہ ابن عمر رض کی حدیث نہی کو خود محمول کرتے ہین اوس شخص کے حق مین جو پہلے جماعت کے ساتھ فرض پڑھ چکا ہو اور اگر پہلی بار اکیلے پڑھی ہو تو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کو حنفیہ بھی جائز رکھتے ہین پس جب حنفیہ خود دوبارہ جماعت کے ساتھ فرض پڑھنے کو جائز رکھتے ہین تو پھر دعوی نسخ اپنے نفس ناپاک کی تکذیب ہے اور اپنے قول پر بول ہے اور پہلی نماز کے نفل ٹھہرنے کو ہم پہلے باطل کر چکے ہین اور دونون نمازون کی جماعت کے ساتھ پڑھنے کو نفل کہنا بھی محض مہمل بات ہے اس لیے کہ جماعت کے ساتھ تو ایک نماز پڑھنی سے بھی ستائیس نمازون کا ثواب ملتا ہے پھر دوسری جماعت کے ساتھ ثواب معلق کرنیکا کیا معنے اور دونون کو نفل کہنے کا کیا مطلب غرض کہ یہہ تاویلات سب کے سب باطل ہین اور ظاہر حدیث کے سراسر مخالف ہین اسی وجہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَكُلُّ هٰذِهِ التَّاوِيلَاتُ دَعَاوِي لَا اَصْلَ لَهَا فَلَا يُتْرَكُ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ بِهَا یعنی یہہ کل تاویلات محض دعوی ہین ان کی کچھ اصل نہین پس ظاہر حدیث کا انکی وجہ سے ترک نہین کیا جاویگا انتہی اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَرُدَّ بِاَنَّ النَّهْيَ عَنْ فِعْلِ الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ مَحْمُولٌ عَلٰى اَنَّهُمَا فَرِيْضَةٌ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ كَمَا جَزَمَ بِذٰلِكَ الْبَيْهَقِيُّ جَمْعًا بَيْنَ الْحَدِيْثَيْنِ قَالَ فِي الْفَتْحِ بَلْ لَوْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّ هٰذَا النَّهْيَ مَنْسُوْخٌ بِحَدِيْثِ مُعَاذٍ لَمْ يَكُنْ بَعِيْدًا وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلَيْنِ الَّذَيْنِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا الْحَدِيْثَ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ اَوَاخِرِ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انتہی

مسئلہ دوازدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے

جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھاہے کہ سجدہ مین دونون ہاتہون اور گہٹنون کا زمین پر رکہنا واجب نہین ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَوَضعُ الْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ سُنَّۃٌ عِنْدَنَا لِتَحَقُّقِ السُّجُوْدِ دُوْنَھُمَا یعنی رکہنا دونون ہاتہون اور گہٹنون کا سنت ہی نزدیک ہمارے واسطے ثابت ہوجانے سجدہ کے سوا اوس کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَلَا نَکْفِتَ الثِّیَابَ وَالشَّعْرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا ہون مین یہہ کہ سجدہ کرون سات ہڈیون پر پیشانی پر اور دونون ہاتہون پر اور دونون گہٹنون پر اور پاون کی انگلیون پر اور یہ کہ نہ جمع کرون مین کپڑون کو اور نہ بالون کو انتہی **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ساتون عضوون پر سجدہ کرنا واجب ہے بغیر اس کے نماز نہین ہوتی ہے اور حنفیہ پاون کو زمین پر رکہنا جو فرض کہتے ہین تو اسی حدیث کی دلیل سے کہتے ہین کہ اس مین امر کا لفظ آگیا ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے اور ہاتھون اور گہٹنون کو زمین پر رکہنا واجب نہین کہتے حالانکہ یہان بہی وہی حدیث ہے اور وہی امر ہے اسی ایک ہی حدیث سے ایک عضو کے رکہنے کو فرض کہنا اور دوسرے کو فرض نہ کہنا کسی طرح سے ممکن نہین ہے اگر فرض ہونگے تو سبہی عضو ہونگے اور نہین ہونگے تو کل ہی نہین ہونگے **مسئلہ سیزدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز مین بھول کر کلام کرلے تو اوس کی نماز باطل ہوجاتی ہے عبارت ہدایہ کی یہ ہے وَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْ صَلٰوتِہٖ عَامِدًا اَوْ سَاھِیًا بَطَلَتْ صَلٰوتُہٗ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جوکہ بخاری اور مسلم مین ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاھَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَلٰکِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَۃٍ مَعْرُوْضَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّکَاَ عَلَیْھَا کَاَنَّہٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ وَوَضَعَ خَدَّہُ الْاَیْمَنَ عَلٰی ظَھْرِ کَفِّہِ الْیُسْرٰی وَخَرَجَتْ سَرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا اَقَصُرَتِ الصَّلٰوۃُ وَفِی

یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ احمدی دہلی کے صفحہ ۱۰۰ مین ہے ۱۲

یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب السجود مین ہے

یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۰۲ مین ہے ۱۲

یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب السہو مین ہے ۱۲

الْقَوْمِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ ثُمَّ فَهَابَاهُ اَنْ يُّکَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ الحدیث

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز پڑہائی ہمکو رسول اللہ علیہ وسلم ایک نماز زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے ابن سیرین (راوی) نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے اوسکو نام رکہا تہا ولیکن مین اوسکو بہول گیا ہون اوس نے کہا کہ پس آپنے ہمکو دو رکعت نماز پڑہائی پہر آپنے سلام پہیر دی پہر آپ ایک لکڑی کی طرف کہڑی ہوئی جو مسجد مین رکھی ہوئی تہی پس آپنے اوسپر تکیہ لگایا گویا کہ آپ غصے مین تہے اور آپنے اپنے دہنے ہاتہہ کو اپنے بائین پر رکہا اور اپنی ہاتہون کی اونگلیون کو آپسمین ڈالا اور اپنے داہنے رخسارے کو اپنی بائین ہاتہہ کی ہتھیلی پر رکہا اور جلد باز قوم کی مسجد کے دروازے سے باہر نکلے تو اونہون نے کہا کہ کیا نماز چہوٹ گئی ہے ...... اور قوم مین حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما تہے پس خوف کیا اونہون نے اسے کہ کلام کرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قوم مین ایک مرد تہا لنبا تہا اوسکو لوگ ذوالیدین کہتے تہے اوس نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے ہو یا کہ نماز چہوٹی کی گئی ہے سو آپنے فرمایا کہ نہ مین بہولا ہون اور نہ نماز چہوٹی کی گئی ہے پہر آپنے لوگون سے پوچھا کہ ایسے ہی ہوا ہے جیسے کہ ذوالیدین کہتا ہے لوگون نے عرض کی کہ ہان سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے.... یعنی نماز کیواسطے پس آپنے نماز پڑھی جو چہوڑی تہی پہر سلام کہی آخر حدیث تک یعنی جب کہ نماز دو رکعت ابہی باقی رہتی تہی تو سب لوگ نماز کے اندر تہے اور یہہ سب کلام حضرتؐ اور صحابہ کی نماز کے اندر واقع ہوئی بہول کر اس خیال سے کہ ہم نماز مین نہین ہین **فائدہ** امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حدیث ذوالیدین سے ایک یہ فائدہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین بھول کر کلام کرنے سے نماز فاسد نہین ہوتی ہے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین جمہور علماء سلف اور خلف کے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر اور عروہ اور عطا اور حسن اور شعبی اور قتادہ اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد اور تمام محدثین راضی ہو اللہ اون سے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ یہہ حدیث منسوخ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ حدیث منسوخ نہین ہے جیسے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اس کا منسوخ نہونا بڑی بسط و تفصیل

کے ساتھ ثابت کیا ہو من شاء فلیرجع الیہ اور دوسری جگہہ امام نووی نے لکھا ہو اَمَّا النَّاسِي فَلَا تبطل صَلٰوتُہٗ بِالْکَلَامِ الْقَلِیْلِ عِنْدَنَا وَبِہٖ قَالَ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَالْجُمْہُوْرُ وَدَلِیْلُنَا حَدِیْثُ ذُوالْیَدَیْنِ

مسئلہ چہاردہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ مرقات (در مختار) وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز میں تین قدم پے درپے چلنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس لیے کہ عمل کثیر ہے ھ اِذَا لَمْ یَحْتَجْ اِلَی الْمَشْیِ الْکَثِیْرِ کَثَلٰثِ خُطُوَاتٍ مُتَوَالِیَاتٍ

فائدہ عمل کثیر اوسکو کہتے ہیں جسکو غیر آدمی دیکھکر یہہ خیال کرے کہ یہہ شخص نماز میں نہیں ہے اور یہہ مذہب امام اعظم صاحب کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثوں کے .....

پہلی حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو اَنَّ نَفَرًا جَاؤُا اِلٰی سَہْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَدْ تَمَارَوْا فِی الْمِنْبَرِ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ ھُوَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مِنْ اَیِّ عُوْدٍ ھُوَ وَمَنْ عَمِلَہٗ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ یَوْمٍ جَلَسَ عَلَیْہِ قَالَ فَقُلْتُ لَہٗ یَا اَبَا عَبَّاسٍ فَحَدِّثْنَا قَالَ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی امْرَاَۃٍ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ اِنَّہٗ لَیُسَمِّیْہَا یَوْمَئِذٍ اُنْظُرِیْ غُلَامَکِ النَّجَّارَ یَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اُکَلِّمُ النَّاسَ عَلَیْہَا فَعَمِلَ ھٰذِہِ الثَّلٰثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ اَمَرَ بِہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوُضِعَتْ ھٰذَا الْمَوْضِعَ فَہِیَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَۃِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَیْہِ فَکَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ وَرَاءَہٗ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَہْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ فِیْ اَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ اٰخِرِ صَلٰوتِہٖ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ ھٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِیْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلٰوتِیْ یعنی چند آدمی جہگڑا کرتے ہوئے اس بات میں کہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس لکڑی سے بنا ہوا تہا سہل بن سعد کے پاس آئے سو اوس نے کہا کہ تحقیق میں البتہ پہچانتا ہوں جس لکڑی کا منبر بنا تہا اور جس شخص نے اوسکو بنایا تہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اول اوس دن جس میں آپ منبر پہ بیٹھے تھے سو میں نے کہا ای ابا عباس پس بیان کر ہمسے سہل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو ایک عورت کی طرف بھیجا ابو حازم کہتے ہیں کہ سہل اوس دن اوس کا نام لیتے تہے کہ اپنے غلام کو تو کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنائے جن پر میں بیٹھکر لوگوں سے کلام کروں سو بنائے اوس نے یہہ تین درجے منبر کے پہر

یہہ مضمون در مختار نولکشوری کی صفحہ ۶۲ میں ہے

یہہ حدیث صحیح مسلم نولکشوری کا صفحہ ۲۰۶ میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سو رکہا گیا پس وہ غابہ کی جا ہو کی لکڑی سے ہے اور تحقیق دیکہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اُسپر کہڑے ہوئے سو آپنے تکبیر کہی اور تکبیر کہی لوگون نے پیچہے آپکے اور حضرتؐ منبر پر تہے پہر اوٹھایا (یعنی سر کو رکوع سے) پس اوترے اور چلے پیچہے کی طرف یہانتک کہ سجدہ کیا آپنے منبر کی جڑہ مین پہر اسی طرح لوٹا یا یہانتک کہ اپنی آخر نماز سے فارغ ہوئے پہر حضرتؐ لوگون پر متوجہ ہوئے اور فرمایا ای لوگو مین نے یہ نماز اسواسطے پڑھی ہے تاکہ تم میری نماز کا طریقہ جان لو اور میری تابعداری کرو **دوسری حدیث** ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہو کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَیْہِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰی فَفَتَحَ لِیْ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مُصَلَّاہُ وَذَکَرَتْ اَنَّ الْبَابَ کَانَ فِی الْقِبْلَۃِ یعنی تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑہتے اور دروازہ آپ پر بند ہوا ہوا تہا سو مین آئی اور طلب کی مینے دروازہ کہولنے کی سو حضرتؐ چلے اور دروازہ کو کہولا پہر اپنی نماز پڑہنے کی جگہہ مین پہر گئے اور عائشہؓ نے ذکر کیا کہ دروازہ قبلے کی طرف تہا **تیسری حدیث** ذوالیدین کی ہو جو مسئلہ سیزدہم مین گذر چکی ہے **فائدہ** اِن حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمل کثیر کرنے سے نماز باطل نہین ہوتی ہے اس لئے کہ حضرتؐ کا کئی بار منبر سے اوترنا اور چڑہنا فعل کثیر ہے اور اسی طرح حضرتؐ کا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کیواسطے چل کر دروازہ کہولنا اور پہر اپنی جگہہ پر پلٹ کر چلے جانا عمل کثیر ہے اور اسی طرح ذوالیدین کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذع لکڑی کیطرف چلے جانا اور لوگون کا مسجد سے نکل جانا اور پہر آکر نماز کو اوسی پر بنا کرنا عمل کثیر ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت حجرہ مین گئے پہر نکلے حالانکہ ان سب صورتون مین سبکے نماز صحیح ہوگئی کسی کی نماز بہی فاسد نہوئی اسی وجہسے **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْعَمَلَ الْکَثِیْرَ وَالْخُطُوَاتِ اِذَا کَانَتْ فِی الصَّلٰوۃِ سَھْوًا لَا تُبْطِلُھَا کَمَا لَا تُبْطِلُھَا الْکَلَامُ سَھْوًا وَفِیْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ وَجْھَانِ لِاَصْحَابِنَا اَصَحُّھُمَا لَا یُبْطِلُھَا لِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَاِنَّہٗ ثَبَتَ فِیْ مُسْلِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَشٰی اِلَی الْجِذْعِ وَخَرَجَ السَّرْعَانُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ دَخَلَ الْحُجْرَۃَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَجَعَ النَّاسُ وَبَنٰی عَلٰی صَلٰوتِہٖ وَالْوَجْہُ الثَّانِیْ وَھُوَ الْمَشْھُوْرُ فِی الْمَذْھَبِ اَنَّ الصَّلٰوۃَ تَبْطُلُ بِذٰلِکَ وَھٰذَا مُشْکِلٌ وَتَاوِیْلُ الْحَدِیْثِ صَعْبٌ عَلٰی مَنْ اَبْطَلَھَا یعنی اس حدیث ذوالیدین مین دلیل ہے

اسپر کہ عمل کثیر اور کئی قدم چلنا جب نماز مین بہول کر ہو جاوے تو اوسکو باطل نہین کرتا ہے جیسے کہ بہول کر کلام کرنے سے نماز باطل نہین ہوتی ہو اور اس مسئلہ مین ہمارے اصحاب کیواسطے دو وجہین ہین زیادہ صحیح اون مین یہہ ہے کہ نماز باطل نہین ہوتی ہو واسطے اس حدیث کے اس لئے کہ صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کی طرف چلے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکلے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ حجرہ مین داخل ہوئے پہر نکلے اور سب لوگ پہر آئے اور اپنی نماز پر بنا کی اور دوسری وجہ مشہور مذہب مین یہہ ہے کہ نماز اس کی باطل ہو جاتی ہے اور یہ مشکل ہے اور تاویل اس حدیث کی بہت دشوار ہے اُس شخص پر جو اس صورت مین نماز کو باطل کرتا ہے انتہی دیکہو انصاف اسی کا نام ہے باوجودیکہ یہہ مسئلہ امام نووی کو مذہب کا مخالف تہا پہر بہی صاف کہدیا کہ اس حدیث کی کوئی تاویل نہین ہو سکتی ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہ کہتے ہین کہ یہہ قدم پے در پے نہین تہے سو جواب اس کا یہہ ہے کہ عائشہ کی حدیث اور ذوالیدین کی حدیث مین تو یہہ تاویل ممکن نہین ہے اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کیواسطے جو دروازہ کہولنے کو حضرت چلے تہے تو وہان آکر کہڑے نہین ہو رہے تہے بلکہ فی الفور پلٹ کر چلے گئے تہے اور سہل بن سعد کی حدیث مین بہی یہ تاویل نہین ہو سکتی ہو اس لئے کہ منبر کے تین درجے تہے وہ بہی آپ اُترے اور پہر جب آپ نے منبر کی جڑ مین سجدہ کیا تو دو قدم اور بہی منبر سے اوتر کر چلے ہونگے ورنہ منبر کی جڑ مین سجدہ کیسے ہو سکیگا اور ذوالیدین کی حدیث مین تو یہ تاویل ممکن ہی نہین ہے جیسے کہ امام نووی نے فرمایا ہے وہو الحق البحت الذی لایحول الوہم حولہ **مسئلہ پانزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ سب سے اول زیادہ تر لائق امامت کو وہ شخص ہو جو سنت کو زیادہ تر جانتا ہو عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَاَوْلَی النَّاسِ بِالْاِمَامَۃِ اَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کی **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین ابی مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یَقْعُدُ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کرائے قوم کی وہ شخص جو قرآن کو زیادہ پڑھنا جانتا ہو پس اگر قرات مین سب برابر ہون تو جو سب سے سنت کا زیادہ عالم ہو پس اگر سنت مین برابر ہون تو سب سے پہلے ہجرت والا اور اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو عمر مین سب سے زیادہ ہو اور نہ امامت کرائے کوئی مرد کسی مرد کی اوس کے مکان مین اور نہ بیٹھے اوسکی نشست گاہ مین مگر ساتھہ اذن اوس کے **دوسری حدیث** اوسی مین ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّھُمْ اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَؤُھُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تین آدمی ہون تو ایک اون کی امامت کرائے اور زیادہ تر حقدار امامت کا وہ ہے جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سب سے زیادہ تر لائق امامت کی وہ شخص ہی جو قرآن کی قرات اچھی طرح پڑھ سکے عمدہ قاری کی ہوتے ہوئے امامت سنت زیادہ تر جاننے والے کا بھی نہین ہے **مسئلہ شانزدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ غلام کی امامت مکروہ ہی عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَیُکْرَہُ تَقْدِیْمُ الْعَبْدِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہو قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُھٰجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِیْنَۃَ کَانَ یَؤُمُّھُمْ سَالِمٌ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَفِیْھِمْ عُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَۃَ ابْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ یعنے جب پہلے مہاجرین مدینہ مین آئے تو امامت کرواتا تھا اون کی سالم غلام ابی حذیفہ کا اور اون مین عمر اور ابو سلمہ بھی موجود تھے **دوسری حدیث** مسند امام شافعی مین ابن ابی ملیکہ سے روایت ہی اَنَّھُمْ کَانُوْا یَاْتُوْنَ عَائِشَۃَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ ھُوَ وَعُبَیْدُ ابْنُ عُمَیْرٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ وَنَاسٌ کَثِیْرٌ فَیَؤُمُّھُمْ اَبُوْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَائِشَۃَ وَاَبُوْ عَمْرٍو غُلَامُھَا حِیْنَئِذٍ لَمْ یُعْتَقْ **فائدہ** ان دونو حدیثون سے صاف معلوم ہوا کہ غلام کی امامت جائز ہے مکروہ نہین ہے **مسئلہ ہفدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اَحْدَثَ فِیْ رُکُوْعِہٖ اَوْ سُجُوْدِہٖ تَوَضَّأَ وَبَنٰی یعنی جو شخص کہ بیوضو ہوا رکوع مین یا سجود مین تو وضو کرے اور بنا کرے یعنی ایک شخص نے مثلاً ظہر کی چار فرضون مین سے دو پڑھے تھے تو اوسکا وضو ٹوٹ گیا تو اب وہ شخص وضو کر کے جہان سے نماز چھوڑی تھی اوسی جگہہ سے اگر شروع کرے اور جو دو رکعت اوس کی باقی رہگئی تھی فقط وہی ادا کرے اور یہ مذہب

عے یہ حدیث مشکوۃ کی باب الامامۃ کی تیسرے فصل مین ہے ۱۲

(حاشیہ:) وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من امامۃ سالم باہلہ ... علی جواز امامۃ العبد و ... الدلالۃ علیہ اجماع الصحابۃ ... نیل

عے یہ حدیث مشکوۃ کی باب الامامۃ مین ہے

عے مضمون ... مطبوعہ ... صفحہ ۶۵ مین ہے

عے یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ ... صفحہ ... مین ہے

امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اوس حدیث کی جو کہ ابوداؤد اور ترمذی مین طلق بن علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُعِدِ الصَّلٰوۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیوضو ہووے ایک تمہارا نماز مین تو چاہئے کہ پہر جاوے یعنی نماز کو چہوڑ دے اور چاہئے کہ وضو کرے اور چاہئے کہ اعادہ کرے نماز کو **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین جس کا وضو ٹوٹ جاوے وہ اپنی نماز کو نئے سرے سے پہر پڑہے اور ابتدا سے اوس کا اعادہ کرے جو نماز پہلے پڑہ چکا تہا اوس کا کچہہ اعتبار نہین ہے

مسئلہ ہژدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ نماز مین ہاتہہ کی ساتہہ اشارہ سے بہی سلام کا جواب نہ دے عبارت ہدایہ کی یہہ ہے وَلَا یَرُدُّ السَّلَامَ بِلِسَانِہٖ وَلَا بِیَدِہٖ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ کَیْفَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرُدُّ عَلَیْہِمْ حِیْنَ کَانُوْا یُسَلِّمُوْنَ عَلَیْہِ وَہُوَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ کَانَ یُشِیْرُ بِیَدِہٖ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے بلال کو کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز مین ہوتے ہوئے لوگ باہر سے آکر سلام کہتے تہے تو آپ اون کو سلام کا جواب کس طرح دیتے تہے اوس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتہہ سے اشارہ کرتے تہے یعنی ہاتہہ سے سلام کا جواب لوگون کو دیدیتے تہے **دوسری حدیث** موطا امام مالک مین نافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ وَّہُوَ یُصَلِّیْ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَرَدَّ الرَّجُلُ کَلَامًا فَرَجَعَ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَہٗ اِذَا سُلِّمَ عَلٰی اَحَدِکُمْ وَہُوَ یُصَلِّیْ فَلَا یَتَکَلَّمْ وَلْیُشِرْ بِیَدِہٖ یعنی تحقیق عبد اللہ بن عمر ایک مرد پر گذرے اور حالانکہ وہ نماز پڑہ رہا تہا سو عبد اللہ بن عمر رض نے اوسپر سلام کہی سو جواب دیا اوس مرد نے ساتہہ کلام کے پس عبد اللہ بن عمر رض اوس کی طرف پہرے اور اوسکو کہا کہ جب تمہارے ایک پر سلام کہی جاوے اور وہ نماز پڑہتا ہو پس نہ کلام کرے اور چاہئے کہ اپنے ہاتہہ سے اشارہ کرے **فائدہ** ان دو حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر نماز پڑہتے ہوئے آدمی کو کوئی شخص باہر سے آکر سلام کہے تو اپنے ہاتہہ کے اشارہ سے سلام کا جواب دیدے

عہ اور جو حدیث کہ حنفیہ جواز بنا مین پیش کرتے ہین وہ ضعیف ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکہا ہی

اور نہ زبان سے نہ بولے **تنبیہ** اگر کوئی شخص ہمارِ تقلیدیہ اعتراض کرے کہ یہ حکم ابتداء اسلام مین تہا پھر بعد کو جب کلام کرنا نماز مین منسوخ ہوا تو یہ حکم بہی منسوخ ہو گیا **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ دعوی نسخ بالکل مردود ہے اس لئے کہ شرائط نسخ کہ جو اول مسئلہ کے بیان مین مذکور ہو چکے ہین یہان پائے نہین جاتے ہین **اور** نیز نماز مین کلام کرنا منسوخ ہوا ہے نہ اشارہ کرنا ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت کسی حدیث مین صریح موجود نہین ہے اور نسخ کلام نسخ اشارہ کو مستلزم نہین ہے **اور** نیز عبد اللہ ابن عمرؓ کی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز مین کلام کرنا منسوخ ہوا ہے ہاتھ سے اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینا منسوخ نہین ہوا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نسخ کلام کی بعد اشارہ سے سلام کا جواب دینا صحابہؓ مین جاری تھا **مسئلہ نوزدھم** اور ایک مسئلہ امام اعظمؒ کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا يُصَلِّي الْوِتْرَ بِجَمَاعَةٍ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ یعنی مہینے رمضان کے سوا اور تمام برس مین جماعت کے ساتھ وتر نہ پڑھے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے **قَالَ** بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهُ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ الحدیث یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ مینے اپنی خالہ میمونہ کے پاس ایک رات گذاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کے ساتھ ایک ساعت بات کرتے رہے پھر آپ سو گئے پس جب کہ آخر رات کا تیسرا حصہ رہا یا بعض اوس کا اوٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی پس پڑہا اس آیت کو تحقیق آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آنے جانے مین البتہ نشانیان ہین واسطے عقل والون کے

یہانتک کہ آپ نے سورہ کو ختم کیا پہر آپ ایک مشک کی طرف کہڑے ہوے سو کھولا سر بند اوس کا
پھر پانی کو ایک لگن مین ڈالا پہر بہت اچھی طرح وضو کیا درمیانہ نہ زیادہ کیا پانی کو اور پہونچایا
طرف اعضا کی سو آپ کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھی پس مین کھڑا ہوا اور وضو کیا اور آپ کی بائین طرف
کھڑا ہوگیا سو آپ نے میرے کان کو پکڑا اور مجھکو پھیر کر اپنے داہنے طرف کیا پس تمام ہوی نماز آپ
کی تیرہ رکعت پہر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہانتک کہ کہرائی لینے لگے پس خبر دی آپ کو بلال رض نے
سو آپ نے نماز پڑھی یعنی صبح کی اور وضو نکیا آخر حدیث تک **فائدہ** اس حدیث سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ رمضان کے سوا اور مہینے مین بہی وتر جماعت کے ساتھ پڑہنے جائز ہین اس لیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رض کے ساتھ وترون کی جماعت کرائی غیر رمضان مین **علاوہ ازین**
فضیلت جماعت کی باب مین جو احادیث وارد ہوئی ہین کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلی نماز پڑھنے
سے ستائیس حصہ زیادہ ثواب رکھتی ہے اون کا عموم بھی اسپر دلالت کرتا ہے کہ وترون کی جماعت
غیر رمضان مین بھی جائز ہے **مسئلہ بستم** اور ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف حدیث
کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے[۵۱] وَلَوْ خَطَبَ قَاعِدًا اَوْ عَلٰی غَیْرِ طَهَارَةٍ اَجْزَاَهُ
یعنی اگر جمعہ کے دن منبر پر خطبہ بیٹھکر پڑھے یا بیوضو پڑھے تو جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم رح کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت[۵۲] ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ
يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّاَكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ
وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ یعنی اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوکر
خطبہ پڑہتے تہے پہر بیٹھتے پہر کھڑے ہوجاتے پہر خطبہ پڑہتے کھڑے ہوکر پس جو خبر دے تجھکو کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ بیٹھکر پڑہتے تہے تو تحقیق اوس نے جھوٹ کہا پس تحقیق قسم ہے اللہ کی مین نے
آپکے ساتھ دو ہزار سے زیادہ بار نماز پڑھی ہے **دوسری حدیث** اوسی مین کعب بن عجرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت[۵۳] ہے اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا
فَقَالَ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً
اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۵ یعنی تحقیق وہ مسجد مین داخل ہوا اور

[۵۱] یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۰۲ مین ہے ۱۲

[۵۲] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الخطبۃ و الصلوٰۃ مین ہے ۱۲

[۵۳] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الخطبۃ و الصلوٰۃ مین ہے ۱۲

[۵۴] قال ابن المنذر وهو الذي عليه عمل اهل العلم من علماء الامصار وذهب الجمهور الى جواز … انتهى ملخصا ۱۲ نیل الاوطار

من الحمد والصلوة علی النبی وآلہ اجماعاً انتہی ۱۲ نیل

عبدالرحمن بن ام حکم بیٹھہ کر خطبہ پڑھ رہا تھا سو اوس نے کہا کہ اس خبیث کی طرف دیکھو بیٹھہ کر خطبہ پڑھ رہا ہے اور حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جب دیکھتے ہین کسی تجارت کو یا کھیل کو چلے جاتے ہین طرف اوس کی اور چھوڑ دیتے ہین تجھکو کھڑے ہوئے **فائدہ** ان دو حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھکر خطبہ پڑھنا کافی نہین ہے ورنہ کعب بن عجرہ اوس خطیب کو خبیث نہ کہتے یا حضرت ہی کبھی بیٹھکر پڑھتے خاصکر اخیر عمر مین جبکہ نفلون کو اکثر اوقات بیٹھکر پڑھا کرتے تھے پس خطبہ بیٹھکر پڑھنا مخالف فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین ومن بعدہم کے ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور اکثرون کے کہ خطبہ جمعہ کا نہین صحیح ہے بیٹھکر اوسکو جو طاقت قیام کی رکھتا ہو اور نہین صحیح ہے مگر ساتھ دو خطبون کے کہا قاضی نے کہ عام علما کا مذہب یہہ ہے کہ جمعہ بغیر دو خطبہ کے صحیح نہین ہوتا ہے اور ابن عبدالبر نے حکایت کی ہے اجماع علما کی اسبات پر کہ جو شخص کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو اوس کو بیٹھکر خطبہ پڑھنا جائز نہین ہے **مسئلہ بست وہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے فَاِنِ اقْتَصَرَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی جمعہ کے دن منبر پر کھڑا ہو کر اگر فقط ذکر اللہ یعنی سبحان اللہ یا اللہ اکبر خطبہ کی جگہہ کہہ لیوے تو بس کافی اور جائز ہے دو خطبے پڑھنے کی کچھہ حاجت نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم[عہ] مین جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ یَجْلِسُ بَیْنَہُمَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیُذَکِّرُ النَّاسَ فَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُہٗ قَصْدًا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے دو خطبے تھے اون کے درمیان آپ بیٹھتے تھے خطبون مین قرآن پڑھتے تھے اور لوگون کو وعظ فرماتے تھے پس آپکے نماز درمیانہ تھی اور آپکا خطبہ بھی درمیانہ تھا **دوسری حدیث** ابوداؤد مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ خُطْبَتَیْنِ کَانَ یَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی یَفْرُغَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ثُمَّ یَجْلِسُ لَا یَتَکَلَّمُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے جب منبر پر چڑھتے تو بیٹھہ جاتے تھے یہانتک کہ موذن فارغ ہوتا اذان سے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے پھر بیٹھہ جاتے اور نہ کلام کرتے پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ

عہ یہ مضمون صحیح مسلم ج ا کے صفحہ ۲۸۲ مین ہے ۱۲ منہ

جمعہ کے دن دو خطبے پڑھے جاوین اس لئے کہ حضرت دو خطبے پڑہتے تھے۔ اور امام شافعی کہتے ہین کہ جمعہ دو دو خطبون کے سوا جائز نہین اور صاحبین کہتے ہین کہ سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنا اوسکو کوئی خطبہ نہین کہتا ہے بغیر حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو یہہ آیت سند لاتے ہین فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کہتے ہین اس مین مطلق ذکر اللہ ہے تہوڑا ہو یا بہت ہو **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ آیت مجمل ہے اور فعل پیغمبر کا اوسکا مفسر ہے پس مراد اس سے وہی خطبہ طویل ہے جو ذکر اللہ اور تشہد اور درود اور وعظ وغیرہ کو شامل ہو **اور نیز** جسپر یہہ آیت اوتری اوس نے اس سے یہ بات نہین سمجھی اور کبھی ایسا خطبہ نہین پڑہا جسکو امام صاحب نے جائز رکھا ہے بلکہ ہمیشہ خطبہ طویل پڑھتے رہے پس معلوم ہوا کہ رسول نے اس آیت کو نہین سمجھا امام اعظم نے سمجھا **اور نیز** اس ذکر اللہ مین جمعہ کی نماز بھی داخل ہے بلکہ اصل مراد وہی نماز ہے پس اس سے لازم آویگا کہ نماز بھی فقط الحمد للہ یا سبحان اللہ کہنے سے ادا ہو جاوے اور فقط اتنا ہی ذکر اللہ نماز کی جگہہ کافی ہو جاوے پس وضو کیا اور مسجد مین آکر سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا پر اسی مین نماز ادا ہو چکی پس گہر کو روانہ ہوئے حالانکہ یہ بات بکتاب و سنت و اجماع امت باطل ہے پس ذکر اللہ سے فقط سبحان اللہ وغیرہ مراد رکہنا بھی قطعاً باطل ہوا **مسئلہ بست و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑہتا ہو تو اوسوقت تحیۃ مسجد پڑھنی جائز نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ جَاءَ سُلَیْکُ الْغَطَفَانِیُّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَہٗ یَا سُلَیْکُ قُمْ فَارْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا ثُمَّ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْہِمَا یعنی سلیک غطفانی جمعہ کے دن آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے سو وہ بیٹھ گیا پس حضرت نے فرمایا اے سلیک کھڑا ہو اور دو رکعت ہلکی پڑھ لے پھر فرمایا جب آوے کوئی تمہین سے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو چاہئے کہ دو رکعتین ہلکی پڑھ لیوے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم[2] مین لکھا ہے کہ یہ تمام حدیثین صریح دلیل مین واسطے مذہب شافعی اور احمد اور اسحاق اور فقہاء محدثین کے اس بات مین کہ جب کوئی شخص جمعہ کے دن جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو مستحب ہے

ل۱ دیکھو حدیث صحیح مسلم نولکشوری کے صفحہ ۲۸۳ مین ہے

ل۲ دیکھو شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۲۸۶ مین ہے

تنبیہ اوس کے واسطے دو رکعتین تحیۃ المسجد اور اون کے پڑہنے سے پہلے بیٹہنا مکروہ ہے انتہی
حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ اس حدیث کی یہ تاویلات کرتے ہین کہ یہہ قصہ کلام منع
ہونے سے پہلے واقع ہوا ہے یا یہ قصہ اسی شخص کے ساتھہ خاص تہا یا ابہی آپ خطبہ مین شروع
نہین ہوئے تہے یا یہہ خطبہ جمعہ کا نہین تہا **سو جواب** انکا یہہ ہے کہ پہلے دونون تاویلون کے
باطل ہونے پر تو خود یہی حدیث صریح دلالت کرتی ہو اس لئے کہ اوس مین صاف عام طور سے ارشاد
فرما دیا ہے کہ جب کوئی جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعت پڑہ لیوے **اور** تیسری
تاویل بہی باطل ہے اس لئے کہ حدیث مین صریح موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے
تہے اگر خطبہ نہ پڑہتے ہوتے تو سلیک آکر بیٹہہ کیون جاتے بلکہ جمعہ کی سنت پڑہتے جو بالاتفاق پڑہی
جاتی ہین اونکا آکر بیٹہہ جانا صریح دلیل ہو اسپر کہ حضرت خطبہ پڑہ رہے تہے و مع ذلک یہ تاویل ظاہر
حدیث کے برخلاف ہو پس مردود ہوگی اور چوتہی تاویل بہی باطل ہے اس لئے کہ جابر کی حدیث
مذکور مین صریح موجود ہے کہ وہ جمعہ کا دن تہا اور خطبہ بہی جمعہ کا تہا **اور** نیز جب عام طور سے ارشاد
ہو چکا کہ جب کوئی جمعہ کے دن جمعہ پڑہنے آوے اور امام خطبہ پڑہتا ہو تو دو رکعت پڑہ لیوے تو پھر
اس تاویل فاسد کا کہان ٹہکانا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول والامام یخطب مین یہ تاویل کرنا
کہ مراد اوس سے ارادہ خطبہ کا ہے نہ پڑہنا خطبہ کا یہہ تاویل بہی قطعًا باطل ہے اس لئے کہ ظاہر حدیث کے
سراسر برخلاف ہو اور جب کہ تاویل صحابی کی ظاہر حدیث کے مخالف قابل حجت نہین ہو تو پھر ایسے ویسے
کٹ ملاؤن کی تاویل تو کس گنتی شمار مین ہو اور جن احادیث مین خطبہ کے وقت عموماً چپ کرنے کا حکم
آیا ہے اون حدیثون کی یہ حدیث جابر کی مخصص ہے اور یہ حکم تحیۃ المسجد خطبہ کیوقت مستحب ہونے
کا عموم امر انصات سے مخصوص ہے ساتھ اونہین وجوہات کے جو مسئلہ چہارم مین مذکور ہو چکے ہین
اور نیز خطبہ کیوقت فوت شدہ نماز دن کا پڑہنا حنفیون کے نزدیک جائز ہے اندرین صورت ممانعت
کی حدیثون کا عموم ظنی ہو گیا پس تخصیص اون کی بالاتفاق جائز ہوگی پھر باوجود اس کے یہ تاویل
کیسی جائز ہے **اور** نیز امام اعظم کے نزدیک تو مجرد خروج امام سے نماز پڑہنی منع ہو جاتی ہے
چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ مِنْ غَیْرِ فَصْلٍ حالانکہ خطبہ کا ارادہ
تو بعد خروج ہوتا ہے جب مؤذن اذان دے چکے پہر اس حدیث مین ارادہ کی تاویل کرنے سے

کیا فائدہ اور کیا حاصل ہے اگر ارادہ خطبہ کیوقت نماز پڑھنی امام صاحب کے نزدیک جائز ہوتی تو یہ تاویل کچھہ مفید ہوتی واذ لیس فلیس پھر باوجود ان تمام وجوہات کے ایسا کون عاقل ہے کہ ان تاویلات فاسدہ سے ظاہر حدیث کو چھوڑ دے اور ایسا کون ذی شعور ہے کہ یخطب کا معنے ارادہ خطبہ پڑھنے کا کرے

مسئلہ بست وسوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَيُصَلِّي الْإِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي الْأُولَى لِلْافْتِتَاحِ وَثَلٰثًا بَعْدَهَا ثُمَّ يَبْتَدِئُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلٰثًا بَعْدَهَا یعنی عید کی نماز پڑھائی امام لوگون کو دو رکعت تکبیر کہے پہلی رکعت مین واسطے شروع کرنے نماز کے اور تین تکبیرین بعد اوس کے پھر دوسری رکعت مین قرات پڑھے پھر بعد اوس کے تین تکبیرین کہے پس یہ دو مسئلے ہین پہلا مسئلہ تین تکبیر کا دوسرا مسئلہ دوسری رکعت مین قرات سے بعد تکبیر کہنے کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کے یہہ دونون مسئلے مخالف ہین ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ مین کثیر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہو وہ اوس کے دادا سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونون عیدون مین اول رکعت مین قرات سے پہلے سات تکبیرین کہتے تھے اور دوسری رکعت مین قرات سے پہلے پانچ تکبیرین کہتے تھے **دوسری حدیث** مسند امام شافعی مین جعفر بن محمد سے مرسل روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ كَبَّرُوا فِي الْعِيدَيْنِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوا بِالْقِرَاءَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے دونون عیدون اور استسقا کی نماز مین سات اور پانچ تکبیرین کہین اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور قرات کو پکار کر پڑھا **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہو کہ پہلی رکعت مین سات تکبیرین کہے اور دوسری مین پانچ کہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ دونون رکعتون مین تکبیرین قرات سے پہلے کہے پس ثابت ہوا کہ امام اعظم کے یہ دونون مسئلے ان حدیثون کی مخالف ہین **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث سے سند لاتے ہین جو ابو داؤد مین سعید بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو کہ مینے ابو موسی اور حذیفہ سے پوچھا

کہ حضرت دونون عیدون مین کس طرح تکبیر کہتے تھے ابوموسی نے کہا کہ چار تکبیرین کہتے جنازہ کی تکبیرون کی طرح حذیفہ نے کہا کہ اوس نے سچ کہا ہے **سو** جواب اسکا[۴] اس حدیث سے سات تکبیرین کہنے کی ممانعت نہین نکلتی ہے ورنہ کثیر بن عبداللہ اور جعفر بن محمد کے حدیث سے بھی تین کی ممانعت ثابت ہو جاوے گی پس تین تکبیرین کہنا بالکل ناجائز ہو جاویگا بلکہ اس سے فقط اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ کبھی تین بھی کبھی ہونگی سو اسکا ہم انکار نہین کرتے کبھی سات بھی کہہ لیوے اور کبھی تین بھی کہہ لیوے دونون امر جائز ہین ہم سنت سات مین کہیں[۴] ایک کو جائز کہنا اور دوسرے کو ناجائز یا مکروہ .... ٹھہرانا بیشک ان حدیثون کے مخالف ہے جو کثیر اور جعفر کی حدیث گذر چکی ہے **مسئلہ بست وچہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یُسَرَّحُ شَعْرُ الْمَیِّتِ وَلَا لِحْیَتُهٗ یعنی نہ شانہ پھیرا جاوے میت کے بالون کو اور نہ اوس کی داڑھی کو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا قَالَتْ اُمُّ عَطِیَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہلانے والی عورتون کو فرمایا (جب آپ کی صاحبزادی زینب نے انتقال کیا) کہ اوس کے نہلانے مین طاق کرو تین بار یا پانچ بار یا سات بار ام عطیہ نے کہا کہ ہمنے اوس کے بالون کو کنگھی سے صاف کرکے تین جگہہ گوندا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ میت کے بالون کو کنگھی کی جاوے اور گوندا جاوے اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور اسحاق اور امام احمد اور اوزاعی اور ظاہر بات یہہ ہے کہ یہ حضرت کے اذن سے کیا گیا ہے جیسے کہ اور سب غسل کے طریق مین حضرت سے اذن لیا گیا انتہی **مسئلہ بست وپنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ میت کو کفن مین کرتہ بھی دیا جاوے عبارت ہدایہ کی یہ ہے اَلسُّنَّةُ اَنْ یُّکَفَّنَ الرَّجُلُ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ اِزَارٍ وَّقَمِیْصٍ وَّلِفَافَةٍ یعنی سنت یہ ہے کہ کفن دیا جاوے مرد تین کپڑون مین تہبند اور کرتہ اور لفافہ مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّةٍ مِّنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْهَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ

ابن ثوبان وقد ضعف ثابتا یحیی بن معین وضعفہ غیر واحد بان ...

... عن ابی موسی هو ابو عائشة ولا یعرف ولا نعرف اسمه ورواه البیهقی من روایة مکحول عن رسول ابی موسی وحذیفة عنهما قال

یعنی اوس نے کہا کہ کفن دے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑون سفید خاص مین روئی کے نہین تہا اون مین کرتہ اور نہ عمامہ **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسیطرح تفسیر کیا ہے اس حدیث کو شافعی اور جمہور علما نے وہ کہتے ہین مستحب یہہ ہے کہ کفن مین کرتہ اور دستار نہو اور یہی ٹہیک بات ہے جسکو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ عمامہ اور قمیص اون تین کپڑون مین سے نہین تہا بلکہ وہ تینون کے علاوہ تہا **سو** جواب اسکا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہ لکہا ہے وَهٰذَا ضَعِيفٌ فَلَمْ يَثْبُتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي قَمِيصٍ وَّعِمَامَةٍ یعنی یہہ تاویل ضعیف ہے اس لئے کہ حضرت کا قمیص اور عمامہ مین کفن دیا جانا ثابت نہین ہوا انتہی

مسئلہ بست و ششم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ یعنی مستحب ہے روشن کرنا ساتھ فجر کے یعنی صبح کی نماز اوسوقت پڑہے جب کہ آسمان روشن ہو جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چودہ حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ یعنی اوس نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہے نماز پڑھتے صبح کی پس پلٹ جاتین عورتین اپنی چادرون کو لپیٹی ہوئی نہین پہچانی جاتی تہین اندہیرے سے **دوسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ یعنی محمد بن عمرو بن حسن بن علی کہتے ہین کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حال پوچہا اوس نے کہا کہ تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑہتے اول وقت سخت گرمی مین اور پڑھتے نماز عصر کی جب کہ آفتاب خوب روشن ہوتا اور مغرب کو جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور عشا کو جب آدمی بہت ہو جاتے تو جلدی پڑہتے اور جب آدمی کم ہوتے تو دیر کرتے اور پڑہتے نماز صبح کی اندہیرے مین **تیسری حدیث** صحیح بخاری مین انس رضی اللہ تعالی عنہ

ل٥

سے روایت ہے اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی فَقُلْنَا لِاَنَسٍ کَمْ کَانَ بَیْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ قَدْرَ مَا یَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِیْنَ اٰیَۃً یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رض نے سحری کہائی پس جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف کھڑے ہوئے اور نماز پڑہی سو ہمنے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ اون دونون کی سحری سے فارغ ہونے مین اور نماز مین داخل ہونے مین کتنی دیر ہوئی اوس نے کہا کہ جتنی دیر مین آدمی پچاس آیتین پڑھ لیوے **چوتھی حدیث** صحیح بخاری مین ابی حازم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّہٗ سَمِعَ سَہْلَ ابْنَ سَعْدٍ یَقُوْلُ کُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِیْ اَهْلِیْ ثُمَّ یَکُوْنُ سُرْعَۃٌ بِیْ اَنْ اُدْرِکَ صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اوس نے سنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہتے تھے مین سحری کہاتا تھا اپنے اہل مین پھر مجھکو جلدی ہوتی کہ مین فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پاؤن **پانچوین حدیث** ابوداؤد مین ہے کَانَ یُصَلِّی الصُّبْحَ وَمَا یَعْرِفُ اَحَدُنَا جَلِیْسَہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْرِفُہٗ وَکَانَ یَقْرَأُ فِیْهَا بِالسِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے اور نہین پہچانتا تھا کوئی ہمسے اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو جسکو پہچانتا تہا اور تھے پڑھتے اوس مین ساٹھ آیتین سو آیت تک **چھٹوین حدیث** ابن ماجہ مین ہے حَدَّثَنَا مُغِیْثُ بْنُ سُمَیٍّ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَلَمَّا سَلَّمَ اَقْبَلْتُ عَلَی ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا هٰذِہِ الصَّلٰوۃُ قَالَ هٰذِہٖ صَلٰوتُنَا کَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ اَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ یعنی حدیث بیان کی ہمسے ابن سمی نے اوسنے کہا کہ مین نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ صبح کی نماز اندہیرے مین پڑھی سو جب اوس نے سلام کہی تو مین ابن عمر کی طرف متوجہ ہوا مین نے کہا کہ یہہ نماز کیسی ہے اوس نے کہا کہ یہ نماز ہماری وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ ہم پڑہا کرتے تھے سو جب عمر رض زخمی کیے گئے تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے روشن کرکے صبح پڑہی **ساتوین حدیث** ابوداؤد مین ہے اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصُّبْحَ مَرَّۃً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلّٰی مَرَّۃً اُخْرٰی فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ کَانَتْ صَلٰوتُہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ

التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صبح
کی نماز اندھیرے مین پڑھے اور پھر ایک مرتبہ زردی مین پڑھی پھر بعد اوس کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہمیشہ اندھیرے مین صبح کی نماز پڑھتی رہے یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا اسفار مین پھر
کبھی نہ پڑھی **آٹھوین حدیث** موطا امام مالک مین ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
اپنے عاملون اور ابی موسیٰ اشعری کی طرف لکھ بھیجا ان صلوا الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ یعنی
صبح کی نماز پڑھو اس حال مین کہ تارے ظاہر اور آپسمین ملے ہوئے ہون **ناوین حدیث**
موطا امام مالک مین ہے ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ صلی الصبح فقرأ فیہما بسورۃ
البقرۃ فی الرکعتین کلتیہما یعنی تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ
پڑھی **دسوین حدیث** اوسی مین ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عن عمر
انہ قرأ فیہما بسورۃ یوسف والحج قراءۃ بطیئۃ فقیل لہ اذاً لقد کان یقوم حین
یطلع الفجر قال اجل یعنی تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ یوسف
اور حج پڑھی بہت آرام قرات سے **گیارہوین حدیث** محلی شرح موطا مین ہے ورد فی
ابن ابی شیبہ کان الناس یغلسون الفجر من زمن عثمان ما یعرف بعضہم بعضاً یعنی
ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے مین لوگ فجر کی نماز
اندھیرے مین پڑھتے تھے (ایک دوسرے کو کوئی پہچان نہین سکتا تھا) **بارہوین حدیث** محلی مین ہو وعن ابی موسیٰ وابن الزبیر
وعمر بن عبد العزیز انہم کانوا یغلسون یعنی ابوموسیٰ اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز
سے روایت ہے کہ وہ صبح کی نماز اندھیرے مین پڑھا کرتے تھے **تیرہوین حدیث** صحیح بخاری مین
عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے قال خرجت مع عبد اللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعاً فصلی
الصلوتین کل صلوۃ وحدہا باذان واقامۃ والعشاء بینہما ثم صلی الفجر حین طلع
الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر یعنی مین عبد اللہ کو ساتھ مکہ کی
طرف نکلا سو ہم مزدلفہ مین آئے پس اوس نے دونون نمازین پڑھین ہر نماز تنہا ساتھ اذان
اور اقامت کی اور عشا دونون کی درمیان پھر پڑھی نماز صبح کی جب کہ صبح نکلے بعضے کہتے تھے کہ صبح
نکلی ہے اور بعضے کہتے تھے کہ صبح نہین نکلی **چودہوین حدیث** موطا امام مالک مین فرافصہ

یہ حدیث ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہم کی کنز العمال باب القراءۃ فی الصلوۃ مین ہے

یہ حدیث کنز العمال باب التغلیس مین نقل کی ہے

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَۃَ یُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَۃِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِیَّاهَا فِی الصُّبْحِ مِنْ کَثْرَۃِ مَا کَانَ یُرَدِّدُهَا یعنی نہین پکڑی مین نے سورہ یوسف مگر قراءت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سے اوسکو صبح کی نماز مین جو کثرت سے اوس کو تکرر پڑہا کرتے تہے **فائدہ** ان حدیثون سے صاف صاف صریح طور سے ثابت ہوتا ہے کہ غلس مین صبح کی نماز پڑہنا مستحب ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات صبح کی نماز غلس مین پڑہا کرتے تہے بلکہ ابوداؤد کی حدیث جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اوسنے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر مین فقط ایک ہی مرتبہ اسفار کرکے صبح کی نماز ادا کی ہے اور بعد اوس کے باقی عمر ہمیشہ آخری دم تک غلس مین پڑھتے رہے اور ساتہہ اسی کے قائل ہین ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر اور ابوہریرہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ **اور** ترمذی مین لکہا ہے وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهٗ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ یَسْتَحِبُّوْنَ التَّغْلِیْسَ بِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ انتہیٰ یعنی اسی تغلیس کو اختیار کیا ہے بہت اہل علم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے اونمین سے ہین ابوبکر اور عمر اور جو اون کو بعد ہین تابعین مین سے اور ساتہہ اسی کو قائل ہین شافعی اور اسحاق اور احمد مستحب جانتے ہین اندہیرے مین صبح کی نماز پڑہنے کو **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ اِسْتِحْبَابُ التَّغْلِیْسِ بِالصُّبْحِ وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِکٍ وَّالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَالْجُمْهُوْرِ انتہیٰ یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے صبح کی نماز غلس مین پڑہنے کی مستحب ہونے پر اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا انتہیٰ **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ تغلیس کی حدیثین منسوخ ہین اور وہ اپنی سند یہ حدیثین لاتی ہین **پہلی حدیث** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃً اِلَّا لِمِیْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّی الْفَجْرَ یَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِیْقَاتِهَا یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ کبہی نماز پڑھی ہو مگر اپنے وقت پر مگر دو نماز مغرب اور عشا کی مزدلفہ مین اور اوس دن صبح کی نماز

اپنے وقت معتاد سے پہلے پڑھے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث عبداللہ بن مسعود کی ہرگز ہرگز ناسخ نہین ہو سکتی ہے اس لئے کہ شرائط نسخ کے یہان پائے نہین جاتے ہین تاخر ناسخ کا منسوخ سے ثابت نہین ہے اور تطبیق بھی بوجہ احسن ممکن ہے اسلئے کہ عبداللہ بن مسعود کی روایت کے یہہ معنی ہین کہ اُسدن بعد شروع وقت کے مطلق تاخیر نکی بلکہ بمجرد طلوع صبح صادق بلا تاخیر نماز پڑھے جیسا کہ عبدالرحمن کی حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسدن ایسے وقت مین آپنے صبح کی نماز ادا کی کہ بعضے لوگ کہتے تھے کہ ابھی صبح صادق نہین نکلی پس اوس کا یہہ مطلب ہے کہ غلس مین جو آپ کا ہمیشہ کا وقت معتاد تھا اوسدن آپنے اوس وقت معتاد سے صبح کی نماز پہلے ادا کی اور وقت معتاد آپکا غلس تاخیر یسیر تھا یعنی بعد طلوع صبح صادق کے آپ ہمیشہ ذرا تاخیر کیا کرتے تہین اُسدن مطلق کچھہ تاخیر نہ کی اس حدیث سے یہہ ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ آپکا وقت معتاد اسفار تھا بلکہ مسلم کی ایک روایت مین قبل وقتہا بغلس صاف آگیا ہے یعنی غلس مین جو آپکا وقت معتاد تھا اوسدن اوس وقت سے پہلے ادا کی **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَمَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ اِسْتِحْبَابُ الصَّلٰوۃِ فِي اَوَّلِ الْوَقْتِ فِي كُلِّ الْاَيَّامِ وَلٰكِنْ فِي هٰذَا الْيَوْمِ اَشَدُّ اِسْتِحْبَابًا وَيُسَنُّ زِيَادَةُ التَّبْكِيْرِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَاَجَابَ اَصْحَابُنَا عَنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ بِاَنَّ مَعْنَاهُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ يَتَاَخَّرُ عَنْ اَوَّلِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ لَحْظَةً اِلٰى اَنْ يَاْتِيَهُ الْبِلَالُ وَفِي هٰذَا الْيَوْمِ لَمْ يَتَاَخَّرْهُ لِكَثْرَةِ الْمَنَاسِكِ فِيْهِ فَيَحْتَاجُ اِلَى الْمُبَالَغَةِ فِي التَّبْكِيْرِ لِيَتَّسِعَ الْوَقْتُ لِفِعْلِ الْمَنَاسِكِ انتہی یعنی مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا مستحب ہونا فجر کی نماز کا اول وقت مین تمام دنون مین ولیکن اس دن مین سب سے زیادہ مستحب ہے اور اسدن مین اور دنون سے جلدی کرنی سنت ہے اور جواب دیا ہے ہمارے اصحاب نے ان روایتون سے باینطور کہ معنی اُسکا یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسدن کے سوا اور دنون مین طلوع فجر کے بعد ایک لحظہ دیر کرتے تھے یہانتک کہ آپکے پاس بلال آتا اور آپنے اسدن مین طلوع صبح صادق کے بعد مطلق کچھہ دیر نہین کی ساتھہ بہت ہونے عبادات حج کی حاجت پڑی طرف مبالغہ کی اول وقت مین تاکہ وقت فراخ ہو جاوے اور سب کام حج کے ادا ہو جاوین انتہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ غلس کا وقت دراز اور طویل ہوتا ہے بہت دیر تک رہتا ہے اول یا آخر یا اوسط اوس کی جس جزء مین صبح کی نماز ادا ہوگی سب کو غلس ہی مین کہا جاویگا پس حدیث عبداللہ بن

مسعود سے تطبیق ہوگئی **علاوہ** ازین اور حدیثون سے مداومت تغلیس کی ثابت ہوتی ہی جیساکہ
ساتوین حدیث سے صاف ثابت ہوچکا ہے پھر نسخ کا دعوی کہان گیا **دوسری حدیث**
حنفیہ اپنی سند یہ لاتے ہین اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ یعنی صبح کو روشن کرکے پڑھو اوس مین
زیادہ تر ثواب ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث غلس کی ناسخ نہین ہوسکتی ہی اس لیئے کہ یہ
حدیث ضعیف ہی اس لئے کہ اس کے نسائی والی اسناد مین دو راوی ضعیف ہین آول ابراہیم بن یعقوب ناصبی
مذہب ہے دوسرا راوی ابن مریم ضعیف اور مختلط ہے چنانچہ تقریب مین لکھا ہے ابوبکر ابن عبید اللہ بن
ابی مریم الغسانی الشامی وقد ینسب الی جدہ قیل اسمہ بکیر وقیل عبد السلام ضعیف وکان
قد سرق بیتہ فاختلط انتہی یعنی ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی شامی ہے اور کبھی اپنے دادے
کی طرف نسبت کیا جاتا ہے بعضے کہتے ہین نام اوسکا بکیر ہے اور بعضے کہتے ہین عبد السلام ہے ضعیف ہے اور
اوس کے گھر مین چوری ہوگئی تھی پس اُس کی حدیث رل مل گئی تھی انتہی اور نیز اسکا متاخر ہونا بھی ثابت
نہین ہوتا ہے اور نیز بہت حدیثون سے تغلیس کی مداومت ثابت ہوتی ہے جو اس ناسخ کے بطلان پر دلالت کرتی
ہے اگر منسوخ ہوتی تو پھر آخر دم تک تغلیس مین نماز پڑہنے کی کیا معنے ہوئے **اور** نیز اس حدیث کے حدیث تغلیس
کے ساتھہ تطبیق بھی کئی طور سے ممکن ہے **اول** باین طور کہ مراد اسفار سے ظہور صبح کا ہے ایسی طرح
پر کہ صبح مین کسی کو شک باقی نرہے اور یقین کامل ہوجاوے اور اس اسفار مین بمعنی تیقن طلوع صبح صادق
کا ہی فی الجملہ امتداد بھی موجود ہی جس مین افراد متعدد متعرض ہوسکین اس لیے کہ ایک تیقن وقت کا وہ ہے
کہ خاص اون لوگون کو جنکو معرفت تام وقت طلوع صبح کے ہے تیقن طلوع صبح ہوا اور ون کو نہو پھر
اوس کے بعد ایک فرد زمانہ کا وہ ہے کہ جو لوگ اون سے کم ملکہ معرفت وقت رکھتے ہین اونکو بھی تیقن
ہوجائے وعلی ہذا القیاس بہت سے افراد اسیطرح نکل سکتے ہین پھر رفتہ رفتہ ایک فرد زمانہ کا وہ ہے
کہ ہر ایک شخص کو دخول وقت صبح صادق کا تیقن ہوجاوے اور یہہ تمام افراد غلس ہی مین نکل سکتے
ہین اب یہہ حدیث اسفار[له] جو بمعنی تیقن طلوع صبح صادق ہی اور درحقیقت غلس کے ساتھہ جمع ہی بے تکلف
صادق ہے کسی طرح کی اس مین منافات نہین ہے اور جس غلس کا استحباب حدیث سے ثابت ہے وہ
ایسا غلس ہے کہ نماز مین بقدر سو آیتون کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرائت پڑھتے تھے اور دیگر ارکان
نماز بھی بطمانینت اور تعدیل ادا فرماتے تھے اور بعد اتمام نماز جو عورتین گھرون کو پلٹ جاتین تھین

[له] قال الشافعی واحمد واسحاق الاسفار ان یضح الفجر فلا یشک فیہ ولیس معناہ التاخیر انتہی تخریج ۱۲

Presented by: www.jafrilibrary.com

دہ پہچانی نہین جاتی تہین اسقدر غلس کا اندہیرا باقی ہوتا تھا یہہ غلس اسفار حنفیہ مین کہان متصور ہے اور نیز اس حدیث اسفار مین یہہ حکم ہے کہ جتنا اسفار کرو وتنا ہی ثواب زیادہ ہے پس اسکی لازم آویگا کہ آخر فرد اسفار جو طلوع آفتاب کے عین متصل ہے اوس مین بہی ثواب زیادہ ہو حالانکہ ایسے وقت مین نماز پڑھنے والے کو منافق فرمایا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین صاف موجود ہے تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا اِلَّا قَلِيْلًا یعنی یہ نماز منافق کی ہے بیٹھکر آفتاب کی انتظار کرتا ہے یہانتک کہ جب زرد ہوجاوے اور شیطان کے دونون قرنون مین ہووے کہڑا ہوتا ہے اور چار ٹہونگے مارتا ہے **دوم** باین طور اس کی تطبیق ہوسکتی ہے کہ شروع نماز غلس مین ہو اور تطویل قرارت اسقدر ہو کہ اختتام نماز تک وقت اسفار آجاوے کما ہو مذہب الطحاوی **سوم** تطبیق باین طور ہوسکتی ہے جو امام خطابی نے لکہی ہے کہ اسفار کا حکم چاندنی راتون مین ہے اس لئے کہ اون مین صبح کی روشنی اور چاند کی روشنی مین اشتباہ رہتا ہے اور نیز یہہ بہی ممکن ہے کہ اسفار کا حکم ابر کی راتون مین ہو اس لئے کہ اون مین بہی روشنی صبح دیر کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے پس باوجود ضعیف ہونے ناسخ کے اور عدم علم تاخر ناسخ کے اور امکان تطبیق کر دعوی نسخ قطعاً باطل اور فاسد ہے اور مردود ہے مدعی نسخ کے منہ پر **علاوہ** ازین غلس کی حدیثون کو بخاری اور مسلم اور دیگر اصحاب صحاح نے روایت کیا ہے اور اسفار کی حدیثون کو بخاری و مسلم نے روایت نہین کیا ہے پس صحیحین کی حدیثون کو بالاتفاق ترجیح ہوگی **تیسری** دلیل حنفیہ یہہ لاتے ہین جو ابراہیم نخعی کا قول ہے مَا اجْتَمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِثْلَ مَا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيْرِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کسی شے پر جمع نہین ہوئی جیسے کہ صبح کے روشن کرنے پر جمع ہوئے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اگر مراد اون کی یہہ ہے کہ وہ کل صحابہ یا اکثر صحابہؓ کا مذہب نقل کرتے ہین تو یہہ بات صحیح نہین اس لئے کہ اونکو جمہور صحابہ سے ملاقات نہین ہوئی بلکہ فقط ایک دو صحابی سے اون کی ملاقات ثابت ہے چنانچہ تقریب مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے اور اس طبقے والے وہ لوگ ہین جنکو فقط ایک دو صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور بعضون کو اون مین سے سماع کسی صحابی سے ثابت نہین ہے میزان الاعتدال مین لکہا ہے کہ ابن مسعود سے ارسال اون کا حجت نہین ہے **اور** نیز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

۵ مسلم مطبوعہ انصاری دہلی ج ۱ ص ۲۲۴ مین ہے

اور عمر فاروق وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے تغلیس صبح کی ثابت ہو چکی ہے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا
پھر یہہ قول ونکا کیسے صحیح ہو سکتا ہے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے شرح موطا مین لکھا ہے وَمِمَّا
يُقْطَعُ بِعَدَمِ النَّسْخِ كِتَابَةُ عُمَرَ إِلَى عُمَّالِهِ[عـه] وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ صَلُّوا الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ
مُشْتَبِكَةٌ كَمَا سَيَجِيءُ فِي الْكِتَابِ فَلَوْ كَانَ التَّغْلِيسُ مَنْسُوخًا لَمَا خَفِيَ عَلَى عُمَرَ وَأَبِي مُوسَى
وَلَأَنْكَرَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ ذٰلِكَ وَأَيْضًا سَيَجِيءُ فِي الْكِتَابِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَقْرَأُ
بِالْبَقَرَةِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَهُوَ يَقْتَضِي تَغْلِيسَهُ بِالصُّبْحِ یعنی اوس چیز سے جو کہ تغلیس کے نہ
منسوخ ہونے کا یقین دلاتی ہے لکھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے طرف اپنے عاملون کے
اور طرف ابی موسی اشعری کی یہہ کہ صبح کی نماز پڑہو اوس حال مین کہ ستارے ظاہر اور آپسمین
ملے ہون جیسے کہ کتاب مین آویگا پس اگر تغلیس منسوخ ہوتی تو حضرت عمر اور ابو موسی پر پوشیدہ
نرہتی اور البتہ صحابہ اوسپر انکار کرتے اس بات کا اور نیز کتاب مین آویگا کہ تحقیق ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کی نماز مین سورہ بقرہ پڑھی اور وہ تغلیس صبح پر دلالت کرتی
ہے پھر بعد اوس کے شیخ سلام اللہ صاحب نے تغلیس صبح کی اثبات مین بہت آثار صحابہ سے نقل
کئے ہین پھر اوس کے آخر مین جا کر لکھتے ہین فَإِذَا ثَبَتَ[عـه] التَّغْلِيسُ مِنْ هٰؤُلَاءِ الصَّحَابَةِ الْكِبَارِ
فَمَا رُوِيَ عَنِ النَّخَعِيِّ مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مَا اجْتَمَعُوا
عَلَى التَّنْوِيرِ لَوْ صَحَّ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ أَدْرَكَهُ النَّخَعِيُّ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ انتهی یعنی
جب کہ صبح کی نماز اندہیرے مین پڑھنی ان صحابہ کبار سے ثابت ہو چکی تو اب جو کہ ابراہیم نخعی سے مروی
ہے اگر صحیح ہو تو اوسپر محمول ہوگا جن صحابہ کے ساتھ ابراہیم نخعی نے ملاقات کی ہے اہل عراق سے انتہی
یعنی ابراہیم نخعی کے قول مین کل صحابہ مراد نہین ہو سکتے کہ ان کبار صحابہ سے تغلیس ثابت ہو چکی پس
لامحالہ بعض صحابہ مراد ہونگے اور نیز اوس کی صحت مین کلام ہے اور نیز تنویر سے مراد تیقن صبح بہی
ہو سکتی ہے جیسے کہ اسفار مین مذکور ہو چکا ہے پس باوجود ان وجوہ قویہ اور دلائل صریحہ کے جو نسخ
کے باطل ہونے پر دلالت کرتے ہین دعوی نسخ کرنا بڑا ہی سخت تعصب ہے یا غایت درجے کی جہالت ہے،

چوتھی حدیث حنفیہ یہہ سند لاتے ہین نَوِّرْ يَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ قَدْرَ مَا يُبْصِرُ الْقَوْمُ
مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ یعنی روشن کر ای بلال صبح کو اتنا قدر کہ دیکہین لوگ جگہہ اپنے تیر گرنے کی کو سو

عـه یہ عبارت مصفّا الحق میں نقل کی گئی ہے ۱۲

عـه یہ عبارت بھی مصفّا الحق کے بحث التغلیس میں ہے ۱۲

جواب اسکا یہہ ہے کہ اس کی تصحیح کسی محدث نے نہین کی ہے بلکہ محلی مین اس کی سند کو ضعیف لکھا ہے پس معارض روایات صحیح تغلیس کے نہین ہو سکتی ہے **اور** نیز صحیحین کی حدیثون کو ترجیح دیجاویگی **اور** نیز تیر دیکھنے کیوقت تو بہت سخت زردی ہو جاتی ہے اور وہ وقت بالاتفاق مکروہ ہے اس لیے کہ آفتاب زرد کر کے نماز پڑہنے کی ممانعت آچکی ہے جیسے کہ مذکور ہو چکا ہے **اور** نیز بہت حدیثون مین عام طور سے اول وقت مین نماز ادا کرنے کی تاکید آچکی ہے **ازانجملہ** یہہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتَ اِذَا کَانَتْ عَلَیْکَ اُمَرَآءُ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اَوْ یُؤَخِّرُوْنَہَا عَنْ وَقْتِہَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِہَا فَاِنْ اَدْرَکْتَہَا مَعَہُمْ فَصَلِّ فَاِنَّہَا لَکَ نَافِلَۃٌ یعنے کس طرح حال ہوگا تیرا اوسوقت جبکہ تجہپر حاکم ہونگے جو نماز کو مار دینگے یا اپنے وقت سے اوسکو اخیر کرینگے مین نے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہو (یعنی مین ایسے وقت مین کیا کرون) فرمایا نماز اپنی وقت پڑہ لی پس اگر اون کے ساتھ تو اوسکو پاوے تو پڑھ لے پس تحقیق وہ واسطے تیری نفل ہے انتہی اور ظاہر بات ہے کہ اول وقت صبح کا غلس ہوا ہے پس اب ان حدیثون کے مقابلہ مین اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہوگا اور اگر کوئی حنفی اس مسئلے مین صاحب انتصار کی تاویلات فاسدہ سے دلیل لاوے تو اوسکو لازم ہے کہ اول اختیار الحق کا ذرا مطالعہ کر لیوے بعد اوس کے انتصار کا نام اپنی زبان پر لاوے **مسئلہ بست و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا بَأْسَ بِاَنْ یَنْقُشَ الْمَسْجِدُ بِالْجِصِّ وَالسَّاجِ وَمَاءِ الذَّہَبِ یعنی نہین ڈر ہے اسبات مین کہ مسجد کو چونہ اور ساج اور سونے کے پانی سے نقش کیا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابو داؤد مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُمِرْتُ بِتَشْیِیْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّہَا کَمَا زَخْرَفَتِ الْیَہُوْدُ وَالنَّصَارٰی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا گیا مین ساتھ پختہ کرنے مسجدون کے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا البتہ زینت کروگے تم مسجدون کی جیسے کہ زینت کی ہے یہود اور نصاری نے انتہی اور ایک حدیث یہہ ہے جو کہ کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکہا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قِیْلَ لَہٗ اَلَا

اَفَنَهْدِمُ مَسْجِدَكَ ثُمَّ نَبْنِيهِ قَالَ لَا عَرِيْشٌ كَعَرِيْشِ مُوسٰى وَكَانَ سَقْفُ مَسْجِدِهِ مِنَ الْجَرِيْدِ وَكَانَ يَكِفُ اِذَا مُطِرَ اور ایک حدیث اوسمین یہہ ہے لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَّ ذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ قَالَ يُزَخْرَفُ الْمَسْجِدُ وَيَطُولُ الْمَنَارَاةُ اور ایک حدیث اوسی مین یہ ہے وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ حِيْنَ مَرَّ بِمَسْجِدٍ مُزَخْرَفٍ لِمَنْ هٰذِهِ الْبِيْعَةُ انتہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ کیا ہم آپ کی مسجد کو گرا کر نئی بنائین فرمایا نہین عرش مثل عرش موسی کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیان مین سے ایک یہہ بیان کیا کہ مسجدین زینت کی جاوین گی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جب ایک مسجد زینت والی پر گذرے تو فرمایا یہہ کسکا ٹھاکر دوارہ ہے مگر صاحب کفایہ نے ان حدیثون کی سند بیان نہین کی ہے **مسئلہ لبست و ہشتم**

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ یعنی جب امام منبر پر چڑہنے کے واسطے نکلے تو نہ نماز پڑھے اور نہ کلام کرے یعنی جس وقت امام نکلے اوسی وقت سے کلام کرنی منع ہو جاتی ہے خواہ ابہی خطبہ بھی شروع نکیا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے تو اپنے بہائی کو جمعے کے دن چپ رہو اور حالانکہ امام خطبہ پڑھتا ہو پس تحقیق تو نے لغو کیا **فائدہ** اس حدیث کے تحت مین امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول والامام یخطب دلیل ہے اسپر کہ وجوب ہونا سکوت کا اور منع ہونا کلام کا فقط اوسی حالت مین ہے جب کہ امام خطبہ پڑہتا ہو (یعنے امام کے نکلنے کے بعد قبل شروع خطبے کے کلام کرنا جائز ہے) اور یہی ہے مذہب ہمارا اور امام مالک اور جمہور علما کا انتہے **مسئلہ لبست و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَيَقُوْمُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَى الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ بِحِذَاءِ الصَّدْرِ یعنی اور کھڑا ہووے جو نماز جنازے کی پڑہے مرد اور عورت پر برابر سینے کے یعنی امام جنازے کی نماز مین سینہ کے برابر کھڑا ہووے خواہ جنازہ مرد کا یا عورت کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے

یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۲۰ مین ہے

یہ حدیث مشکوۃ ... کی صفحہ ۱۲۰ مین ہے

یہ مضمون شرح صحیح مسلم کی صفحہ ۲۸۱ مین ہے

یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ احمدی دہلی کی صفحہ ۱۱۳ مین ہے

ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اُس حدیث کے جو کہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین نافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَاْسِهٖ ثُمَّ جَآءُوْا بِجَنَازَةِ اِمْرَاَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيْرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَآءُ بْنُ زِيَادٍ هٰكَذَا رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مَقَامَكَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَامَ عِنْدَ عَجِيْزَةِ الْمَرْاَةِ **ترجمہ** اوس نے کہا کہ مین نے انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھہ ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی سو انس اوس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے پھر لوگ قریش کے ایک عورت کا جنازہ لائے سو اونھون نے کہا ای اباحمزہ اس پر جنازہ کی نماز پڑھو پس کھڑے ہوئے انس تخت کے وسط کے برابر یعنی درمیان اوس کے پس اوسکو علا ابن زیاد نے کہا اسی طرح دیکھا ہے تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازے پر کھڑے ہوئے جگہہ کھڑے ہونے تیرے کی اوس عورت سے اور مرد پر جگہہ کھڑے ہونے تیرے کی اوس سے اوس نے کہا ہان اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عورت کے کمر کے برابر کھڑے ہوئے **مسئلہ سی ام** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شہید کا جنازہ پڑھا جاوے اور غسل نہ دیا جاوے اَلشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهُ الْمُشْرِكُوْنَ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَبِهٖ اَثَرٌ اَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ ظُلْمًا فَيُكَفَّنُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُغَسَّلُ یعنی شہید وہ ہے جسکو مشرکین قتل کر ڈالین یا معرکہ مین پایا جاوے اور اوس کے ساتھہ نشانی ہو یا مسلمان اوس کو ظلم کے ساتھہ قتل کرین پس کفن دیا جاوے اور اوس کا جنازہ پڑھا جاوے اور غسل نہ دیا جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو مردون کو احد کے شہیدون سے ایک کپڑے مین پھر فرماتے کہ ان مین زیادہ

یہ حدیث مشکوۃ کے مطبوعہ انصاری دہلی کی صفحہ ۱۴۹ مین ہے ۱۲

یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۷۱ مین ہے ۱۲

یہ حدیث مشکوۃ کے باب المشی بالجنازہ مین ہے

قرآن پڑہا ہوا کون ہے پس جب آپکے واسطے دونون سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اوسکو پہلے قبر مین داخل کرتے پہر فرماتے کہ مین انپر گواہ ہون قیامت کے دن اور آپنے حکم فرمایا اون کے دفن کرنے کا اپنے خونون کے ساتھ اور نہ نماز پڑہے آپنے اونپر اور نہ اون کو غسل دیا **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید پر نماز نہ پڑہی جاوے..... اور نہ اُسکو غسل دیا جاوے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ پر نماز پڑہی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ثابت نہین ہوئی بلکہ کل طریقون سے ضعیف ہے کما بسطہ فی التخریج پس اس حدیث بے سند سے دلیل کرڑنا جائز نہین ہے اور بفرض محال صحیح بہی ہو تو جب بہی بخاری کی حدیث صحیح کو ترجیح ہوگی اس لئے کہ بعد قرآن کے وہ سب کتابون سے زیادہ صحیح ہے کما ہو معلوم **مسئلہ سی و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ثُمَّ اِذَا زَادَتْ عَلٰی مِائَۃٍ وَعِشْرِیْنَ تُسْتَاْنَفُ الْفَرِیْضَۃُ فَیَکُوْنُ فِی الْخَمْسِ شَاۃٌ مَعَ الْحِقَّتَیْنِ وَفِی الْعَشْرِ شَاتَانِ یعنی جب اونٹ ایک سو بیس سے زیادہ ہو جاوین تو زکوۃ پہر نئے سرے سے شروع کی جاوے پس ہر پانچ اونٹ مین ایک بکری دی جاوے اور دس مین دو بکری اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ یعنی جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس اونٹون مین بنت لبون ہے (یعنی جو تیسرے برس مین داخل ہوا ہو) اور ہر پچاس مین حقہ ہے (یعنے جو چوتہے برس مین داخل ہوا ہو) **فائدہ** مطلب اسکا یہہ ہے کہ امام اعظم کہتے ہین کہ اگر ایک سو بیس سے پانچ اونٹ زیادہ ہو جاوین تو اوسمین ایک بکری دینی واجب ہے اور اگر دس زیادہ ہو جاوین تو دو بکری واجب ہوتے ہے وعلی ہذا القیاس پس اون کے نزدیک ایک سو بیس کے بعد چالیس سے کم اونٹون مین زکوۃ واجب ہے اور اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک سو بیس کے بعد چالیس سے کم مین زکوۃ واجب نہین بلکہ جب چالیس پورے ہون تو بنت لبون اور ہر پچاس مین حقہ دیا جاوے اور جو اس سے کم ہو تو اوس مین زکوۃ دینا واجب نہین ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے

تو وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث مین چالیس سے کم مین زکوۃ دینے کی نفی نہین نکلتی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل نصاب زکوۃ اونٹون کی بیان کر دی ہے تو اگر چالیس سے کم مین زکوۃ واجب ہوتی تو پہر استیناف کرنا فرما دیتے یا ہر پانچ مین بکری فرما دیتے یا پچیس مین بنت مخاض فرما دیتے پہر ان دو عددون اسفل کو ترک کر کے تیسرے عدد اعلے کو ذکر کیون کیا یا ترتیب اول سے شروع کیون نہین کیا **اور** نیز السکوت فی معرض البیان بیان اصول کا قاعدہ مقرر ہو چکا ہے یعنی بیان کرنے کی جگہہ چپ کر جانا یہ بھی بیان ہوتا ہے پس یہ سکوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ چالیس سے کم مین زکوۃ نہین ہے **مسئلہ سی و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا صریح مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اِذَا کَانَتِ الْخَیْلُ سَائِمَۃً ذُکُوْرًا اَوْ اِنَاثًا فَصَاحِبُہَا بِالْخِیَارِ اِنْ شَاءَ اَعْطٰی عَنْ کُلِّ فَرَسٍ دِیْنَارًا وَاِنْ شَاءَ قَوَّمَہَا وَاَعْطٰی عَنْ کُلِّ مِائَتَیْ دِرْہَمٍ خَمْسَۃَ دَرَاہِمَ یعنے جب گھوڑے چرنے والے نر او مادہ ہون تو مالک اونکا مختار ہے خواہ ہر گھوڑے کی زکوۃ ایک دینار دیوے اور خواہ اوس کے قیمت ڈالکر ہر دوسو درہم سے پانچ درہم زکوۃ دیوے انتہی مطلب یہہ ہے کہ گھوڑون مین زکوۃ واجب ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد اور ترمذی مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ فَہَاتُوْا صَدَقَۃَ الرِّقَۃِ مِنْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْہَمًا وَلَیْسَ فِیْ تِسْعِیْنَ وَمِائَۃٍ شَیْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَیْنِ فَفِیْہَا خَمْسَۃُ دَرَاہِمَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق معاف کیا ہے مین نے زکوۃ گھوڑون کی اور غلامون کی پس لاؤ صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم مین ایک درہم اور ایک سو نوّے تک کوئی چیز واجب نہین پس دو سو کو پہونچے تو اوس مین پانچ درہم ہین **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ صَدَقَۃٌ فِیْ عَبْدِہٖ وَلَا فِیْ فَرَسِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے مسلمان پر زکوۃ اوس کے غلام مین اور نہ اوس کے گھوڑے مین **تیسری حدیث** دارقطنی مین علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِیْ

اَلْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْعَرَايَا صَدَقَةٌ وَّلَا فِي اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْجَبْهَةِ صَدَقَةٌ قَالَ الصَّقْرُ الْجَبْهَةُ الْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْعَبِيْدُ **یعنی** تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہے سبزیون مین صدقہ اور نہین ہے عطایا کی ہوئی کھجورون مین صدقہ اور نہین ہے پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور نہین ہو عوامل مین زکوۃ اور نہین ہے جبہ مین زکوۃ صقر راوی نے کہا کہ جبہ گھوڑا اور خچر اور غلام ہین **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل اس باب مین ہو کہ گھوڑے اور غلام جب تجارت کیواسطے نہون تو اون مین زکوۃ نہین ہے اور ساتھہ اسی کے قائل ہین تمام علما سلف اور خلف کے لیکن ابوحنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جب زیادہ ہوں ہون تو اون مین زکوۃ ہے اور اونکے پاس اس بات مین کوئی دلیل نہین ہے اور یہہ حدیث صریح ہے اونکے رد مین انتہی ملخصاً **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ دلیل کرتے ہین کہ مراد اوسے گھوڑا غازی کا ہو **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر برخلاف ہے کسی قسم کے گھوڑے کی اس مین قید نہین بلکہ ہر قسم کے گھوڑے کو عام ہے پس نہ جائز ہوگی تخصیص اوس کی بغیر کسی دلیل کے **مسئلہ سی و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو وَلَا يُخْرِجُ عَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلتِّجَارَةِ یعنی نہ نکالے صدقہ فطر کا اپنے غلامون سے جو واسطے تجارت کے خرید کئے ہون اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہر اوس حدیث کے جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةَ الْفِطْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے مسلمان کے غلام مین صدقہ لیکن صدقہ فطر کا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہ یہہ حدیث صریح ہو صدقہ فطر کے واجب ہونے مین مالک پر اپنے غلام کی طرف سے برابر ہے کہ خدمت کے واسطے ہو یا تجارت کے واسطے ہو اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور علما کا انتہی **مسئلہ سی و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے صَدَقَةُ الْفِطْرِ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقٍ اَوْ سَوِيْقٍ

یعنی صدقہ فطر کا آدھا صاع ہے گیہون سے ہو یا آٹے سے یا ستو وغیرہ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ یعنی ہم نکالا کرتے تھے زکوۃ فطر کی ایک صاع طعام یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع منقے سے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ صدقہ فطر کا ایک صاع ہر نفس پر واجب ہے اگر گیہون دیوے تو بھی ایک صاع دیوے اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور جمہور کا اور دلیل جمہور کے یہہ حدیث ابو سعید کی ہے اور اس کی دلالت اسپر دو وجہ سے ہے اول یہہ کہ اہل حجاز کی لغت مین طعام خاص کرکے گیہون ہی کا نام ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ اور باقی چیزون کے ساتھہ اسکو بیان کیا ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزون مختلف کا ذکر فرمایا ہے جنکی قیمت مختلف ہے اور اون سے ہر قسم مین صاع واجب فرمایا پس معلوم ہوا کہ معتبر ایک صاع پورا ہے ہر قسم سے اُس کی قیمت کی طرف خیال نہین ہے پھر فرمایا وَلَيْسَ لِلْقَائِلِيْنَ بِنِصْفِ صَاعٍ حُجَّةٌ اِلَّا حَدِيْثَ مُعَاوِيَةَ وَسَنُجِيْبُ عَنْهُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاعْتَمَدُوْا اَحَادِيْثَ ضَعِيْفَةً ضَعَّفَهَا اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَضُعْفُهَا بَيِّنٌ یعنی نہین ہی واسطے نصف صاع کہنے والون کی کوئی دلیل مگر حدیث معاویہ کی اور ہم قریب ہے کہ اوس کا جواب دینگے اگر چاہے اللہ تعالی اور اعتماد کیا ہے اونہون نے ضعیف حدیثون پر جنکو اہل حدیث نے ضعیف کیا ہے اور ضعف اونکا ظاہر ہے انتہی راقم الحروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ایک یہ وجہ بھی ہے کہ اس حدیث مین طعام اور چیزون کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے اور انکے سوا اور کوئی چیز نہین ہے جسکو طعام کہا جاوے اس لئے کہ اور سب چیزین اوس مقابلہ معدود ہو چکے مین پس لا محالہ اوسی گیہون ہی مراد ہوگی پس گیہون مین بھی ایک صاع پورا واجب ہوگا **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو اون کی سند وہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے اوس نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان زندہ تھے اوسوقت ہم زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام وغیرہ سے نکالا کرتے تھے سو ہمیشہ اوسی کو نکالتے رہے یہانتک کہ معاویہ ہمارے پاس آیا (یعنی حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکہ کو جاتا تھا) سو اوس نے منبر پر لوگون کو

صحیح مسلم ... ۱۲

خطبہ سنایا اور وعظ کیا اوس مین ایک یہہ بات بہی اوس نے لوگون کو کہی کہ میری رای مین یہ آتا ہو کہ آدہا صاع شام کی گیہون کا کہجور وغیرہ کی ایک صاع پوری کی برابر ہوجاتا ہے (یعنی کہجور وغیرہ کی ایک صاع کے بدلے اگر گیہون آدہا صاع دیدیوے تو کافی ہے) پس لوگون نے اسی کو لے لیا ابو سعید کہتے ہین لیکن مین تو ہمیشہ ایک صاع پورا گیہون کا دیتا رہون گا جب تک کہ زندہ رہون گا جیسے پہلے دیا کرتا تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالْجُمْهُورُ يُجِيبُونَ عَنْهُ بِأَنَّهُ قَوْلُ صَحَابِيٍّ وَقَدْ خَالَفَهُ أَبُو سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ مِمَّنْ هُوَ أَطْوَلُ صُحْبَةً وَأَعْلَمُ بِأَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا اخْتَلَفَ الصَّحَابَةُ لَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ بِأَوْلَى مِنْ بَعْضِهِمْ فَيُرْجَعُ إِلَى دَلِيلٍ آخَرَ وَجَدْنَا ظَاهِرَ الْحَدِيثِ وَالْقِيَاسَ مُتَّفِقَةً عَلَى اشْتِرَاطِ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ كَغَيْرِهَا فَوَجَبَ اعْتِمَادُهُ وَقَدْ صَرَّحَ مُعَاوِيَةُ بِأَنَّهُ رَأْيٌ رَآهُ لَا أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ حَاضِرِي مَجْلِسِهِ مَعَ كَثْرَتِهِمْ مِنْ تِلْكَ اللَّحْظَةِ عِلْمٌ مِنْ مُوَافَقَةِ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَذَكَرَهُ كَمَا جَرَى لَهُمْ فِي غَيْرِ هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ یعنی جمہور علما اس حدیث معاویہ کا یہہ جواب دیتے ہین کہ یہہ قول ایک صحابی کا ہو اور تحقیق مخالف ہوگئے ہین اوس کو ابوسعید وغیرہ صحابہ جنکی حضرت کے ساتہہ بہت دراز صحبت ہے اور جو زیادہ تر جاننے والے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو اور جب کہ صحابہ آپس مین مخالف ہوجاوین تو بعضون کا قول بعض سے اولی نہین ہے پس دوسری دلیل کی طرف رجوع کیا جاویگا اور پایا ہمنے ظاہر حدیث کو اور قیاس کو متفق اوپر شرط ہونے ایک صاع گیہون کی مثل غیر اوس کی کے پس واجب ہوگیا اوسپر اعتماد کرنا اور تحقیق معاویہ نے اس بات کی خود تصریح کردی ہو کہ یہہ فقط میری رای ہے اوسنے اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین سنا ہو اور باوجود کثرت ہونے اوس کی حاضرون مجلس کے اگر کسی کے پاس اس گیہون کا علم ہوتا موافق معاویہ کے تو اوسکو ذکر کردیتا جیسے کہ اور بہت معاملون مین اونسے ایسا واقع ہوا ہے انتہی اور قطع نظر اسکے اگر حدیث بہی نہوتی تو جب بہی صحابی کا قول حجت نہین ہے اور یہان تو حدیث صحیح متفق علیہ موجود ہو پس یہان تو سنت کے مقابلہ مین قول صحابی کا بالاتفاق حجت نہین ہو کہ **ابن ہمام** حنفی نے لکہا ہے قَوْلُ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَنَا مَا لَمْ يَنْفِهِ شَيْءٌ مِنَ السُّنَّةِ انتہی اور حنفیہ جن حدیثون کی سند لاتے ہین وہ سب کی سب ضعیف ہین جیسا کہ امام نووی کی

ف

کلام سے اور ثابت ہو چکا ہے **مسئلہ سی و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا تَدفَعُ الْمَرْأَةُ اِلیٰ زَوْجِهَا یعنی نہ زکوۃ دیوے عورت اپنے خاوند کو اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین زینب بیوی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سے روایت ہی قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْئَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بَلْ اِئْتِيهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ فَقَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ اَتَجْزِي الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ یعنی زینب نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای گروہ عورتون کی صدقہ دو اگرچہ اپنے زیورون سے ہو اوس نے کہا کہ مین ... عبداللہ (یعنی اپنے خاوند) کی طرف پلٹ گئی پس مین نے اوسکو کہا کہ تحقیق تو مرد فقیر ہی اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے پس تو حضرت کے پاس جا اور اونکو پوچھہ پس اگر تجہکو صدقہ دینا جائز اور کافی ہو تو تجہکو دیدون ورنہ تمہارے سوا اور کسی غیر کو دیدون اوس نے کہا کہ مجہکو عبداللہ نے کہا بلکہ تو ہی حضرت کے پاس جا اوس نے کہا پس چلی مین طرف حضرت کی دیکہا تو انصار کی ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے مین کہڑی ہوئی تہی جو میری حاجت تہی وہی اوس کی حاجت تہی اوس نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو ہیبت آتی تہی خوف سے

کوئی آپکے سامنے نہین ہوسکتا تہا اُس نے کہا کہ پس بلال رضہ ہمپر نکلے سو ہمنے اوسکو کہا کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور اونکو خبر دی اس بات کی کہ آپکے دروازے مین دو عورتین کہڑی پوچہتی ہین کہ کیا اپنی خاوندون پہ اور جو یتیم اون کی گود ون مین ہین اونپر صدقہ کر دینا اونکو کفایت کرتا ہی اور نہ خبر کرا دنکو اس بات کی کہ وہ کون ہین سو بلال رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوے اور آپسے پوچہا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونون عورتین کون ہین بلال رض نے کہا کہ ایک تو انصار کی عورت ہے اور ایک زینب ہے آپنے فرمایا کونسی زینب ہے اوس نے کہا عبداللہ کی بیوی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونکے واسطے دوگنا ثواب ہے ایک ثواب قرابت والون پر خرچ کرنے کا اور ایک ثواب صدقہ کا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے خاوند کو زکوۃ اور صدقہ وغیرہ دیدینا جائز ہے بلکہ اور غیر لوگون کو دینے سے اس مین دوگنا ثواب ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین ملنتے تو وہ اس کی یہہ تاویل کرتے ہین کہ صدقہ سے یہان مراد صدقہ نفلی ہے زکوۃ مراد نہین سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات کون ذی شعور کہہ سکتا ہی اور یہہ کس دین کی بات ہے کہ ایک شخص کو صدقہ نفلی دینا جائز ہو اور اوسکو صدقہ فرضی یعنی زکوۃ دینی جائز نہو جسکو صدقہ نفلی دینا جائز ہے اوسکو زکوۃ بہی دینی جائز ہے قرآن شریف مین صریح موجود ہے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ الآیہ یعنی ہر قسم کے صدقات فرضی ہون یا نفلی واسطے فقرا اور مساکین کے ہین آخر آیت تک اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فقیرون کو ہر قسم کے صدقات دینے جائز ہین فرضی ہون یا نفلی بلکہ جہان نفلی صدقہ دینا جائز ہی وہان زکوۃ دینی بطریق اولی جائز ہے اور نیز زینب نے عبداللہ کو یتیمون کے ساتہہ ملا کر پوچہا ہی اور یتیمون کو زکوۃ دینی بالاتفاق جائز ہے پس جو اونکے ساتہہ مذکور ہے اوسکو بہی جائز ہوگی **مسئلہ سی و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے صَدَقَةُ الۡفِطۡرِ وَاجِبَةٌ عَلَى الۡحُرِّ الۡمُسۡلِمِ اِذَا كَانَ مَالِكًا لِمِقۡدَارِ النِّصَابِ فَاضِلًا عَنۡ مَسۡكَنِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَثَاثِهٖ وَفَرَسِهٖ وَسِلَاحِهٖ وَعَبۡدِهٖ یعنی صدقہ فطر کا واجب اوپر آزاد مسلمان کے جب کہ مالک ہو واسطے مقدار نصاب کے جو اوس کے گہر سے اور کپڑے سے اور گہر کے اسباب سے اور گہوڑے سے اور ہتہیار سے اور غلام سے زیادہ ہو مطلب یہہ کہ جو شخص نصاب سے کم کا یعنی مثل چالیس روپے کا مالک ہو اوسپر صدقہ فطر کا واجب نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو

سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ اَوْ رَجُلٍ اَوِ امْرَأَۃٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہے زکوۃ فطر کی رمضان سے ہر نفس پر مسلمانون سے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے **فائدہ** اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نفس پر مسلمانون سے صدقہ واجب کیا ہے کسی قسم کی اس مین قید نہین مالک نصاب کا ہو یا نہو سب پر صدقہ واجب ہے امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ صدقہ فطر کا واجب ہے اوسپر جو اپنی قوت اور اپنے گھر والون کی قوت سے زیادہ کا مالک ہو اور یہی مذہب ہے شافعی اور جمہور کا انتہی اور صاع کہتے ہین انگریزی حساب سے پونے تین سیر کو

مسئلہ سی و ہفتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَیُؤَدِّی الْمُسْلِمُ الْفِطْرَۃَ عَنْ عَبْدِہِ الْکَافِرِ اور ادا کرے مسلمان فطر کا صدقہ اپنے غلام کافر کی طرف سے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ مسئلہ سی و ششم مین ابھی گذر چکی ہے اس لئے کہ اس مین صریح موجود ہے کہ مسلمان ہی پر صدقہ واجب ہے کافر پر واجب نہین ہے چنانچہ من بیانیہ اسپر صاف دلالت کرتا ہے اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول من المسلمین صریح ہے اسبات مین کہ صدقہ فطر کا نہ نکالا جاوے مگر مسلمان سے پس نہین لازم اوسپر صدقہ اپنے غلام اور بیوی اور اولاد کی طرف سے اگر کافر ہون اگرچہ واجب ہے اون پر نفقہ اون کا اور یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا انتہی

مسئلہ سی و ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ الشَّکِّ اِلَّا تَطَوُّعًا **ترجمہ** اور نہ روزہ رکھین لوگ دن شک کے مگر نفلی روزہ یعنی جس دن شک ہو کہ رمضان کا چاند ہوا ہے یا نہین تو نفلی روزہ اوسدن رکھنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ

اَحَدُکُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَلْیَصُمْ ذٰلِکَ الْیَوْمَ یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ مقدم کرے کوئی رمضان سے روزہ ایک دن کا یا دو دن کا مگر وہ شخص جس کی عادت روزہ رکھنے کی ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسدن کا **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارمی وغیرہ مین عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اوس نے کہا کہ جس شخص نے شک کے روز روزہ رکھا اوس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی **تیسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو وقت دیکھنے چاند کے ... اور افطار کرو وقت دیکھنے چاند کے پس اگر ابر کیا جاوے تمپر تو شعبان کی تیس دن پورے کرو **فائدہ** ان حدیثون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شک کے دن کوئی روزہ رکھنا جائز نہین ہے نہ فرضی اور نہ نفلی مگر جسکی ہمیشہ عادت ہو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور مالک اور جمہور کے یہہ کہ نہین جائز ہے روزہ رکھنا دن شک کے اور نہین جائز ہے روزہ رکھنا تیسوین شعبان کی رمضان کا جب کہ تیسوین کو دن ابر ہو انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا یُصَامُ الْیَوْمُ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْہِ اِلَّا تَطَوُّعًا یعنی نہ روزہ رکھو دن شک کے مگر نفل روزہ **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے نہین صحیح ہے حجت پکڑنا ساتھ اوس کے اور اگر بفرض محال صحیح بھی ہو تو معارض ہوگی ان حدیثون کے جو صحیح متفق علیہ ہین پس صحیحین کی حدیثون کو ترجیح دیجاویگی اور حدیث لا یتقدمن رمضان کی حنفیہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اوس سے روزہ رمضان کا ہے اس لیے کہ تقدم اوسی صورت مین ثابت ہوگا نفلی مین تقدم ثابت نہین ہوگا کیونکہ شعبان تو کل مہینے مین نفلی روزہ جائز ہے اوسمین تقدم رمضان صادق نہین آویگا **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** یہہ کہ اسکا یہہ معنی نہین ہے کہ خود رمضان کا روزہ اپنے وقت سے مقدم کرے بلکہ اسکا معنے یہہ ہے کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے مقدم نکرے پس اندرینصورت کوئی بھی استحالہ لازم نہین آتا اور تقدم رمضان کا شبہ

بھی وارد نہین ہوتا **دوم** اگر مراد اس سے روزہ رمضان کا رکھا جاوے تو استثنا صحیح نہین ہوسکیگا اس لئے کہ اسصورت مین معنے اسکا یہہ ہوجاویگا کہ رمضان کے روزے کو اپنے وقت سے کوئی شخص مقدم نکرے مگر وہ شخص رمضان کو مقدم کرلیوے جسکی ہمیشہ روزہ رکھنے کی عادت ہو اور اس صورت مین خواہ مستثنی منہ مستثنی کی جنس قریب نکالی جاوے یا جنس بعید نکالی جاوے کسی صورت سے اس کا معنے صحیح نہین ہوسکتا ہے حالانکہ مستثنی مفرغ مین مستثنی منہ کا جنس قریب ہونا لازم ہے پس لامحالہ یہان سے مراد روزہ نفلی ہوگا یا عام روزہ ہوگا **سوم** شیخ عبدالحق حنفی نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے وَالْمَشْهُوْرُ فِيْ تَعْلِيْلِهٖ كَمَا صَرَّحَ بِهِ التِّرْمِذِيُّ التَّقَوِّيْ بِالْفِطْرِ لِرَمَضَانَ لِيَدْخُلَ فِيْهَا بِنَشَاطٍ وَقِيْلَ الْحِكْمَةُ فِيْهِ خَشْيَةُ اخْتِلَاطِ النَّفْلِ بِالْفَرْضِ انتهی یعنی اس کی علت بیان کرنے مین مشہور وجہ یہہ ہے جیسے ترمذی نے اس کی تصریح کی ہے کہ قوت حاصل کرنا ہے ساتھہ فطر کے واسطے رمضان کے تاکہ اوس مین خوشی کے ساتھہ داخل ہووے اور بعضون نے کہا حکمت اسمین یہہ ہے کہ نفل فرض کے ساتھ مل نجاوے انتہی اس علت کے بیان کرنیسے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مراد اوس سے روزہ نفلی ہے فرضی روزہ مراد اوس سے نہین پس ان وجوہ سے یہ تاویل باطل ہوئی **چہارم** رمضان کے روزے رمضان کا چاند دیکھنے سے پہلے تو کسیطرح سے ادا ہوہی نہین سکتے ہین اس لئے کہ سبب وجوب کا چاند دیکھنا ہے جب چاند دیکھا جاویگا تو اوسوقت روزے واجب ہونگے ابھی قبل چاند سے تو واجب نہین ہوئے ہین پہر قبل وجوب کے ادا کیسے جائز ہوسکتے ہے ایسا ہو تو گرمی کے روزے قبل وجوب جاڑے کی موسم مین جائز ہوجاوین حالانکہ یہہ بات بالاجماع باطل ہے اور جبکہ قبل وجوب کے ادا جائز ہی نہین ہے تو پہر یہہ نہی کس چیز سے واقع ہوئی اور اس ممانعت کا کیا معنے ہوا شعبان کے دنون مین رمضان کا روزہ ادا کرنا تو سرے سے جائز ہی نہین ہے **مسئلہ سی و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ صَوْمُ يَوْمِ النَّحْرِ اَفْطَرَ وَقَضٰى وَاِنْ صَامَ فِيْهِ يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ یعنی اگر کہا کہ مجھہ پر اللہ کے واسطے بقرعید کے دن کا روزہ ہے افطار کرے اور قضا کرے اور اگر اوسمین روزہ رکھہ لیوے تو جائز ہے ذمہ سے نکل جاویگا مطلب یہہ کہ اگر کوئی شخص یہ نذر مانے کہ اگر میرا فلان کام مثلا ہوجاویگا تو مین اللہ کیواسطے بقرعید کے دن روزہ رکھونگا تو یہہ نذر اوس کی صحیح ہے اور پہر اوسدن روزہ رکھنا جائز ہے اگر اوسدن نرکھیگا تو اوس کی قضا واجب

ہوگی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ (والنحر) یعنی منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکہنے سے عید فطر کے دن اور بقر عید کے دن **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَيْنِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْاٰخَرُ يَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ یعنی یہہ دونون دن ہین کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین روزہ رکہنے سے ایک دن تمہارے افطار کا روزے سے دوسرا دن جس مین تم اپنی قربانی کا گوشت کہاتے ہو **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو دن کے روزہ رکہنے سے بقر عید کے دن اور عید فطر کے دن **چوتھی حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزہ رکہنے سے عید فطر کے دن اور عید اضحی کے دن

فائدہ ان حدیثون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عید کے دن روزہ رکہنا حرام ہے خواہ کوئی روزہ ہو.... نذر کا ہووے یا نفلی ہووے یا کفارہ کا ہووے یا نذر معین کا ہووے **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَلَوْ نَذَرَ صَوْمَهُمَا مُتَعَمِّدًا لِعَيْنِهِمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْجُمْهُوْرُ لَا يَنْعَقِدُ نَذْرُهٗ وَلَا يَلْزَمُ قَضَاءُهُمَا وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَنْعَقِدُ وَيَلْزَمُهٗ قَضَاؤُهُمَا قَالَ فَاِنْ صَامَهُمَا اَجْزَاَهٗ وَخَالَفَ النَّاسَ كُلَّهُمْ فِيْ ذٰلِكَ یعنی اگر خاص کر انہین دو دن کے روزے کی نذر مانی تو امام شافعی اور جمہور علما کے نزدیک یہہ نذر منعقد نہین ہوتی ہے اور نہ اُس کی قضا لازم آتی ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اوس کی نذر صحیح ہے اور اوسپر قضا لازم ہے اور اگر خاص عیدون کے دن مین روزہ رکہ لیوے تو اوسکو کفایت کرتا ہے اور مخالفت کی ہے امام ابو حنیفہ نے تمام جہان کی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اون کے مقابلہ مین قیاس کو پیش کرتے ہین بایں طور کہ اوس نے جائز روزے کی نذر مانی ہے اور نہی غیر چیز کی وجہ سے ہے پس نذر صحیح ہو جاویگی الخ ولیکن نص کے مقابلہ مین قیاس

کرنا بالاجماع حرام ہے اس لئے کہ وہ مثل مردار کی ہی جب ضرورت ہو اور نص موجود نہو تو اوس وقت قیاس کرنا جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے جیسے کہ ہدایہ شریف مین لکھا ہے والقیاس فی مقابلۃ النص المنقول غیر مقبول انتہی **اور** نیز یہہ دلیل روزہ کفارہ اور نذر غیر معین اور نفلی مین بہی جاری ہے پہر اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بہی اسدن مین رکہنا جائز ہو جاوے حالانکہ اونکا رکہنا اسدن مین تمہارے نزدیک بہی جائز نہین ہے **اور** نیز ہم تسلیم نہین کرتے ہین کہ یہہ روزہ اوس کے حق مین مشروع ہے اس لئے کہ نذر جسین گو فی نفسہ جائز اور مشروع ہے ولیکن چونکہ اوس نے اسکو ایسے وقت کے ساتھ مقید کیا ہے جسمین روزہ رکہنا مطلق حرام ہے اس وجہ اور اس سبب سے وہ بہی ممنوع ہو گیا شرع نہ جیسے کہ مذہب جمہور علما کا ہی کما مر **مسئلہ چہلم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ دَخَلَ فِي صَلوٰةِ التَّطَوُّعِ اَوْ فِي صَوْمِ التَّطَوُّعِ ثُمَّ اَفْسَدَ قَضَاهُ ترجمہ اور جو شخص داخل ہوا نفلی نماز مین یا نفلی روزہ مین پہر اوسکو توڑ دیا تو اوسکو قضا کرے اس کا مطلب یہہ ہے کہ جو شخص نفلی روزہ رکہکر توڑ ڈالی اوس کی قضا اوسپر واجب ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّي اِذًا صَائِمٌ ثُمَّ اَتَانَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ اَرِيْنِيْهِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا فَاَكَلَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَالِهِ فَاِنْ شَاءَ اَمْضَاهَا وَاِنْ شَاءَ اَمْسَكَهَا یعنی اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے یعنی کچہہ کسی قسم کا کہانا ہے پس ہمنے کہا نہین فرمایا پس اب مین روزہ دار ہون پہر دوسرے روز ہمارے پاس آپ تشریف لائے سو ہمنے کہا ای رسول اللہ کہجور کا حلوا ہمارے پاس ہدیہ بہیجا گیا ہے سو آپ نے فرمایا وہ مجہکو دکہاؤ پس تحقیق مین آج صبح کو روزہ دار تہا سو آپ نے کہایا طلحہ (راوی) کہتے ہین کہ مین نے یہہ حدیث مجاہد کے پاس بیان کی پس اوس نے کہا کہ یہہ روزہ نفلی بمنزلہ صدقہ کے ہے جسکو آدمی اپنے مال سے نکالتا ہے اگر جی چاہا تو دیدیا اور جی چاہا تو اپنے پاس روک رکہا

یعنی نفلی روزے کا بھی یہی حال ہے آدمی کو اُس مین اختیار ہے خواہ رکھکر تمام کرے خواہ توڑ ڈالے
کسی قسم کا اس مین مواخذہ نہین ہے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی اور مسند
امام احمد مین ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہین لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ
فَجَلَسَتْ عَلٰى يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّ هَانِئٍ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَجَاءَتِ الْوَلِيْدَةُ
بِاِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهٗ اُمَّ هَانِئٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ لَهَا اَكُنْتِ تَقْضِيْنَ شَيْئًا قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ
اِنْ كَانَ تَطَوُّعًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهٗ وَفِيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اِنِّيْ
كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِيْرُ نَفْسِهٖ اِنْ شَاءَ صَامَ وَاِنْ شَاءَ اَفْطَرَ
یعنی اوس نے کہا کہ جبدن مکہ فتح ہوا آئین فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بائین طرف بیٹھ گئین اور ام ہانی آپ کی داہنی طرف تھی پس لڑکی پانی کا برتن لائی سو مین نے آپ
کو پکڑا دیا سو آپنے اوس مین سے پیا پھر ام ہانی کو پکڑایا سو اُس نے اوس مین سے پیا پس اُسنے کہا ای
رسول اللہ کے البتہ مین نے روزہ توڑ ڈالا ہی اور مین روزہ دار تھی سو آپنے اُسکو فرمایا کیا تو کوئی روزہ
قضا کر رہی تھی (یعنی تیرا کوئی فرض یا واجب روزہ پہلے کا قضا ہوا ہوا تھا جس کے بدلہ آج روزہ
رکھا تھا) اوس نے کہا نہین آپ نے فرمایا اگر نفلی روزہ تھا تو تجھکو نقصان نہین دیتا اور ایک
روایت مین ترمذی اور احمد کے یہہ ہے کہ ام ہانی نے کہا ای رسول اللہ کے خبردار ہو تحقیق مین نے روزہ
رکھا ہوا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفلی روزہ رکھنے والا اپنی جان کا امیر اور مختار
ہے اگر جی چاہا تو روزہ تمام کر لیا اور جی چاہا تو توڑ دیا **فائدہ** ان دونون حدیثون سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص نے نفلی روزہ رکھا ہو اوسکو اختیار ہے خواہ تمام کرے خواہ توڑ ڈالے اور پھر
اوس کی قضا واجب نہین ہوتی ہے اس لیے کہ حدیث مین صاف موجود ہے کہ یہہ تجھکو نقصان اور ضرر
نہین پہونچاتا پس اگر قضا واجب ہوتی تو پھر یہہ صریح ضرر ہے اسی طرح دوسری روایت مین ہے
کہ نفلی روزہ رکھنے والا اپنی جان کا سردار ہے پس اگر اوسکا تمام کرنا واجب ہو گیا اور قضا اوس کی اُسپر
لازم ہوگئی تو پھر اپنے نفس کا امیر کیسے ہوا امیر ہونے کی حالت مین قضا کا واجب ہونا ممکن نہین ہے **اور**
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین صریح دلیل ہے واسطے مذہب شافعی اور

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق سلمان رضہ انتہی

اوس کے موافق لوگون کے اسپر کہ روزہ نفلی کا توڑنا اور دن کے درمیان کہا لینا جائز ہے اور روزہ باطل ہو جاتا ہے قضا اوس کی واجب نہین ہوتی ہے اُس مین آدمی مختار ہے ابتدا مین بہی اور بعد رکہنے کے بہی اور ساتہہ اسی کے قائل ہے ایک جماعت صحابہ کی اور احمد اور اسحاق اور دوسرے لوگ اصل کلام اون کی یہہ ہے وَفِی الوِقَایَۃِ الثَّانِیَۃِ التَّصْرِیحُ بِالدَّلَالَۃِ لِمَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ وَمُوَافِقِیہِ فِی اَنَّ صَوْمَ النَّافِلَۃِ یَجُوزُ قَطْعُہٗ وَالْاَکْلُ فِی اَثْنَاءِ النَّھَارِ وَیَبْطُلُ الصَّوْمُ لِاَنَّہٗ نَفْلٌ فَھُوَ اِلٰی خِیَرَۃِ الْاِنْسَانِ فِی الْاِبْتِدَاءِ وَکَذَا فِی الدَّوَامِ وَمِمَّنْ قَالَ بِھٰذَا جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَاٰخَرُونَ انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سندین کئی پیش کرتے ہین **پہلی** سند ان دونون آیتون کو لاتے ہین لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو دوسری آیت فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا یعنی نہ نگاہ رکہا اونہون نے حق نگاہ رکہنے اوس کا کہتے ہین اس مین خدا تعالی نے اون کی مذمت کی ہے اسپر کہ یہود نصاری نے ایسی عبادتون کو اختیار کیا جو اللہ تعالے نے اون پر نہین لکہی تہین پہر اون کی اونہون نے رعایت نہ کی جو حق رعایت کا تہا سو جواب **اول** اس کا یہہ ہے کہ اس کو نفلون پر قیاس کر لینا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ نفل تو اصل مین مشروع امر ہے بلکہ موجب ثواب عظیم ہے اور جس رہبانیت کو اونہون نے اختیار کیا تہا وہ اصل مین مشروع نہین تہی بلکہ در اصل وہ عبادت بدعت اور ناجائز تہی جیسے کہ اول آیت سے صاف ثابت ہے وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ یعنی ایسی فقیری اونہون نے بدعت نکالی جو ہمنے اونپر نہین لکہی تہی اور جب کہ اصل مین وہ رہبانیت اون کی بدعت ٹہیری اور التزام مالا یلزم کا ہوا تو پہر اوسکا تمام کرنا یا اوس کی قضا کا واجب ہونا کیسے جائز ہوگا جواب **دوم** اس کا یہہ ہے کہ یہہ آیت اون کی رعایت نکرنے کی مذمت کے باب مین نہین ہے بلکہ ظاہر یہہ آیت اون کی اس رہبانیت اور عبادات شاقہ کی ایجاد کرنی اور اس نئی بدعت کے نکالنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہے اس لیے کہ وہ رہبانیت التزام مالا یلزم کا تہا پہر اوس کی رعایت کا کیسے حکم ہوتا اور اوس کی نہ رعایت رکہنے کا یہہ مطلب ہے کہ جب اونہون نے اکثار عبادت اور اعمال شاقہ اختیار کئے تو وہ اوس مین تہک گئے اور تہک کر اصل عبادت سے بہی رہگئے اور تہوڑی عبادت جو مشروع تہی اوس کے ادا کرنے سے بہی عاجز آئے نہ یہ کہ رہبانیت مبتدعہ کی رعایت نکرنے کی وجہ سے اون کی مذمت ہوئی

۵ پ عبارت صحیح مسلم دہلی کی جلد اول صفحہ ۳۶۹ مین ہے ۱۲

چنانچہ امام **نووی** کی کلام سے بہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مذمت اون لوگون کی اکثار عبادت پر
ہوئی ہے اس لئے کہ پہلے امام نووی نے یہہ لکہا ہے وَحَاصِلُ الْحَدِيْثِ نَهْيُهُمْ عَنِ التَّعَمُّقِ وَالْاِكْثَارِ مِنَ
الْعِبَادَاتِ الَّتِيْ يُخَافُ عَلَيْهِمُ الْمَلَلُ بِسَبَبِهَا اَوْ تَرْكُهَا اَوْ تَرْكُ بَعْضِهَا پہر بعد اوس کے یہہ لکہا ہے
وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا اَكْثَرُوا الْعِبَادَةَ ثُمَّ فَرَّطُوْا فِيْهَا یعنی تحقیق مذمت کی ہی اللہ تعالی نے اوس
قوم کی جنہون نے بہت عبادت اختیار کی پہر اوس مین قصور کیا یعنی تہک کر عبادت کرنے سے عاجز
آگئی پس امام نووی کا اس آیت کو اس حدیث کے تحت مین لانا صریح دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہہ مذمت
اون کی اکثار عبادت و اعمال شاقہ اختیار کرنے کی وجہ سے ہوئی **سوم جواب** اس کا یہہ ہے کہ ایہن
اعمال متروکہ کی قضا کا حکم نہین کیا ہے پس اسے قضا ثابت نہین ہوسکے گی **چہارم جواب** اس کا یہہ
ہی کہ یہہ دونون آیتین مخصوص البعض ہین اس لئے کہ عیدین کے دن نفلی روزہ رکہکر توڑنا حنفیہ کے نزدیک
ہی جائز ہی اور اوسپر قضا بہی نہین آتی ہے موافق قول امام اعظم کے پس یہہ روزہ اون کے عموم
سے مخصوص ہی پس یہہ دونون آیتین اس تخصیص کی وجہ سے ظنی ہوگئین اب تخصیص اون کی ساتہ
خبر واحد کے بالاتفاق جائز ہی اندرینصورت تخصیص ان کی ساتہہ ان حدیثون مذکورہ کے جن سے نفلی
روزہ مین اختیار ثابت ہوتا ہی بالاتفاق جائز ہوگی وقد مر بیانہ پس نفلی روزے کے توڑنے کا اختیار
ان آیتون کے عموم ممانعت سے خارج رہیگا یہہ ممانعت اوس کو شامل نہین ہوسکیگی پس ان آیتون سے
استدلال کرنا باطل ہوگیا **دوسری سند** حنفیہ یہہ حدیث لاتے ہین جو کہ ترمذی مین زہری سے
روایت ہی وہ عروہ سے روایت کرتا ہے وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتا ہے قَالَتْ كُنْتُ اَنَا
وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهُ **سو**
جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہی اس لئے کہ مرسل ہے چنانچہ مشکوۃ مین لکہا ہی رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَذَكَرَ جَمَاعَةً مِّنَ الْحُفَّاظِ رَوَوْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ
وَهٰذَا اَصَحُّ یعنی روایت کیا ہی اس حدیث کو ترمذی نے اور ذکر کیا ہی اوس نے حافظون کی ایک
جماعت کو جنہون نے روایت کیا ہے زہری سے وہ روایت کرتا ہی عائشہ رض سے مرسل طور پر اور نہین ذکر
کیا ہی اونہون نے اوس مین عروہ کا واسطہ اور یہ مرسل ہونا زیادہ تر صحیح ہے انتہی اور حدیث مرسل

عائشہ رض بکسی حال مین صحیح نہین انتہی قال ... اتفق الثقات علی ارسالہ وتوارد الحفاظ علی الحکم بضعفہ وضعفہ احمد والبخاری والنسائی بجہالۃ زمیل ...
وروی عن ابن جریج قال سألت الزہری قلت لہ احدثک عروۃ عن عائشۃ قال لم اسمع من عروۃ فی ہذا شیئا انتہی ملخصا نیل

لائق حجت کے نہین چنانچہ شرح نخبہ کے حاشیہ مین لکھا ہے اِعْلَمْ اَنَّ کَوْنَ الْمُرْسَلِ حَدِیْثًا ضَعِیْفًا مَرْدُوْدًا لَایُحْتَجُّ بِہٖ مَذْهَبُ جَمَاهِیْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ وَکَذَا الشَّافِعِیُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْفُقَهَاءِ وَاَصْحَابِ الْاُصُوْلِ یعنی جان رکھہ تو کہ تحقیق مرسل حدیث جمہور محدثین اور اکثر فقہا اور اصول والون کی نزدیک ضعیف اور مردود ہے لائق حجت پکڑنے کی نہین ہے اور امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ثُمَّ مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ وَالْمُحَدِّثِیْنَ اَوْ جُمْهُوْرِهِمْ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الْفُقَهَاءِ اَنَّهٗ لَایُحْتَجُّ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام شافعی اور جمہور یا تمام محدثین اور جماعت فقہا کا مذہب یہہ ہے کہ مرسل حجت پکڑنے کی لائق نہین ہے انتہی پس اب اس حدیث سے حجت پکڑنا جائز نہوگا خاصکر صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثون کے مقابلہ مین تو بطریق اولی لائق حجت نہین رہے گی اور بر تقدیر صحت اس امر کو استحباب پر محمول کیا جاویگا یعنی پہر قضا کر کے رکہنا مستحب ہے اور موجب اس حمل کے وہ حدیثین صحیحہ مذکورہ ہین جو نفلی روزہ توڑ دینے کے اختیار پر دلالت کرتے ہین پس اسنے سب حدیثون مین بوجہ احسن تطبیق ہوجاویگی فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِیْلَیْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ فِی التَّلْوِیْحِ پس باوجود امکان تطبیق کی ایک حدیث کو رد کر دینا کسی مسلمان کو کب جائز ہے اور اس سے شیخ ابن ہمام کا قول بہی مردود ہوگیا جو انہُون نے کہا ہے کہ اس امر کو استحباب پر حمل کرنے کا کوئی موجب نہین ہے اس قول ابن ہمام کی بہہ ہے کہ موجب اس حمل کی وہ حدیثین صحیحہ صریحہ مذکورہ ہین جو نفلی روزہ توڑنے کے اختیار پر دلالت کرتے ہین انتی زیادہ تر موجب کس جانور کا نام ہے **اور** نیز یہہ بہی احتمال ہے کہ یہہ روزہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نذر کا ہو یا قضا کا ہو اس وجہ سے اونکو قضا کا حکم فرمایا ہو جیسے کہ علماء شافعیہ کا مذہب ہے **تیسری سند** حنفیہ یہہ لاتے ہین کہ نفلی حج اور عمرہ توڑنے سے اوس کی قضا واجب ہوجاتی ہے پس یہان بہی نفلی روزہ توڑنے سے قضا واجب ہوگی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ ایک امر نفلی توڑنے سے قضا کا واجب ہونا اسکو مستلزم نہین ہے کہ تمام ہر قسم کے نوافل توڑنے مین اوس کی قضا واجب ہوجاوے ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے ہوسکتا ہے کہ یہان ہو اور وہان نہو خاصکر یہان یاتخن فیہ مین تو نصوص صحیحہ صریحہ موجود ہین جو نفلی روزہ توڑنے سے قضا واجب نہونے پر دلالت کرتے ہین **اور** ایک عذر حنفیہ یہہ پیش کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر سے افطار کر دیا ہوگا **سو جواب** اس کا

الشوکانی علی امر نقلہ

یہہ ہے کہ یہہ عذر بھی محض لغو اور باطل ہے اس لیے کہ حدیث مین عموم طور سے صریح موجود ہے کہ نفلی روزہ والا اپنے نفس کا امیر ہے وہ عذر اس عموم حدیث مین کیسے چل سکے گا **اور** ایک عذر حنفیہ یہ پیش کرتے ہین کہ اس حدیث مین قضا یا عدم قضا کا ذکر کچھہ نہین ہی پس احتمال ہی کہ قضا کر لیا ہوگا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس پر امیر ہے اس عذر کے باطل ہونے پر صریح دلالت کرتا ہی اس لیے کہ مجرد شروع سے نفلی روزے تمہارے نزدیک واجب و لازم ہو جاتے ہین اونکا توڑنا ممنوع ہو جاتا ہے پھر اندرینصورت اوس روزیدار کا اپنے نفس پر امیر ہونا کیسے ممکن ہے پس حنفیون کی سب تاویلین باطل ہوگئین اور کوئی عذر اون کا اب باقی نرہا **بعضے حنفی** اس حدیث سے سند لاتے ہین جس مین ذکر ہے کہ حضرتؐ کے سامنے کہانا لایا گیا تو آپنے فرمایا کہانے کو لیجاؤ مین روزیدار ہون **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اوسکا وجوب ثابت نہین ہوتا ہی اس لیے کہ ہم کہتے ہین کبھی ایسا ہی کیا ہوگا کبھی توڑ دیا اور کبھی نہین توڑا اسمین منافات ہی کیا ہے مذہب اور استحباب کا یہی شان ہے کبھی کر لیا اور کبھی نہین کیا دونون طرف کا اختیار ہوتا ہی پس اس مین یہہ کہنا صحیح نہین ہی کہ اس نے یہ کام کیون نہین کیا یا کیون کیا علاوہ ازین اوس کے مستحب ہونے کے ہم بھی قائل ہین مستحب یہی ہی کہ اوسکو تمام کرے اور یہی اس حدیث سے ثابت ہو جاتا ہے اور نیز اگر آپ کے نہ توڑنے سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہی تو پھر اسی طرح آپکے توڑ دینے سے اوس کی حرمت ثابت ہو جاویگی ہو جوابکم فہو جوابنا

مسئلہ چہل و یکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث صحیح کے ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے اَلْمَرْأَةُ تَعْتَكِفُ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ الْمَوْضِعُ الْمُعَدُّ لِصَلٰوتِهَا ترجمہ اور عورت اپنے گہر کی مسجد مین اعتکاف بیٹھے اور گہر کی مسجد وہ ہی جو گہر مین ایک جگہہ نماز کے واسطے مقرر کی ہوتی ہی اور یہ مذہب اعظم کا ہے سو یہہ مذہب امام اعظم کا مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ **صحیح مسلم** مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ لَمَّا أَرَادَ الْاِعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَتْ زَيْنَبُ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ وَأَمَرَ غَيْرُهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ نَظَرَ فَاِذَا الْاَخْبِیَۃُ فَقَالَ اٰلْبِرَّ یُرِدْنَ فَاَمَرَ بِخِبَائِہٖ فَقُوِّضَ وَ تَرَکَ الْاِعْتِکَافَ فِيْ شَہْرِ رَمَضَانَ یعنی اوس نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز پڑھتے پھر اعتکاف کی جگہہ مین داخل ہوتے اور جب آپنے رمضان کے عشرہ میں اعتکاف کا ارادہ کیا تو ایک پردہ کھڑا کرنے کا حکم فرمایا پس کھڑا کیا گیا اور زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے واسطے پردہ کھڑا کرنیکا حکم کیا پس گاڑا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیویون نے بھی اپنا اپنا پردہ کھڑا کرنے کا حکم کیا پس گاڑا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صبح کی نماز پڑھی تو آپنے کئی پردے کھڑے ہوئے دیکھے فرمایا نیکی کا ارادہ کرتے ہین سو آپنے اپنے پردے کے اوکھاڑنے کا حکم فرمایا سو اوکھاڑا گیا اور اس رمضان مین اعتکاف ترک کردیا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْ ہٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ اَنَّ الْاِعْتِکَافَ لَا یَصِحُّ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجَہٗ وَاَصْحَابَہٗ اِنَّمَا اعْتَکَفُوْا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْمَشَقَّۃِ فِيْ مُلَازَمَتِہٖ فَلَوْ جَازَ فِي الْبَیْتِ لَفَعَلُوْہُ وَلَوْ مَرَّۃً لَا سِیَّمَا النِّسَاءُ لِاَنَّ حَاجَتَہُنَّ اِلَیْہِ فِي الْبُیُوْتِ اَکْثَرُ وَہٰذَا الَّذِيْ ذَکَرْنَاہُ مِنِ اخْتِصَاصِہٖ بِالْمَسْجِدِ وَاَنَّہٗ لَا یَصِحُّ فِيْ غَیْرِہٖ ہُوَ مَذْہَبُ مَالِکٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْجُمْہُوْرِ سَوَاءٌ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَۃُ **یعنی** ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ اعتکاف نہین صحیح ہوتا ہے مگر مسجد مین اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بیویین اور آپکے اصحاب سوا اسکے نہین کہ اعتکاف کیا اونہون نے مسجد مین باوجود مشقت اور تکلیف کی اُس کی ملازمت مین پس اگر گھر مین اعتکاف کرنا جائز ہوتا تو اوسکو لوگ کرتے اگرچہ ایک ہی مرتبہ سہی خاصکر عورتین کہ اونکی حاجت طرف اُس کی گھرون مین بہت ہی اور یہہ جو ذکر کیا ہے اُس کا مسجد کے ساتھ خاص ہونا اور دوسری جگہہ صحیح نہونا یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور جمہور علما کا خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو انتہی **مسئلہ جہل و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے بِخِلَافِ مَا اِذَا کَانَ بَیْنَہَا وَبَیْنَ مَکَّۃَ اَقَلُّ مِنْ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ لِاَنَّہٗ یُبَاحُ لَہَا الْخُرُوْجُ اِلٰی مَا دُوْنَ السَّفَرِ بِغَیْرِ مَحْرَمٍ یعنی بخلاف اسکے کہ ہو درمیان مکے اور عورت کے کم سفر تین دن سے اس لئے کہ مباح ہے اُس کے واسطے نکلنا طرف ایسی سفر کی بغیر محرم کے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ دو دن رات یا ایکدن رات کا سفر عورت کو بغیر محرم کے کرنا جائز ہی حج ہو یا غیر

ف ۵ یہ عبارت صحیح مسلم دہلی کے ۳۷۱ بعینہا ہے ۱۲

ف ۶ یہ مضمون ہدایہ مطبوعہ دہلی کی جلد اول کے صفحہ ۱۵۷ بعینہا ہے ۱۲

اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف مخالفت ہی ان تین حدیثون کے **پہلی**
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابن عباس رض سے روایت ہے لَا تُسَافِرَنَّ اِمْرَأَةٌ اِلَّا
وَمَعَهَا مَحْرَمٌ یعنی ہرگز سفر نکرے عورت بغیر محرم کے **دوسری حدیث** بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ رض
سے روایت ہی لَا تُسَافِرُ اِمْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ یعنی نہ سفر کرے کوئی عورت
بقدر چلنے ایک دن کے **تیسری حدیث** ابن عباس رض سے روایت ہی لَا تَحُجَّنَّ اِمْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا
مَحْرَمٌ یعنی نہ حج کرے کوئی عورت سوا محرم کے **چوتھی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رض
سے روایت ہی لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا یعنی
نہین حلال ہی کسی عورت کو کہ اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتی ہو کہ سفر کری دو دن کا
بغیر اپنے خاوند کے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ عورت کو بغیر محرم کے دو دن بلکہ ایک
دن کا سفر کرنا بھی جائز نہین اور شیخ عبد الحق نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے لَيْسَ الْمُرَادُ
التَّحْدِيْدَ بَلْ كُلَّمَا يُسَمّٰى سَفَرًا فَالْمَرْأَةُ مَنْهِيَّةٌ عَنْهُ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ وَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ
مِنَ الشَّارِعِ لِلسَّفَرِ وَاَحْكَامِهِ حَدٌّ مُعَيَّنٌ بَلْ يَشْمَلُ كُلَّ مَسَافَةٍ قَصِيْرَةٍ وَطَوِيْلَةٍ وَاَلْوَارِدُ
فِي الْاَحَادِيْثِ السَّفَرُ مُطْلَقٌ انتہی ملخصاً یعنی مراد حد مقرر کرنا نہین بلکہ جسقدر مسافت کا
نام سفر کہا جاوے اُسمین عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہین اور محدثین کے نزدیک شارع
علیہ السلام کیطرف سے سفر اور اُسکے احکام کیواسطے کوئی حد معین ثابت نہین ہوئی بلکہ شامل
ہے ہر قدر سفر کو تھوڑا ہو یا بہت ہو اور حدیثون سے فقط سفر مطلق ثابت ہوتا ہی انتہی
پس شیخ صاحب کی کلام سے ثابت ہوا کہ دو دن رات اور ایک دن رات کے چلنے کو
بھی سفر کا عموم شامل ہے اور سفر کی کوئی حد مقرر نہین تھوڑا ہو یا بہت ہو سب کو سفر کہا
جاتا ہی بلکہ اگر ایک دن رات سے بھی کم ہو تو اُسمین بھی عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا
جائز نہین ہے پس اگر مکہ ایک دن یا دو دن کی راہ پر ہو تو کسی عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا جائز
نہین ہے **مسئلہ چہل و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہ ہے جو کہ کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہو وَمَذْهَبُنَا عَلٰى خِلَافِ حُكْمِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ مُحْرِمٍ مَوْتٌ فِيْ اِحْرَامِهِ حَيْثُ يُصْنَعُ بِهِ مَا يُصْنَعُ بِالْحَلَالِ
مِنْ تَغْطِيَةِ رَاْسِهِ وَوَجْهِهِ بِالْكَفَنِ عِنْدَنَا یعنی مذہب ہمارا اس حدیث کے برخلاف ہے محرم مین جو مر جاوے اپنے

احرام مین اسواسطے کہ کیا جاتا ہے ساتھہ اوس کے جو کیا جاتا ہے ساتھہ حلال کے اوس کا سر اور منہہ ڈہانکنا ساتھہ کفن کے مطلب اس کا یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے احرام کی حالت مین مر جاوے تو اوس کا سر اور منہہ کفن کی ساتھہ ڈہانک دیا جاوے جیسے کہ اور سب لوگون کو کفن دیا جاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی اِنَّ رَجُلًا وَقَصَتْہُ رَاحِلَتُہُ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَکَفِّنُوْہُ فِیْ ثَوْبَیْہِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْھَہٗ وَلَا رَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّیًا یعنی ایک مرد کو اوس کی سواری نے روند ڈالا اور حالانکہ وہ احرام مین تہا پس مر گیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی اور بیر کے پتون کے ساتہہ اوسکو غسل دو اور اوسی کے دونون کپڑون مین اوسکو کفن دو اور اوسکے منہہ اور سر کو مت ڈہانکو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اوٹہایا جاوے گا **فائدہ** فِیْ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃِ دَلَالَۃٌ بَیِّنَۃٌ لِمَذْھَبِ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَمُوَافِقِیْھِمْ فِیْ اَنَّ الْمُحْرِمَ اِذَا مَاتَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُلْبَسَ الْمَخِیْطَ وَلَا یُخَمَّرَ رَاْسُہٗ وَلَا یُمَسَّ طِیْبًا یعنی ان حدیثون مین دلیل ظاہر ہے واسطے مذہب شافعی اور احمد اور اسحاق اور اون کے موافق لوگون کی اس بات مین کہ محرم جب مر جاوے تو نہین جائز ہے اوسکو سلا ہوا کپڑا پہنانا اور اوس کا سر ڈہانکا جاوے اور اوسکو خوشبو نہ لگائی جاوے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ وہ اوسی شخص کے ساتہہ خاص تہا اوسکے احرام کے ساتہہ دفن کرنے کی خصوصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوئی تہی **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ محض دعوی ہی اوسپر کوئی دلیل نہین اور دعوی بلا دلیل مردود ہوتا ہی خاصکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو احرام کے ساتہہ دفن کرنے کی یہہ علت بیان کی کہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اوٹھایا جاویگا پس یہہ علت صریحا عموم پر دلالت کرتی ہی اور ایک حدیث بہی اس باب مین حنفیہ سند لاتے ہین لیکن وہ حدیث نہایت ہی ضعیف اور بے سند ہے پس اس حدیث صحیح کے مقابلہ مین اوس کو ساتہہ حجت پکڑنا جائز نہین ہوگا **مسئلہ چہل وچہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے اِذَا دَخَلَ مَکَّۃَ ابْتَدَاَ وَطَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ یَرْمُلُ فِی الثَّلٰثِ الْاُوَلِ مِنْھَا وَیَسْعٰی بَعْدَھَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَھٰذَا اَفْعَالُ الْعُمْرَۃِ ثُمَّ یَبْدَاُ بِاَفْعَالِ الْحَجِّ فَیَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ وَیَسْعٰی بَعْدَہٗ مطلب اسکا یہہ ہے کہ جو شخص قارن ہو یعنی حج اور عمرہ کو جمع کرکے دونون

کے ساتھہ نیت کی ہو وہ شخص دو طواف کرے اور دو ہی سعی کرے ایک طواف اور ایک سعی حج کی واسطے اور ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کیواسطے کرے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا یعنی لیکن جن لوگون نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تہا یعنی قران کیا تہا پس سوا اس کے نہین کہ اونہون نے فقط ایک ہی طواف کیا **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو يَقُوْلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَصْحَابُهٗ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا یعنی اس نے کہا کہ نہین کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے صفا اور مروہ کے درمیان مگر ایک طواف **تیسری حدیث** صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتّٰى اِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ اِلْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا جَاءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهٖ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاٰى اَنَّهٗ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَهْدٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ابن عمر حجاج کے فتنہ کے دنون مین عمرہ کی نیت سے نکلے اور اور کہا کہ اگر مین بیت اللہ سے روکا گیا تو کرینگے ہم جیسا کہ کیا ہمنے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نکلا اور احرام باندہا ساتہہ عمرہ کے اور چلے یہانتک کہ جب بیدا پر پہونچے تو اپنے یارون کی طرف دیکہا اور کہا نہین ہو حال اون دونون کا مگر ایک گواہ کرتا ہون مین تمکو اس بات پر کہ مین نے واجب کیا ہے حج کو ساتہہ عمرہ کے پس چلے یہانتک کہ جب بیت اللہ مین پہونچے تو اوس کے گرد سات طواف کیئے اور صفا مروہ مین سات مرتبہ دوڑے اسپر کچھہ زیادہ نہ کیا اور دیکہا اوس نے کہ وہ اوسکو کافی ہوگیا ہے اور قربانی کی اور ایک روایت مین ہے کہ دونون کیواسطے فقط ایک طواف اور ایک سعی کی اور ایک روایت مین ہے اور نہ زیادہ

کیا اوسپر اور نہ قربانی کی اور نہ حلق کیا اور نہ حلال ہوئے کسی چیز سے جو اوسپر حرام ہوئی تھی یہانتک کہ قربانی کا دن آیا سو قربانی کی اوس نے اور حلق کیا اور جانا کہ حج اور عمرہ کا طواف پہلے طواف کے ساتھ پورا کر چکا ہون یعنی دونوں کے واسطے فقط پہلا طواف ہی کافی ہو گیا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اسیطرح کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى اَنَّ الْقَارِنَ يَكْفِيهِ طَوَافٌ وَّاحِدٌ عَنْ طَوَافِ الرُّكْنِ وَاَنَّهٗ يَقْتَصِرُ عَلٰى اَفْعَالِ الْحَجِّ وَتَنْدَرِجُ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ كُلُّهَا فِي اَفْعَالِ الْحَجِّ وَبِهٰذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهُوَ مَحْكِيٌّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَمَالِكٍ وَّاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَدَاوٗدَ وَفِيهِ اَيْضًا فِي مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَفِيهِ دَلِيلٌ لِمَا قَدَّمْنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَارِنًا وَّاَنَّ الْقَارِنَ يَكْفِيهِ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَسَعْيٌ وَّاحِدٌ **یعنی یہ** حدیث دلیل ہے اسپر کہ قارن کو طواف رکن کے بدلے فقط ایک طواف کفایت کرتا ہے اور اس پر کہ وہ افعال حج پر بس کرے اور افعال عمرہ کے سب حج کے کامون مین ادا ہو جاتے ہین اور ساتھ اسی کے قائل ہین شافعی اور یہی مذہب حکایت کیا گیا ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور مالک اور احمد اور اسحق اور داؤد سے اور اوسی مین دوسری جگہ ہی اور اس حدیث مین دلیل ہی واسطے اسکے جو ہمنے پہلے لکھا ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے (یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ جمع کیا ہوا تھا) اور اسپر کہ قارن کو فقط ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے انتہی اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جو بعضے دو طواف نقل کرتے ہین تو وہ ثابت نہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ لَا يَثْبُتُ هٰذَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے علحدہ ایک ایک طواف کیا ہے یا مراد یہہ ہے کہ بعد وقوف عرفہ کے فقط ایک ہی طواف کیا **سو جواب** اس کا یہ ہے کہ یہہ ظاہر حدیث کے سراسر خلاف ہی اس لئے کہ اس حدیث مین کلمہ انما کا موجود ہے جو صریح دلالت کرتا ہے حصر پر اس سے دو طواف مراد لینی اس حصر کے صریح مخالف ہین **اور** نیز دوسری حدیث مین بھی صریح موجود ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان فقط ایک ہی طواف کیا اس حدیث مین وہ تاویل کہان چل سکیگی اور صفا اور مروہ کا ذکر اس تاویل کو باطل کیون نہین کریگا اور قیدِ الاستثنائیہ اس تاویل کو کسطرح صحیح ہونے دیگا اور جو حدیثین اس بابمین حنفیہ سند لاتے ہین وہ ضعیف ہے قابل حجت نہین ہے خاصکر صحیحین کی حدیثون کے مقابلہ مین تو بطریق اولی حجت نہین ہو سکتی ہی

علاوہ ازین جس حدیث مین دوسرے طواف کا ذکر ہی اوس مین دوسری طواف کو استحباب پر حمل کیا
جاویگا تا کہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے پس اگر کوئی دوسرا طواف کرے تو مستحب ہے اُس مین اوس کو
ثواب ہے **مسئلہ چہل و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی وَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّدْخُلَ اَهْلُ الذِّمَّةِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ یعنی کچھہ خوف نہین ہی اس مین
کہ اہل ذمہ کافر مسجد حرام مین داخل ہو جاوین مطلب یہہ ہے کہ اگر کافر ذمی مسجد حرام مین داخل ہووے تو کچھ
ڈر نہین ہی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس آیت کے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ
نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا یعنی سوا اس کے نہین کہ مشرک لوگ ناپاک ہین پس نہ
نزدیک ہووین مسجد حرام کے اور مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہی قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ
حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِیْ رَهْطٍ اَمَرَهُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِی النَّاسِ اَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ
الحدیث یعنی بہیجا مجہکو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوس حج مین جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو امیر کیا
تہا پہلے حجۃ الوداع سے قربانی کے دن ایک جماعت مین اوسکو حکم فرمایا کہ لوگون مین پکار کر کہہ دیوے
خبردار ہو نہ حج کرے پیچہے اس سال کے کوئی مشرک اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی اما قولہ تعالیٰ
انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد فہو خاص بالحرم ونحن نقول لا یجوز ادخالہ الحرم یعنی لیکن یہہ قول
اللہ تعالیٰ کا کہ سوا اس کے نہین مشرک ناپاک ہین پس مسجد حرام مین داخل نہووین پس یہہ آیت حرم کے ساتھ
خاص ہی اور ہم کہتے ہین کہ مشرک کا حرم مین داخل کرنا جائز نہین ہے انتہی **مسئلہ چہل و ششم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِنْ قَدَّمَ
الرَّمْیَ فِی الْيَوْمِ الرَّابِعِ قَبْلَ الزَّوَالِ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ یعنے اگر چوتھے روز نحر کے
مقدم کرے رمی کو پہلے زوال کے تو جائز ہے **فائدہ** حج کے دنون مین گیارہوین اور بارہوین اور تیرہوین
کی زوال کے بعد پہاڑیون کو کنکریان مارتے ہین سو اگر تیرہوین کے دن زوال سے پہلے کنکر مار لیوے تو حنفیہ
کے نزدیک جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان تین حدیثون کے
حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ یعنی اُنہنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اور امام شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے وَأَجَابُوا مِنْ أَحَادِيثِ الْبَابِ بِأَجْوِبَةٍ مُتَعَسِّفَةٍ مِنْهَا مَا سَلَفَ مِنَ الطَّحَاوِيِّ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ وَمِنْهَا جَوَابُهُ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ بِأَنَّهَا أَرَادَتْ بِقَوْلِهَا جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمْعَ مُتْعَةٍ لَا جَمْعَ قِرَانٍ وَهَذَا مِمَّا يُتَعَجَّبُ مِنْهُ فَإِنَّ حَدِيثَ عَائِشَةَ مُصَرِّحٌ بِفَصْلِ مَنْ تَمَتَّعَ مِمَّنْ قَرَنَ وَمَا يَفْعَلُهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَمَا فِي حَدِيثِ الْبَابِ الْمَذْكُورِ فَإِنَّهَا قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَتْ وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الخ وَاسْتَدَلُّوا عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَطَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعَى لَهُمَا سَعْيَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَافِظُ وَطُرُقُهُ ضَعِيفَةٌ وَكَذَا رُوِيَ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ بِإِسْنَادٍ فِيهِ الْحَسَنُ ابْنُ عُمَارَةَ وَهُوَ مَتْرُوكٌ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ أَصْلًا وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ إِنْ ثَبَتَتِ الرِّوَايَةُ أَنَّهُ طَافَ طَوَافَيْنِ فَيُحْمَلُ عَلَى طَوَافِ الْقُدُومِ وَطَوَافِ الْإِفَاضَةِ وَأَمَّا السَّعْيُ مَرَّتَيْنِ فَلَمْ يَثْبُتْ انْتَهَى عَلَى أَنَّهُ يُضَعِّفُ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَا فِي الْفَتْحِ مِنْ أَنَّهُ قَدْ رَوَى آهْلُ بَيْتِهِ عَنْهُ مِثْلَ الْجَمَاعَةِ قَالَ جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَحْفَظُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لِلْقَارِنِ طَوَافٌ وَاحِدٌ خِلَافَ مَا يَقُولُ أَهْلُ الْعِرَاقِ وَمِمَّا يُضَعِّفُ مَا رُوِيَ عَنْهُ مِنْ تَكْرَارِ الطَّوَافِ أَنَّ أَمْثَلَ طُرُقِهِ عَنْهُ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْهُ وَقَدْ ذُكِرَ فِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَمْتَنِعُ مِنِ ابْتِدَاءِ الْإِهْلَالِ

(حاشیہ:) جواب: امام نووی کہ کلام وفتاوی ابن المنذر رسالہ بیت نمبر ۱ عدم بطالاں ... سے ہو چکا ہے ۱۲

جواب: چہارم صفحہ ۲۰۲، ۲۰۵ صفحہ ۳۰۶

بِالْحَجِّ بِاَنْ يُّدْخِلَ عَلَيْهِ عُمْرَةً وَّاَنَّ الْقَارِنَ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ وَالَّذِيْنَ احْتَجُّوْا بِحَدِيْثِهٖ لَا يَقُوْلُوْنَ بِامْتِنَاعِ اِدْخَالِ الْعُمْرَةِ عَلَى الْحَجِّ فَاِنْ كَانَ الطَّرِيْقُ صَحِيْحًا عِنْدَهُمْ لَزِمَهُمُ الْعَمَلُ بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ وَاِلَّا فَلَا حُجَّةَ فِيْهِ وَيُضَعِّفُ اَيْضًا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مِنْ تَكْرَارِ الطَّوَافِ اَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ الْاِكْتِفَاءُ بِطَوَافٍ وَّاحِدٍ وَقَدِ احْتَجَّ اَبُوْ ثَوْرٍ عَلَى الْاِكْتِفَاءِ بِطَوَافٍ وَّاحِدٍ لِلْقَارِنِ بِحُجَّةٍ نَظَرِيَّةٍ فَقَالَ قَدْ اَجْزَنَا لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ مَعًا سَفَرًا وَّاحِدًا وَّاِحْرَامًا وَّاحِدًا وَّتَلْبِيَةً فَكَذٰلِكَ يُجْزِءُ عَنْهُمَا طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَّسَعْيٌ وَّاحِدٌ حَكٰى هٰذَا عَنْهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَمِنْ جُمْلَةِ مَا يُحْتَجُّ بِهٖ عَلٰى اَنَّهٗ يَكْفِيْ لَهُمَا طَوَافٌ وَّاحِدٌ حَدِيْثُ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ صَحِيْحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذٰلِكَ لِاَنَّهَا بَعْدَ دُخُوْلِهَا فِيْهِ لَا تَحْتَاجُ اِلٰى عَمَلٍ اٰخَرَ غَيْرِ عَمَلِهٖ وَالسُّنَّةُ الصَّحِيْحَةُ الصَّرِيْحَةُ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلٰى مَا خَالَفَهَا اِنْتَهٰى یعنی حنفیون نے ان حدیثون کے کئی جوابات واہیات دیئے ہین بعض وہ ہین جو طحاوی سے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث پر گذرے ہین اور بعض اون مین سے یہہ ہے جو طحاوی نے کہاہے کہ مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قول جَمَعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ الخ سے جمع متعہ ہے..... یعنی اونہون نے تمتع کیا تھا نہ قران اور یہہ جواب تعجبات سے ہے اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صریح ہے مغایرت مین متمتع کی قارن سے اور دونون کے احکام علیحدہ علیحدہ ہونے مین جیسے کہ حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پہلے یہہ فرمایا کہ طواف کیا اونہون
نے جنہون نے عمرہ کا احرام باندہا ہوا تھا پہر فرمایا اور لیکن جن
لوگون نے اپنے مذہب کے واسطے ساتھہ اوس چیز کے جو روایت کیا
ہے اوس کو عبد الرزاق اور دار قطنی وغیرہ نے حضرت علی رض سے
کہ اونہون نے حج اور عمرہ کو جمع کیا اور دونون کے واسطے دو طواف
کئے اور دو سعی کین پہر کہا کہ مینے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو دیکہا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہین
اور ابن مسعود رض سے بہی اسناد ضعیف کے ساتھہ ایسی روایت
آئی ہے اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بہی ایسی ہی مروی ہے
ولیکن اوس کی اسناد مین حسن ابن عمارہ ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک
متروک ہے ابن حزم نے کہا کہ اس باب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے ہرگز کوئی چیز ثابت نہین
ہوئی امام بیہقی نے کہا کہ اگر دو طوافون کی روایت ثابت بہی ہوجاوے
تو مراد اس سے طواف القدوم اور طواف الافاضہ رکہا
جاوےگا اور لیکن دو بار سعی کرنا تو ہرگز ثابت نہین ہوا ہے علاوہ
اس کے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے برخلاف اس کے
ثابت ہوچکا ہے جلیسا کہ فتح الباری مین اون کے اہل بیت نے
مثل جماعت کی اون سے روایت کی ہے جعفر بن محمد صادق
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ واسطے قارن کے
فقط ایک ہی طواف ہے برخلاف قول اہل عراق کے پس
معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث دو طواف والی
ضعیف ہے اور نیز اون کی حدیث تکرار طواف کے ضعیف ہونے

حج اور عمرہ کو جمع کیا تہا اور دو سعی کی آپ نے جنہون نے ...

کی یہہ دلیل ہے کہ بہت مشہور طریقہ اوس کے طریقون مین سے وہ ہے جو عبد الرحمن نے اون سے روایت کی ہے اور اوسی مین عبد الرحمن نے یہہ بہی ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ حج کے اندر عمرہ داخل کرنے سے منع کرتے تھے اور واسطے قارن کے دو طواف ہین اور دو سعی پس جو لوگ اس حدیث کے ساتھہ استدلال کرتے ہین وہ حج مین عمرہ داخل کرنے کو منع نہین کرتے پس اگر اون کے نزدیک یہہ حدیث علی رضی اللہ تعالی عنہ کی صحیح ہے تو لازم آویگا اونکو حج مین عمرہ داخل کرنے سے منع کرنا اور جو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے تکرار طواف کا مروی ہے وہ ضعیف ہے اس لئے کہ صحیحین وغیرہ مین اون سے ساتھہ اسانید صحیحہ کے ثابت ہو چکا ہے کہ قارن کو فقط ایک طواف کافی ہے اور قارن کے واسطے فقط ایک طواف کافی ہونے پر ابو ثور نے ایک دلیل عقلی بیان کی ہے وہ یہہ ہے کہ حج اور عمرہ اکٹھے کے واسطے سب کے نزدیک ایک ہی سفر ہے اور ایک ہی احرام اور ایک ہی تلبیہ پس اسی طرح لازم آتا ہے کہ دونون کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہو جاوے حکایت کی ہے یہ دلیل اوس سے ابن منذر نے اور جو حدیثین کہ قارن کے واسطے ایک طواف کافی ہونے پر دلالت کرتی ہین اون مین سے ایک یہہ حدیث ہے کہ داخل ہوا عمرہ حج مین قیامت تک اور وہ صحیح ہے جیسا کہ گذرا اس لئے کہ جب عمرہ حج مین داخل ہو گیا تو سوا حج کے عملون کے اور کسی عمل کی حاجت نہ رہیگی پس حق یہہ ہے کہ سنت صحیحہ صریحہ کا اتباع کیا جاوے اور جو اوس کے مخالف ہو اوس کی طرف التفات نہ کیا جاوے ۔ فافہم وباللہ التوفیق

سلم نے نحر یعنی دسوین کے دن پہاڑی کو کنکر مارے ضحی کے وقت اور لیکن نحر کے دن سے پیچھے پس جب آفتاب ڈھل جاوے **دوسری حدیث** ابوداؤد مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ یَوْمِہٖ حِیْنَ صَلَّی الظُّھْرَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مِنًی فَمَکَثَ بِھَا لَیَالِیَ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ کُلَّ جَمْرَۃٍ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ وَیَقِفُ عِنْدَ الْاُوْلٰی وَالثَّانِیَۃِ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر دن نحر کے ظہر کی نماز پڑھی تو طواف زیارت کیا پھر آپ منا کی طرف پھر گئے پھر تشریق کے دنون مین وہین ٹھہرے رہے کنکر مارتے جب کہ آفتاب ڈھل جاتا ہر پہاڑی کو سات کنکریان ہر کنکر کے ساتھ تسبیح کہتے اور پہلی اور دوسری کی نزدیک کھڑے ہوتے **تیسری حدیث** صحیح بخاری مین وبرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُکَ فَارْمِہْ فَاَعَدْتُ عَلَیْہِ الْمَسْئَلَۃَ فَقَالَ کُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا یعنی مین نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ مین کس وقت کنکر مارون اوس نے کہا کہ جب تیرا امام کنکر مارے اوس وقت تو بھی کنکر مار پس لوٹایا مین نے سوال کو سو اوس نے کہا کہ ہم انتظاری کرتے رہتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تو ہم کنکر مارتے تھے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَمَّا اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ فَمَذْھَبُنَا وَمَذْھَبُ مَالِکٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاھِیْرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ الرَّمْیُ فِی الْاَیَّامِ الثَّلٰثَۃِ اِلَّا بَعْدَ الزَّوَالِ لِھٰذَا الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ یعنی لیکن تشریق کے دن (جو مذکور ہو چکے ہین) پس مذہب ہمارا اور مذہب امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما کا یہہ ہے کہ نہین جائز ہے کنکریان ان تینون دنون مین مگر بعد زوال کے ساتھ اس حدیث صحیح کے انتہی پس ثابت ہوا کہ قبل زوال کے کنکر مارنے جائز نہین ہین اگر جائز ہوتے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کرتے یا اصحابہ سے کوئی کرتا صحابہ رضی کو انتظاری کرنی کیا ضرور تھی کبھی جواز کیواسطے کوئی نکوئی تو ضرور کرتا اور پھر اگر اسدن مین جائز نہ ہو تو دوسرے تیسرے دن قبل زوال کے کنکر مارنے بعین جائز نہین اور جواز ترک اوسکا اوس دن مین اسکو مستلزم نہین کہ ہر وقت مین جائز ہو جاوے اور دوسرے دنون کا نہ ترک کرنا اسکو مستلزم نہین کہ قبل زوال کے جائز نہو اور راثر تخفیف کا اوسی شخص کے حق مین ظاہر ہوتا ہے جو چوتھے دن مکے کو چلا آوے اور جو وہان ٹھہرا رہے اوس کے حق مین اثر تخفیف کا ترک مین ظاہر نہین ہوتا ہے سو جب تخفیف ترک اوس نے قبول نہ کی جس کی اوسکو رخصت تھی تو اپنے وقت سے رمی مقدم کرنا بھی اوسکو جائز نہین ہے بوجہ مقیم رہنے رمی کا کرنا اوسپر واجب ہو گیا جسکے بالکل ترک کر دینا

ملہ یعنی صحیح بخاری مین روایت ہے بعض نے یوم النحر ... فصل ... لکھا ہے
ملہ یعنی پہلی اور دوسری کنکر ماری یوم النحر کے پیچھے فصل ... ہے
ملہ امام نووی نے ... لکھا ہے ... تحریر ... الروایات ... علی انہ لا یجزی الرمی فی غیر یوم النحر قبل زوال الشمس بل وقتہ بعد زوالہا کما فی البخاری وغیرہ والیہ ذہب الجمہور وخالف فی ذلک عطاء وطاوس والحنفیہ والاحادیث ترد علیہم انتہی
ملہ یہ عبارت صحیح مسلم ... جلد اول صفحہ ۳۰۰ مین ہے

کی اوسکو رخصت تھی تو اپنے وقت پر رمی کرنا بطریق اولی واجب ہوگا والا رمی کا ترک کر دینا اوس دن بھی اوسکو جائز نہ ہونا چاہیے جیسے کہ ہر وقت رمی کرنا تم جائز رکھتے ہو **مسئلہ چہل و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا يُقَلَّدُ الشَّاةُ عَادَةً وَلَا تَقْلِيدُهَا عِنْدَنَا یعنی اور نہین قلادہ ڈالی جاتی ہے بکری عادت مین اور نہین سنت ہو قلادہ ڈالنا بکری کو نزدیک ہمارے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَهْدٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً اِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مکے کی طرف ہدی بہیجی بکرین پس قلادہ ڈالا اون کو **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین اوسی سے روایت ہے قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ یعنی اوس نے کہا کہ ہم بکریون کو قلادہ ڈالتی تہی پس اون کو ہم بہیج دیتی تہی یعنی مکے کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال رہتے تہے یعنی محرم نہین ہوتے تہے اور آپ پر کوئی چیز حرام نہین ہوتی تہی **فائدہ** قلادہ اوسکو کہتے ہین جو کہ اونٹ یا گائی یا بکری کے گلے مین جوتی کا ٹکڑا یا بالون کی رسی وغیرہ ڈالتے ہین تاکہ نشانی ہو جاوے اسپر کہ یہہ ہدی ہے اور **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فِيْهِ دَلَالَةٌ لِمَذْهَبِنَا وَمَذْهَبِ الْاَكْثَرِيْنَ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ تَقْلِيْدُ الْغَنَمِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب ہمارے کے اور مذہب اکثر علما کے اسپر کہ بکریون کو قلادہ ڈالنا مستحب ہے انتہی **مسئلہ چہل و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے فَاِنِ ادَّهَنَ بِزَيْتٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی اگر مالش کرے ساتھ تیل کے پس واجب ہے اُسپر خون یعنی ذبح کرنا دنبہ یا بکری کا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو ترمذی مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ غَيْرِ الْمُقَتَّتِ يَعْنِيْ غَيْرَ الْمُطَيَّبِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت مین تیل خالص کے ساتھ مالش کرتے یعنی جسمین خوشبو نہو **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم خالص تیل کے ساتھ مالش کر لیوے تو اوسمین کچھہ گناہ نہین ہے اور نہ اوسمین کچھہ بکری دینی آتی ہے خواہ ضرورت کے ساتھ ہو یا بے ضرورت ہو **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ

بالزیت الذی لم یخلط بشی من الطیب قال ابن المنذر واجمع العلماء ماسوی ... انتہی ملخصا الی النیل

شاید دوا کیواسطے استعمال کیا ہوگا سو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف ہی اس احتمال پر کوئی دلیل نہین ہے اور احتمال بلا دلیل مقابل مین ظاہر معنی حدیث کے قطعاً باطل ہے خاصکر جبکہ بیان کان موجود ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے سو پہر حضرت کو ایسی مرض کون ہتی جس کیواسطے ہر وقت تیل مالش کرتے تہے اور نیز راوی نے وہ مرض کیون نہین بیان کی تا کہ حنفیہ کے دلیل ہوتی شاید وہ راوی کوئی حنفیہ کا دشمن ہوگا اور نیز حنفیہ کے نزدیک تو ضرورت کیوقت بہی دم یا صدقہ دینا واجب ہے پہر اس احتمال باطل سے کیا فائدہ ہے جبکہ یہہ حدیث دم یا کفارہ پر مطلق دلالت نہین کرتی ہے **مسئلہ چہل و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَعِنْدَنَا وَعِنْدَ اَحْمَدَ فِي الْاَشْهَرِ يَجُوْزُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَلَا يَجُوْزُ قَبْلَ ذٰلِكَ یعنی نزدیک ہمارے اور احمد کے مشہور روایت مین جائز ہے طواف زیارت پیچہے طلوع فجر کے اور نہین جائز ہے پہلے فجر سے مطلب اس کا یہہ ہے کہ طواف زیارت دسوین دن کی رات مین فجر سے پہلے جائز نہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَاَفَاضَتْ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَكُوْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا یعنے اوس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کو دسوین کی رات مین بہیجدیا سو اوس نے پہاڑی کو کنکر ماری فجر سے پہلے پہر طواف زیارت کیا اور یہہ دن وہ تہا جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تہے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پہلے فجر کے بہی کنکر مارنے جائز ہین **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس حدیث کو سند لاتے ہین جو کہ ابو داؤد وغیرہ مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ یعنی نہ کنکر مارو یہانتک کہ آفتاب نکل آوے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث مین نہی تنزیہی ہو نہی تحریمی نہین ہے یا یہہ کہ عذر والے لوگ اس کے عموم سے مخصوص ہین والتخصیص جائز بالاتفاق کما مر تا کہ دونون حدیثون مین تطبیق ہو جاوے فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِيْلَيْنِ اَوْلٰى مِنَ الْاِهْمَالِ **مسئلہ پنجاہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ مَكَّةَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ مِنْ بَعْدِ

اَلْغَدِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ یعنی پہر آدے اوسی دن یعنی قربانی کے دن مکہ مین یا اوسکے بعد دوسرے روز یا اوسکے بہی بعد تیسرے دن پس طواف زیارت کرے مطلب اسکا یہہ ہے کہ دسوین تاریخ سے بعد یعنی گیارہوین اور بارہوین دن مین بہی طواف زیارت کرنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ اِلَى اللَّيْلِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکہا ہے تاخیر کرنا طواف زیارت کو دسوین کے دن رات تک **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف زیارۃ کو دسوین تاریخ مین فقط رات تک موخر کرنا جائز ہے اس لیے کہ رات اوس کی غایت ہے پس بعد اوس کے گیارہوین تاریخ یا بارہوین تاریخ کو طواف زیارت جائز نہین ہوگا **مسئلہ پنجاہ و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَفِيْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ اِذَا صَعِدَ الْاِمَامُ الْمِنْبَرَ فَجَلَسَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ یعنی ظاہر مذہب مین ہے کہ جب امام منبر پر چڑہکر بیٹھ جاوے تو موذن اذان کہے مطلب اسکا یہہ ہے کہ جب عرفات کے دن امام خطبہ پڑہنے لگے تو اول خطبہ سے اذان کہی جاوے اور خطبہ بعد اذان کے پڑہا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام کا یہہ مسئلہ مخالف ہو اس حدیث کے جو کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے حجۃ الوداع کے بیان مین روایت کی ہو اوسی حدیث طویل مین یہہ بہی ہے فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ الخ جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے بہت طویل خطبہ بیان کیا پہر بعد اوس کے کہا جابر نے ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ الحدیث یعنی پہر بعد اُسکے بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان کہی پہر اقامت کہی پہر ظہر کی نماز پڑہی آخر حدیث تک **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عرفات کے دن خطبہ اذان سے پہلے پڑہا جاوے بعد اوس کے اذان کہی جاوے فقط **مسئلہ پنجاہ و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَمَنْ كَانَ دَاخِلَ الْمِيْقَاتِ فَوَقْتُهُ الْحِلُّ مَعْنَاهُ الْحِلُّ الَّذِيْ بَيْنَ الْمِيْقَاتِ وَالْحَرَمِ عِنْدَنَا تَاخِيْرُهُ اِلَى الْحَرَمِ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص میقات یعنی احرام باندہنے کی جگہہ کے اندر رہتا ہو اوسکو اپنے گہر سے احرام باندہنا واجب نہین بلکہ حرم کے سوا جس جگہہ چاہے احرام باندہ لیوے اور اپنے گہر کے درمیان مین کسی جگہہ سے احرام باندہنا جائز ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم

کا یہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثوں کے **پہلی حدیث** جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم
مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَا الْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ الشَّامِ الْجُحْفَۃَ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ
الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ فَھُنَّ لَھُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِ اَھْلِھِنَّ لِمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ
فَمَنْ کَانَ دُوْنَھُنَّ فَمُھَلُّہٗ مِنْ اَھْلِہٖ کَذَاکَ وَکَذَاکَ حَتّٰی اَھْلُ مَکَّۃَ یُھِلُّوْنَ مِنْھَا
یعنی مقرر کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ والونکو واسطے جگہہ احرام باندہنی کی ذوالحلیفہ اور شام والون کی جحفہ اور
نجد والون کی واسطے قرن اور اہل یمن کے یلملم سو یہ جگہین واسطے اونہین اور واسطے اُس شخص کے جو آوے اونپر اونکے غیر سے
خاص اُسکے لیے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہی اور جو آدمی اس جگہہ سے اندر ہووے پس وہ اپنے گہر سے احرام
باندہے وعلی ہذا القیاس جو جسجگہہ رہتا ہو وہین سے احرام باندہی یہانتک کہ مکے والے مکے سے **فائدہ**
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص میقات سے اندر رہتا ہو وہ اپنے گہر سے احرام باندہے اپنے گہر سے
حرم کی طرف آگے بڑہکر احرام باندہنا اُسکو جائز نہین ہے اس لیے کہ آنحضرت صلعم نے
ان لوگون کے لیے یہہ جگہین مقرر کین اور ان چارون جگہون سے آگے بڑہکر احرام باندہنا
جائز نہین پس اسیطرح جو میقات سے اندر رہتا ہوا وسکو بھی اپنے گہر سے آگے بڑہکر احرام باندہنا جائز
نہین ہوگا **دوسری حدیث** حاکم نے حضرت علی رض سے روایت کی ہی فی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ
لِلّٰہِ قَالَ اِتْمَامُھُمَا اَنْ تُحْرِمَ بِھِمَا مِنْ دُوَیْرَۃِ اَھْلِکَ فَذَکَرَہٗ مَوْقُوْفًا وَاَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ رُوِیَ عَنْ
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا انتہی تخریج **مسئلہ پنجاہ وسوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے
یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہی کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہی عبارت ہدایہ کی
یہ ہی وَیَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَۃِ اَنْ یَّتَزَوَّجَا فِیْ حَالَۃِ الْاِحْرَامِ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہی اُس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین عثمان رض سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْکِحُ
الْمُحْرِمُ وَلَا یُنْکِحُ وَلَا یَخْطُبُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ محرم نہ نکاح کرے اور نہ پیغام کرے **فائدہ**
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی فَقَالَ مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَۃِ
فَمَنْ بَعْدَھُمْ لَا یَصِحُّ نِکَاحُ الْمُحْرِمِ انتہی یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد اور جمہور علما
صحابہ مین سے اور جو اونکے پیچہے ہین یہی کہتے ہین کہ محرم کا نکاح صحیح نہین ہوتا ہی احرام
کی حالت مین انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین جو کہ بخاری

علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ کو احرام کی حالت مین **سو جواب** اوسکا اس کا یہہ ہے کہ دوسری روایت مسلم مین ہی صاف آچکا ہے کہ میمونہ خود کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام کی حالت مین نہین تھے عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ ابْنِ أُخْتِ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَزَادَ فِيهِ أَبُو يَعْلَى بَعْدَ أَنْ رَجَعْنَا مِنْ مَكَّةَ

تخریج **ثانیاً** تخریج ہدایہ مین لکھا ہے وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَهِمَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي قَوْلِهِ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ **یعنی** اور روایت کی ابوداؤد نے طریق سعید بن مسیب سے کہا اوس نے وہم کیا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے بیچ قول اپنے کہ نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالے عنہا کو اور وہ محرم تھے۔ اور موید ہے اسی کے یہہ حدیث جو کہ مسند امام احمد اور ترمذی مین ابورافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَكُنْتُ أَنَا الرَّسُولَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ یعنی اوس نے کہا کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کو اس حالت مین کہ آپ حلال تھے اور بنا کی ساتھ اس کی اس حالت مین کہ آپ حلال تھے یعنی احرام مین نہین تھے اور مین اون دونون کے درمیان مین وکیل تھا اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اب اس حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ آپ نے میمونہ کے ساتھ احرام کی حالت مین نکاح نہین کیا ہے بلکہ نکاح کی حالت مین آپ حلال تھے اس لیے کہ خود میمونہ جسکا یہہ واقعہ ہے یہہ کہتے ہین کہ نکاح کے حالت مین آپ حلال تھے اور ابورافع جو اون کے وکیل تھے اور اس واقعہ کے بہت واقف تھے وہ بھی یہی کہتے ہین کہ نکاح کیوقت آپ حلال تھے پہر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے کلام کو جو اس قصہ کیوقت حاضر نہین تھے ظاہر معنے پر کیونکر محمول کیا جاوے گا پس اوس کی تاویل کرنی لازم اور واجب ہے ساتھ قرینہ ان حدیثون کے تاکہ سب مین تطبیق ہو جاوے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَأَجَابَ الْجُمْهُورُ عَنْ حَدِيثِ مَيْمُونَةَ بِأَجْوِبَةٍ أَصَحُّهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا تَزَوَّجَهَا حَلَالًا هٰكَذَا رَوَاهُ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ قَالَ الْقَاضِي وَغَيْرُهُ وَلَمْ يَرْوِ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا مُحْرِمًا إِلَّا ابْنُ عَبَّاسٍ وَحْدَهُ وَرَوَتْ

مَیمُونَۃ وَاَبُو رَافِعٍ وَغَیرُہُمَا اَنَّہٗ تَزَوَّجَہَا حَلَالًا وَہُمْ اَعْرَفُ بِالْقَضِیَّۃِ لِتَعَلُّقِہِمْ بِہٖ بِخِلَافِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِاَنَّہُمْ اَضْبَطُ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَکْثَرُ وَالْجَوَابُ الثَّانِی تَاْوِیلُ حَدِیثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ تَزَوَّجَہَا فِی الْحَرَمِ وَہُوَ حَلَالٌ وَیُقَالُ لِمَنْ ہُوَ فِی الْحَرَمِ مُحْرِمٌ وَاِنْ کَانَ حَلَالًا وَہِیَ لُغَۃٌ شَائِعَۃٌ مَعْرُوفَۃٌ وَمِنْہُ الْبَیْتُ الْمَشْہُورُ قَتَلُوا ابْنَ عَفَّانَ الْخَلِیفَۃَ مُحْرِمًا + اَیْ فِی حَرَمِ الْمَدِینَۃِ وَالثَّالِثُ اَنَّہٗ تَعَارَضَ الْقَوْلُ وَالْفِعْلُ وَالصَّحِیحُ حِینَئِذٍ عِنْدَ الْاُصُولِیِّینَ تَرْجِیحُ الْقَوْلِ لِاَنَّہٗ یَتَعَدّٰی اِلَی الْغَیرِ وَالْفِعْلُ قَدْ یَکُونُ مَقْصُورًا عَلَیہِ وَالرَّابِعُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَہٗ اَنْ یَتَزَوَّجَ فِی حَالِ الْاِحْرَامِ وَہُوَ مِمَّا خُصَّ بِہٖ دُونَ الْاُمَّۃِ انتہی

یعنی جمہور علما نے میمونہ کی حدیث کے کئی جوابات دئے ہین سب مین زیادہ تر صحیح یہ ہو کہ آپ نے جب میمونہ سے نکاح کیا اوسوقت آپ حلال تھے اسی طرح روایت کیا ہو اکثر صحابہ نے اور قاضی وغیرہ نے کہا کہ احرام مین نکاح کرنے کی حدیث فقط ابن عباسؓ ہی نے روایت کی ہو اور کسی نے نہین کی اور خود میمونہ اور ابو رافع وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جب آپ نے میمونہ سے نکاح کیا اوس وقت آپ حلال تھے اور وہ اس قصہ کے زیادہ تر واقف ہین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے واسطے تعلق اون کے کے ساتھ اس قصہ کے اور نیز وہ ابن عباسؓ سے زیادہ تر یاد رکھنے والے ہین اور اکثر ہین دوسرا **جواب** یہہ ہو کہ آپنے نکاح اون سے حرم مین کیا اور آپ حلال تھے اور جو شخص کہ حرم مین ہو اوسکو محرم کہا جاتا ہو اگرچہ وہ حلال ہی ہو اور یہہ لغت عرب مین بہت مشہور اور معروف ہو چنانچہ ایک شاعر نے کہا کہ خوارج نے قتل کیا ابن عفان خلیفہ کو احرام کی حالت میں یعنی مدینہ کی حرم مین (یعنی اس شعر مین حضرت عثمان کو محرم بولا گیا ہو حرم مین ہونے کی وجہ سے اسی طرح احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حرم مکے مین ہونے کی وجہ سے محرم بولا گیا ہو) تیسرا **جواب** یہہ ہو کہ یہان قول اور فعل مین تعارض واقع ہوا ہے اور صحیح اہل اصول کے نزدیک اس صورت مین قول کو ترجیح ہو فعل پر اس لئے کہ قول غیر کی طرف متعدی ہو جاتا ہے اور فعل کبھی خاص ہوتا ہے چوتھا **جواب** یہہ ہے کہ احرام کی حالت مین نکاح کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو امت کو اب نکاح کرنا جائز نہین ہے انتہی **اور بعضے** حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ ابن عباسؓ کی حدیث کو ترجیح ہے اس لئے کہ وہ احفظ اور ہین زیادہ ہے سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث کو فقط ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے

ویؤیدہ ما روی مالک ان طریفا تزوج امراۃ وھو محرم فرد علیہ عمر نکاحہ

روایت کیا اور اس حدیث کو میمونہ اور ابو رافع وغیرہ کئی متعدد لوگون نے روایت کیا ہے پس کثرت عدد کی وجہ سے اوس حدیث کو ترجیح ہوگی ابن عباسؓ کی حدیث پر اور نیز یہہ معاملہ خود اون کے ساتھہ واقع ہوا ہے پس جیسے کہ وہ اس واقعہ کے واقف ہین دوسرا نہین ہے اسوجہ سے بہی اسی حدیث کو ترجیح ہوگی اور فقاہت کو اس باب مین کچہہ دخل نہین کما حققہ فی التلویح وبحر العلوم فی شرح المسلم وغیرہ **اور** بعض حنفیہ کہتے ہین کہ عثمانؓ کی حدیث مین احرام کی حالت مین نکاح کرنے سے نہی جو واقع ہوئی ہے تو یہہ نہی تحریمی نہین تہی تنزیہی ہے یعنی محرم کے شان سے یہہ کام نہین تو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ تمہارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام مین نکاح کیا ہے اب تمہارے اس معنے کے رو سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بہی یہہ کہا جاویگا کہ احرام مین نکاح کرنا حضرتؐ کے شان سے نہین تہا اور یہہ کلمہ سخت بی ادبی کا ہے اور یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی شارع ہین اور پہر خود ہی ایک ایسا کام کرین جو اون کے شان کی لائق نہو اور ایسا کلمہ اپنی زبان سے کون آدمی نکال سکتا ہے کسی ایماندار کو طاقت نہین **اور** بعض حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ جو جو تاویلات تمنے ابن عباسؓ کے قول وہو محرم مین کی ہین وہ اکثر تاویلین یزید بن اصم کی حدیث وہو حلال مین بہی ہوسکتی ہین پہلی تاویل اس طور سے اوس مین جاری ہوسکتی ہے کہ **هو حلال** کا یہہ معنے ہے کہ نکاح تو آپ نے احرام مین کیا تہا مگر لوگون مین مشہور اور ظاہر اوسوقت ہوا جس حالت مین آپ حلال تہے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ دوسری حدیث ابو رافع کی اس تاویل کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اوس مین هو حلال کو دو جملون کے ساتہہ مقید کیا ہے پس ہو حلال کا جو معنے پہلے جملے مین ہوگا وہی دوسرے جملہ مین ہوگا اس لئے کہ راوی نے دونون جملون کو ایک سلسلہ مین بیان کیا ہے اور دونون کے ساتہہ یہی قید لگائی ہے پس اندرینصورت دوسرے جملے کا بہی یہی معنے کرنا پڑیگا کہ جب آپ نے میمونہ کے ساتہہ بنا کی آپ اُسوقت مُحرم تہے لیکن جسوقت یہہ امر لوگون مین مشہور ہوا وہ سحالت مین آپ حلال تہے اور یہہ معنی صریح غلط اور باطل ہے اول اسوجہ سے کہ آپنے میمونہ کے ساتہہ بنا مقام سرف مین کہ کے رستہ مین ہے مدینہ کو پلٹ جانے کی حالت مین دوم احرام کی حالت مین بنا کرنا لازم آویگا اور بوسہ اور لمس اور جماع وغیرہ بنا کے لوازمات سے ہی پہر یہ کیونکر کہنا صحیح ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام مین بنا کی اور ایسے کام احرام مین کئے جو حج کو بالکل باطل کر دیتے ہین دوسری تاویل حنفیہ اوس مین اس طور سے کرتے ہین کہ هو حلال کا یہہ معنی ہوگا کہ جب آپنے میمونہ سے

نکاح کیا اوسوقت آپ محرم تھے ولیکن حل مین تھے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ اول تو جو شخص حل مین ہو اوسکو کسی لغت مین حلال نہین بولا جاتا ہے اور نہ محاورۂ عرب مین یہ اطلاق کسی جگہہ آیا ہے پس مدعی کو اس کی دلیل لانی لازم ہے دوم جب نکاح حل مین کیا تو لابد بنا بھی حل مین ہی کی ہوگی پس اندرینصورت یہہ لفظ محض لغو ہو جاویگا اس لیے کہ آپ نے بنا تو باتفاق مقام سرف مین کی ہی جو باتفاق حل مین ہے اور مین کسیکو توہم اور اختلاف بھی نہین تھا اور نہ کسی کو اوس مین بحث اور کلام تھی پھر راوی نے اس لفظ کو کسی غرض سے بیان کیا سوم اس صورت مین مدعی پر یہہ بات کا ثابت کرنا لازم ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کے ساتھہ نکاح مدینہ سے مکے کو آتے ہوئے راہ مین کیا ہے یا یہ کہ احرام کی حالت مین آپ نکاح کیواسطے مکے سے باہر نکل گئے تھے اور حرم سے خارج مین جاکر نکاح کیا تھا سو اسکو مدعی ثابت نہین کرسکتا ہے پس اس سے سب تاویلات باطل ہوگئین اور کوئی شبہ باقی نہین رہا فقط

مسئلہ پنجاہ وچہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلٰکِن لَا تَلبَسُ المَصبُوغَ بِوَرسٍ وَلَا زَعفَرَانٍ وَلَا عُصفُرٍ یعنی اور نہ پہنے عورت احرام مین رنگا ہوا کپڑا ساتھہ ورس یا زعفران یا کسنب کے مطلب اس کا یہہ ہے کہ عورت کو احرام مین کسنب کے ساتھہ رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ ابو داؤد مین حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّہُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نَہَی النِّسَآءَ فِی اِحرَامِہِنَّ عَنِ القُفَّازَینِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الوَرسُ وَالزَّعفَرَانُ مِنَ الثِّیَابِ وَلتَلبَس بَعدَ ذٰلِکَ مَا اَحَبَّت مِن اَلوَانِ الثِّیَابِ مُعَصفَرًا اَو خَزًّا اَو حُلِیًّا اَو سَرَاوِیلَ اَو قَمِیصًا اَو خُفًّا یعنی تحقیق اوس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ عورتون کو منع فرماتے تھے احرام مین دستانہ اور برقعہ پہننے سے اور اوس کپڑے سے جسکو زعفران اور ورس لگا ہو اور چاہیئے کہ پہنے عورت سوا اس کے جو چاہے رنگدار کپڑون سے کسنب کا رنگا ہوا ہو یا ریشم ہو یا زیور ہو یا پائجامہ ہو یا کرتہ ہو یا موزہ ہو **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتون کو احرام مین ورس اور زعفران کے سوا اور قسم کے رنگدار کپڑے معصفر وغیرہ پہننے جائز ہین جس کپڑے کی خواہش ہو بیشک پہنے پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کا یہہ مسئلہ معصفر کپڑے سے عورت کو منع کرنا محض غلط ہے

مسئلہ پنجاہ وپنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا

مخالف حدیث کی یہہ ہے جو کہ مرقات شرح مشکوۃ و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
قولہ او یاکل الضبع احد دل علی حرمۃ اکلہ کما قال ابو حنیفۃ مطلب اسکا یہہ ہے کہ ضبع کا
گوشت کہانا حرام ہے اور ضبع ایک چارپایہ ہے مثل بھیڑیے کی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم
کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی اور مسند امام شافعی
مین عبد الرحمن بن ابی عمار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال سألت جابر ابن عبد اللہ عن الضبع
اصید ھی فقال نعم فقلت ایؤکل فقال نعم فقلت سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال نعم وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح یعنی اوس نے کہا کہ مین نے
جابر بن عبد اللہ سے سوال کیا ضبع کا کہ کیا وہ بھی شکار ہے سو اوس نے کہا ہان پھر مین نے کہا کہ
کیا کہایا جاتا ہے اوس نے کہا ہان پھر مینے کہا کہ تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکو سنا ہے اوس نے
کہا ہان اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث حسن صحیح ہے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور دارمی اور ابن
ماجہ مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
الضبع قال ھو صید ویجعل فیہ کبشا اذا اصابہ المحرم یعنے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا ضبع کا حال آپ نے فرمایا وہ شکار ہے اور کفارہ دیوے بدلے اوس کے دنبہ جب کہ شکار کرے
اوسکو محرم **فائدہ** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ ضبع کا گوشت کہانا حرام نہین ہے
بلکہ اور شکاری جانورون کی طرح یہہ بھی حلال ہے اور ساتھ اسکے قائل ہین امام شافعی اور امام احمد
تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہہ حدیث لاتے ہین جو کہ ترمذی مین
خزیمہ سے روایت ہے قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل الضبع ......
قال او یاکل الضبع احد یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کے گوشت کہانے کا سوال
کیا آپ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ضبع کو کہاتا ہے سو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے جیسے
کہ ترمذی نے اپنی جامع مین اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد کہا ہے لیس اسنادہ بالقوی
یعنی اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے پس یہہ حدیث حجت پکڑنے کی لائق نہین ہے اور بعضے حنفیہ کہتے
ہین کہ اجتہاد مجتہد کا جو اوس کی طرف سابق مین مستند ہو چکا ہے اوس کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے
تو اوس کا **جواب** یہہ ہے کہ کسی مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اوس کی صحت پر دلالت نہین

؎ و اخرجہ الحاکم بلفظ فقیہ کبش من صید ہو ص

کرتا ہو احتمال ہے کہ اوس کے نزدیک بہی وہ حدیث ضعیف ہو ولیکن بوجہ نہ ملنے حدیث صحیح کے اوسی سے
استدلال کیا ہے پہر اس سے صحت کہان لازم آئی **اور نیز** اس مین یہہ بہی احتمال ہے کہ مجتہد کو قیاس کرنے
کیوقت یہ حدیث نہ ملی ہو محض قیاس سے اوس کی حرمت نکالی ہو اسپر کوئی دلیل نہین ہو کہ مجتہد کو یہہ
حدیث قیاس کرنیکے وقت ملی اور اوس نے اوس سے استدلال کیا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعد اون کے مقلدین
نے یہہ حدیث اوس کے ساتھہ لگائی ہو پس صحت کو اسپر بنا کرنا بنا فاسد علی الفاسد ہے **اور نیز** جب کہ مجتہد کا
ایک حدیث سے استدلال کرنا اوس کی صحت پر دلالت کرتا ہو تو پہر اسی طرح سے کل مجتہدین کے دلائل
صحیح ہوجاوینگے مثلاً جس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہو وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت
کریگا اور جس حدیث سے امام احمد وغیرہ نے استدلال کیا ہے وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت کریگا پس
حدیث حلت ضبع سے جو امام شافعی و امام احمد وغیرہ نے استدلال کیا ہے وہ بہی اوس کی صحت پر دلالت
کریگا اندرینصورت حلت کی حدیث بہت اقوی اور اصح ہوجاویگی اس لئے کہ اوسمین دو قسم کی صحت جمع
ہوگئی ہے ایک صحت محدثین کی اور دوسری صحت مجتہد مستدل کی پس حدیث حلت کو قطعاً ترجیح ہوگی
اور نیز اگر بالفرض صحت پر دلالت کرے تو بہی اس صحت کا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ اعتبار اوسی
صحت اور ضعف کا ہی جسکو محدثین نے مقرر کیا ہی یعنی جو حدیث بموجب قواعد اہل حدیث کے صحیح ہوگی وہی
صحیح سمجہی جاویگی اور جو اونکے قواعد کے لحاظ سے ضعیف ہوگی وہ ضعیف سمجہی جاویگی صحیح وہی حدیث
گنی جاویگی جسپر صحیح کی یہہ تعریف صادق آویگی فَالصَّحِيحُ مَا ثَبَتَ بِنَقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ غَيْرِ مُعَلَّلٍ وَلَا
شَاذٍّ یعنی صحیح وہی حدیث ہے جو ثابت ہووے ساتہہ نقل کرنے عادل کے جسکو حافظہ اور ضبط پورا ہو
نہ اوس مین کوئی علت ہو اور نہ شاذ ہو کذا قاله الشیخ عبد الحق فی مقدمتہ شرح المشکوۃ اور جسپر یہ تعریف
صحیح کی صادق نہ آویگی وہ حدیث بیشک ضعیف سمجہی جاویگی خواہ کسی مجتہد نے اوس سے استدلال
کیا ہو یا نہ کیا ہو اس حالت مین استدلال مجتہد کا اوسکو کچہہ مفید نہین پس مدار صحت اور ضعف حدیث کی
اسناد پر ہی و بس اور اگر استناد مجتہد کا حدیث کی صحت کی دلیل ٹہرائی جاوے تو علم اصول محض لغو
ہوجاویگا **اور بعضے** حنفیہ یہہ حدیث سند لاتے ہین كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ **سو**
جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث عام ہے اور حدیث حلت ضبع کی خاص ہی اور تخصیص عام کی ساتہہ خبر
واحد کے بالاتفاق جائز ہی کئی وجہ سے کما ذکرنا سابقاً پس حدیث حلت ضبع کی اوس کی مخصص ہوجاویگی

فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِیْلَیْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ اور بعض حنفیہ کہتے ہین کہ یہان حرمت اور حلت متعارض ہوئی ہین اور حلت اور حرمت مین تعارض کیوقت حرمت کو ترجیح ہوتی ہو سو جواب اُس کا یہہ ہے کہ یہہ اوسی وقت ترجیح ہوتی ہو جبکہ دونون طرفین قوت اور صحت مین مساوی ہون اور جس مین دلیل حرمت کی ضعیف ہو اوس وقت اوسکو کالعدم سمجھا جاتا ہے نَعْمَلُ بِالْاَقْوٰی وَ یُتْرَکُ الْاَضْعَفُ لِکَوْنِہٖ فِیْ حُکْمِ الْعَدَمِ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْاَقْوٰی کَذَا فِی التَّلْوِیْحِ اور جب کہ سرے سے وہ کالعدم ٹھہری تو پھر ترجیح دینا بنا فاسد علی الفاسد ہو پھر ترجیح کہان پس ثابت ہوگیا کہ ضبع کا کھانا مباح ہو حرام نہین اور دلیل حرمت کی نہایت ہی ضعیف ہی **مسئلہ پنجاہ و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے ثُمَّ الْاٰفَاقِیُّ اِذَا انْتَھٰی اِلَیْھَا عَلٰی قَصْدِ دُخُوْلِ مَکَّۃَ عَلَیْہِ اَنْ یُّحْرِمَ قَصَدَ الْحَجَّ اَوِ الْعُمْرَۃَ اَوْ لَمْ یَقْصِدْ عِنْدَنَا یعنی پھر آفاقی (جو کے کے حرم سے خارج رہتا ہی) جب میقات کے پاس آوے کے مین داخل ہونے کی نیت سے تو اوسپر احرام باندہنا واجب ہے حج کا قصد ہو خواہ عمرہ کا قصد ہو خواہ کسی کا قصد نہو مطلب اسکا یہہ ہے کہ جس شخص کی نیت حج اور عمرہ دونون کی نہو اور ایسے ہی کسی کام کیواسطے مکے مین داخل ہونا چاہے تو اوسپر احرام باندہنا واجب ہے بغیر احرام کے اوسکو مکے مین داخل ہونا جائز نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم علیہ کا یہہ مسئلہ مخالف ہو ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن کے مین داخل ہوئے اور آپکے سر پر سیاہ عمامہ تہا بغیر احرام کے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس شخص کی نیت حج اور عمرہ کرنے کی نہو اوسکو کے مین بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی فتح کے کے دن احرام نہین باندہا حالانکہ اوسدن دس بارہ ہزار صحابی آپکے ساتھہ تھے **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَا الْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ الشَّامِ الْجُحْفَۃَ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ فَھُنَّ لَھُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ

۵۴ یہ مضمون ہدایہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۱۵۷ مین ہے

۵۵ یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ ہے لکہنؤ جلد اول ص ۲۳۶ میں ہے

۵۶ یہ عبارت بخاری مطبوعہ میرٹھ جلد اول صفحہ ۲۴۸ مین ہے

غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ یعنی مقرر کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہہ احرام باندھنے کی مدینہ والون کے واسطے ذوالحلیفہ اور شام والون کیواسطے جحفہ اور نجد والون کیواسطے قرن المنازل اور یمن والون کیواسطے یلملم پس یہہ مکانات واسطے اون کے ہین اور واسطے اونکے ہین جو اونپر آوے اون کے غیر سے واسطے اوس شخص کے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہے اور ایک روایت مین مسلم کے ہے اون لوگون مین سے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو اور صحیح بخاری مین لکہا ہو وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا یعنی ابن عمر حرم مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہوئے **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ میقات پر آنے سے احرام خاص اوسی شخص پر لازم ہوتا ہو جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو چنانچہ قید لِمَنْ اَرَادَ الْحَجَّ کی اُسپر دلالت کرتی ہو اسسے معلوم ہوا کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ نرکہتا ہو بلکہ کسی اور کام تجارت وغیرہ کیواسطے مکے مین جاوے اوس پر میقات سے احرام باندھنا لازم نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فِيْهِ دَلَالَةٌ لِلْمَذْهَبِ الصَّحِيْحِ فِيْمَنْ مَرَّ بِالْمِيْقَاتِ لَا يُرِيْدُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً اَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ الْاِحْرَامُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہو واسطے صحیح مذہب کے اوس شخص کے حق مین جو احرام کی میقات پر گذرے اور حج اور عمرہ کا ارادہ نرکہتا ہو تحقیق اوسکو احرام باندھنا واجب نہین ہے واسطے داخل ہونے مکے کے انتہی اور دوسری جگہہ لکہتے ہین هٰذَا دَلِيْلٌ لِمَنْ يَقُوْلُ يَجُوْزُ دُخُوْلُ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ لِمَنْ لَمْ يُرِدْ نُسُكًا سَوَاءٌ كَانَ دُخُوْلُهُ لِحَاجَةٍ تَكَرَّرَ كَالْحَطَّابِ وَالْحَشَّاشِ وَالسَّقَّاءِ وَالصَّيَّادِ وَغَيْرِهِمْ اَوْ لَمْ يَتَكَرَّرْ كَالتَّاجِرِ وَالزَّائِرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَاءٌ كَانَ اٰمِنًا اَوْ خَائِفًا اور ایسا ہی لکہا ہے شیخ عبدالحق نے شرح مشکوۃ مین **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا يُجَاوِزُ اَحَدٌ الْمِيْقَاتَ اِلَّا مُحْرِمًا یعنی نہ آگے بڑھے کوئی میقات سے مگر احرام باندھکر ہو **جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے پس نہین صحیح ہو حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور بالفرض اگر صحیح بہی ہو تو جب بہی اس سے استدلال صحیح نہین ہے اس لیے کہ صحیحین کی حدیثون کو اسپر ترجیح دیجاویگی لانہما اصح الکتب بعد کتاب اللہ العزیز **اور** نیز عموم اس کا مخصوص کیا جاویگا ساتھہ اون حدیثون صحیحین کے اس لیے کہ تخصیص عموم کی ساتھہ خبر واحد کے کئی وجہ سے جائز ہے کما ذکرنا سابقا پس مراد اس سے وہی لوگ ہونگے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتے ہون اور جب کہ لِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ کے عموم مخصوص

اس لیے کہ ابن ابی شیبہ کی روایت مین اسی حدیث مین سے لکڑیان لانیوالے اور کام کرنیوالے وغیرہ مستثنی کیے گئے ہین ۱۲

ہوے کے شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ قائل ہین یا تو پہر اس حدیث کے عموم کی تخصیص کو کیون نہین مانتے ہین
حالانکہ وہ حدیث بہی صحیح متفق علیہ ہے **اور** بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ساعت
مکہ حلال ہوگیا تہا اسواسطے احرام نہین باندہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ
مین لڑائی کرنا فقط دن کی ایکساعت مین حلال ہوا تہا جب کہ آپ عین مکہ مین داخل ہوئے تہے اور
جب آپ میقات مدینہ پر آئے تہے وہ اسے پہلے کئی دن کا ذکر ہے پہر وہان سے احرام باندہنا
حضرت کا ثابت کرنا ضرور ہی والا فہذا بناء الفاسد علی الفاسد **اور نیز دوسری حدیث**
کے تحت مین شیخ عبدالحق نے بہی صاف لکہدیا ہے کہ یہہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ جو شخص حج اور عمرہ کا ارادہ
نرکہتا ہو اوسپر مکے مین داخل ہونیکے واسطے احرام لازم نہین انتہی پس اس حدیث مین یہ تاویل کیسے چل سکے گی
اور بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ وجوب احرام واسطے تعظیم اور تکریم اس جگہہ مبارک کے ہے پس واجب ہے
تعظیم اوس کی جیسے کہ شرع نے بیان کیا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ محض قیاس بے اساس ہے
نصوص صریحہ کے مقابلہ مین اور نصوص کے مقابلہ مین قیاس کرنا بالاجماع حرام و ناجائز ہے اور صاحب
ہدایہ کے کلام سے بہی نصوص کے مقابلہ مین قیاس کا نامقبول ہونا مذکور ہو چکا ہے فتذکر پس یہہ قیاس نصوص
کے مقابلہ مین قطعًا باطل ہے **اور** نیز اگر اوس کی اسطور سے تعظیم کرنی واجب تہی تو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور اون کے اصحاب نے فتح مکے کے دن احرام کو کیون ترک کیا اور تعظیم مکہ کو کیون چہوڑ دیا کیا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہہ تعظیم معلوم نہوئی اب حنفیہ کو یہہ تعظیم معلوم ہوئی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ **اور** نیز
ہم کہتے ہین کہ یہہ تعظیم اوس کی خاص اُسی شخص کے حق مین ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکہتا ہو پس یہہ
تعظیم اوس کی مخصوص ہے ساتہہ ان حدیثون صحیحہ کے کما مر **اور** نیز حرم مکے مین بہت موذیات جانورون
کا قتل کرنا جائز ہے ہر حال مین پہر یہہ تعظیم مکے کی کہان گئی اور جب انکا قتل کرنا تعظیم مکے سے مخصوص ہے
.... پہر مکہ مین داخل ہونیوالے کیواسطے احرام نہ باندھنا
اوس کی منافی کیسے ہو سکتا ہے **اور** نیز مکہ جو حلال ہوا تہا تو اوسی ساعت مین حلال ہوا تہا جب آپ مکہ
مین داخل ہوئے تہے اور جب کہ آپ مدینہ کی میقات پر آئے تہے وہ تو کئی دن پہلے کا ذکر ہے اس لئے
کہ میقات سے مدینہ والے چل کر کئی دنون کے پہونچتے ہین پہر اوس وقت میقات پر سے احرام نہ باندھنے
کا کیا معنے ہوا اور نیز بعد اُس ساعت کے بہی حضرت کئی دن مکہ مین رہے جس حالت مین پہر مکہ حرام ہو گیا

تھا پھر اوس حالت مین مکہ مین بغیر احرام کے کیون رہے اور تعظیم مکے کو جو تمہارے مزعوم ہے کیون
ترک کر دی حالانکہ تمہارے نزدیک تو احرام ترک کرنے مین کوئی عذر بھی مقبول نہین ہے **مسئلہ**
پنجاہ و ہفتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے وَاِنَّمَا یُبْعَثُ اِلَی الْحَرَمِ لِاَنَّ دَمَ الْاِحْصَارِ قُرْبَۃٌ وَلَمْ تُعْرَفْ قُرْبَۃً اِلَّا فِیْ زَمَانٍ
اَوْ مَکَانٍ فَلَا یَقَعُ قُرْبَۃً دُوْنَہٗ فَلَا یَقَعُ بِہِ التَّحَلُّلُ مطلب اس کا یہہ ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ
کا احرام باندھکر مکے کو چلا اور راہ مین روک کیا کسی دشمن کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے تو اوس کیواسطے
ہدی کے جانور کو اوسی رُک جانے کی جگہہ مین ذبح کرنا جائز نہین ہے بلکہ اوس جانور کو مکے کے حرم مین
بہیجدیوے وہان جا کر ذبح ہووے اگر اوسے رُک جانے کی جگہہ مین اُس کو ذبح کریگا تو حلال نہین ہوگا
کوئی کام مخالف احرام کے اوسکو کرنا جائز نہین ہوگا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا
یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث**[۹۲] صحیح بخاری مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے قَالَ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَاْسَہٗ وَجَامَعَ نِسَاءَہٗ وَنَحَرَ
ھَدْیَہٗ حَتّٰی اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا یعنی اُس نے کہا روکے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس آپ نے اپنے
سر کو حلق کیا اور اپنی بیویون کے ساتھہ جماع کیا اور اپنی ہدی کو ذبح کیا یہانتک کہ آیندہ سال مین آپ
نے عمرہ کیا **دوسری حدیث**[۹۳] صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ
خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَالَ کُفَّارُ قُرَیْشٍ دُوْنَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَدَایَاہُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُہٗ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے (عمرہ کی نیت سے)
سو کفار قریش کے بیت اللہ کی درمیان آگئے (یعنی اونہون نے ہمکو بیت اللہ سے روک دیا) سو نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانورون کو ذبح کیا اور سر منڈایا اور صحابہ نے بال کترائے **تیسری حدیث**[۹۴]
بخاری اور مسلم مین مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ یَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِذٰلِکَ یعنی اوس نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قربانی کی پہلے سر منڈانے سے اور صحابہ کو بھی اسی کا حکم فرمایا **فائدہ** ان حدیثون سے[۹۵] صاف
ثابت ہو گیا کہ اگر رُک جانیوالا اپنی ہدی کو اوسی رُک جانے کی جگہہ مین ذبح کر ڈالے تو حلال ہو جاتا
ہے سب چیزین اوسپر حلال ہو جاتی ہین جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے رُک جانے کے بعد اوسی

---

[۹۱] یہہ عبارت ہدایہ مطبوعہ انگریزی صفحہ ۱۹۲ مین ہے ۱۲

[۹۲] یہہ حدیث مشکوۃ کی باب الاحصار مین ہے ۱۲

[۹۳] یہہ حدیث بھی مشکوۃ کی باب الاحصار مین ہے ۱۲

[۹۴] یہہ حدیث بھی مشکوۃ کی باب الاحصار مین ہے ۱۲

[۹۵] قال فی النیل فقال الجمہور یذبح المحصر الہدی حیث یحل سواء کان فی الحل او فی الحرم انتہی ۱۲

جگہہ حدیبیہ مین قربانی کے ور سر منڈایا اور حلال ہو گئے **مسئلہ پنجاہ و ہشتم** اور ایک مسئلہ
امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حج اور عمرہ سے
روکے جانے والے کیلئے سر منڈانا مباح ہی یعنی نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے اور پہر اوس مباح کی
بہی کچھہ حاجت نہین ہے چنانچہ کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے فَذٰلِكَ دَلِيلُ الْإِبَاحَةِ لَا دَلِيلُ
الْوُجُوبِ مَعَ أَنَّ الْحَلْقَ وَجَبَ لِلْإِحْلَالِ وَالدَّمُ أُقِيمَ مَقَامَهُ فَيُسْتَغْنَى بِذٰلِكَ عَنِ
الْحَلْقِ اور مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی اون تین حدیثون کے جو کہ مسئلہ
پنجاہ و ہفتم مین اوپر مذکور ہو چکے ہین اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہی سر منڈایا اور
صحابہ کو بہی حلق کا حکم فرمایا اور امر مطلق وجوب کے واسطے ہوتا ہے اگر وجوب پر دلالت نکرے تو سنیت سے
کم نہین ہوگا **مسئلہ پنجاہ و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ
مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حرم مکہ مین حد کا قائم کرنا جائز نہین ہے
اوس شخص پر جو خارج مین خون کر کے حرم کے اندر چلا آوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہی ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین
انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى
رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ
اقْتُلُوهُ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکے مین داخل ہوئے اور آپکے سر پر خود تھی پس
جب آپ نے اوسکو اوتارا تو ایک مرد آیا اور اوس نے کہا کہ تحقیق ابن خطل کعبے کے غلاف کے
ساتھ لگا ہوا ہے آپنے فرمایا اوسکو قتل کر ڈال **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا
ہی وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ لِمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيهِمَا فِي جَوَازِ إِقَامَةِ الْحُدُودِ وَ
الْقِصَاصِ فِي حَرَمِ مَكَّةَ یعنی اس حدیث مین دلیل ہی واسطے امام مالک اور امام شافعی کے اور جو انکی
موافق ہین اسپر کہ حرم مکہ مین قصاص اور حدون کا قائم کرنا جائز ہے **دوسری حدیث** صحیح
بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ
الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فاسق حل اور حرم مین قتل

عه یہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ کے ص ۴۳۹ مین ہی ۱۲

کیجاوین سانپ اور کوا جسمین سیاہی اور سفیدی ہو اور کتا پہاڑنے والا اور چیل **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَفِي هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ دَلَالَةٌ لِلشَّافِعِيِّ وَمُوَافِقِيْهِ فِي اَنَّهُ يَجُوْزُ اَنْ يُقْتَلَ فِي الْحَرَمِ كُلُّ مَنْ يَجِبُ عَلَيْهِ قَتْلٌ بِقِصَاصٍ اَوْ رَجْمٍ بِالزِّنَا اَوْ قَتْلٍ فِي الْمُحَارَبَةِ وَاَنَّهُ يَجُوْزُ اِقَامَةُ كُلِّ الْحُدُوْدِ فِيْهِ سَوَاءٌ كَانَ مُوْجِبُ الْقَتْلِ وَالْحَدِّ جَارِيًا فِي الْحَرَمِ اَوْ خَارِجِهِ ثُمَّ لَجَأَ صَاحِبُهُ اِلَى الْحَرَمِ مُشَارَكَةٌ فَاعِلِ الْجِنَايَةِ لِهٰذِهِ الدَّوَابِّ فِي اسْمِ الْفِسْقِ بَلْ فِسْقُهُ اَفْحَشُ لِكَوْنِهِ مُكَلَّفًا یعنی ان حدیثون مین دلیل ہے واسطے شافعی اور اوس کے موافقون کے اسبات مین کہ جائز ہے قتل کرنا ہر اوس شخص کا جسپر قتل واجب ہو ساتہہ قصاص کے یا رجم کرنے کے ساتہہ زنا کے یا قتل کے لڑائی مین اور اس بات مین کہ جائز ہے قائم کرنا کل حدون کا بیچ اوس کے خواہ موجب قتل اور حد کا حرم مین جاری ہوا ہو خواہ خارج مین ہوا ہو پہر پناہ پکڑی ہو اوس کے کرنیوالے نے طرف حرم مکہ کی اور یہہ حدیثین اسپر اسواسطے دلالت کرتی ہین کہ جنایت کرنیوالا فاسق ہونیکے نام مین ان چارپایون کا شریک ہے بلکہ اس شخص کا فسق اون سے زیادہ ہے اس لئے کہ مکلّف ہے اور وہ چارپایے مکلف نہین ہین انتہی اس بیان بابرہان سے صاف ثابت ہوگیا کہ حرم مکے مین حد قائم کرنی جائز ہے اس کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہین ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ ابن خطل حد مین نہین مارا گیا تہا بلکہ مرتد ہونے کے سبب سے مارا گیا تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات بالکل غلط ہے فقط وہ مرتد ہونے کی وجہ سے نہین مارا گیا تہا بلکہ اوس نے ایک مسلمان کو بہی قتل کیا تہا اور اوس نے لونڈین رکہی ہوئین تہین جو گانی مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تہین چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنَّمَا قَتَلَهُ لِاَنَّهُ كَانَ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلَ مُسْلِمًا كَانَ يَخْدِمُهُ وَكَانَ يَهْجُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسُبُّهُ وَكَانَتْ لَهُ قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِهِجَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مطلب اسکا وہی ہے جو اوپر گذرا **اور** بعضے حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو اوسی ساعت مین قتل کیا تہا جس ساعت مین آپکے واسطے لڑائی حلال ہوئی تہی سو **جواب** اس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَجُوْزُ وَتَاَوَّلُوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلٰى اَنَّهُ قَتَلَهُ فِي السَّاعَةِ

عبارت صحیح مسلم ۱۲۰ کی ۳۲ مین سطر ۲۲

عبارت صحیح مسلم ۱۲۰ کی ۳۹ مین سطر ۱۲

الَّتِیْ اُبِیْحَتْ لَہٗ وَاَجَابَ اَصْحَابُنَا بِاَنَّھَا اِنَّمَا اُبِیْحَتْ لَہٗ سَاعَۃَ الدُّخُوْلِ حَتّٰی اسْتَوْلٰی عَلَیْھَا وَاَذْعَنَ اَھْلُھَا وَاِنَّمَا قَتَلَ ابْنَ خَطَلٍ بَعْدَ ذٰلِکَ یعنی امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ حرم مکہ مین حد کا قائم کرنا جائز نہین اور اونہون نے اس حدیث کی یہہ تاویل کی ہے کہ حضرت نے ابن خطل کو اوسی ساعت مین قتل کیا تہا جو ساعت آپکے واسطے مباح ہوئی تہی اور ہمارے اصحاب اس کا یہہ جواب دیتے ہین کہ مکے مین لڑائی کرنا آپکے واسطے اوسی ساعت حلال ہوا جس ساعت آپ مکے مین داخل ہوئے اور اوسپر غالب آگئے اور وہان کے لوگ باامن ہوگئے اور سوا اس کے نہین کہ آپنے ابن خطل کو اس کے بعد قتل کیا تہا انتہے اور دوسری حدیثون سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو اوس ساعت اباحت مین قتل نہین کیا ہے بلکہ اوس وقت قتل کیا تہا جس ساعت مین کہ اوس کی حرمت پہر لپٹ کر آگئے تہے اس لئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب خود اپنے سر سے اوتار کر عمامہ سیاہ اپنے سر پر رکھ لیا اوس کے بعد آپ کو ابن خطل کے خبر دی گئی تہی جیسے کہ حدیث مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے اور آپ نے عمامہ کو اوس حالت مین رکہا تہا جس وقت آپ خطبہ پڑہ رہے تہے کعبے کے دروازے مین چنانچہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ اور جس ساعت مین آپ خطبہ پڑھ رہے تہے اوس ساعت مکے کی حرمت ابدی پہر لپٹ آئی ہوئی تہی چنانچہ مسلم کی دوسری حدیث مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکے کے سال خزاعہ نے بنی لیث کا ایک مرد قتل کر ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی پس آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑہا اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ حَبَسَ عَنْ مَّکَّۃَ الْفِیْلَ وَسَلَّطَ عَلَیْھَا رَسُوْلَہٗ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَلَا وَاِنَّھَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ اَلَا وَاِنَّھَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَۃً مِّنَ النَّھَارِ وَاِنَّھَا سَاعَتِیْ ھٰذِہٖ حَرَامٌ الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتہی والون کو روکا اور اوسپر اپنے رسول اور مسلمانون کو غالب کیا خبردار ہو تحقیق وہ نہین حلال ہوا واسطے کسی کے مجہسے پہلے اور نہین حلال ہے واسطے کسی کے پیچہے میرے خبردار ہو تحقیق وہ حلال کیا گیا میرے واسطے ایک ساعت دن کی خبردار ہو اور تحقیق وہ اس ساعت مین حرام ہے انتہی آخر حدیث تک اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ جس ساعت مین آپنے خطبہ پڑہا تہا اُس ساعت مین مکے کی حرمت پہر لپٹ کر آگئی ہوئی تہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن خطل کی خبر اوسی ساعت مین دی گئی تہے

له یہ حدیث صحیح مسلم جلد اول کی صفحہ ۴۳۹ مین ہے ۱۲

بلکہ اوسے بھی بعد کو سو آپ نے فرمایا اوسکو قتل کر ڈالو پس اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ ابن خطل کو مکہ حلال
ہونے کی ساعت میں قتل نہیں کیا تھا بلکہ حرمت پلٹ آنے کے بعد اوسکو قتل کیا گیا تھا پس اس سے
یہہ تاویل باطل ہو گئی اور **بعضے** حنفی یہ آیت سند لاتے ہیں وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو مکہ میں
داخل ہو وہ امن میں آیا سو **جواب** اس کا اول یہہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جو شخص حرم سے باہر
کسی کو قتل کر کے حرم میں آ کر پناہ پکڑے اوسکو نہایت تنگ کیا جاوے اور اوس کے ساتھہ کلام نہ کیجاوے
اور اوس کے ساتھہ مجلس نہ کیجاوے اور اوس کے ساتھہ بیع و شرا نہ کی جاوے اور اوس کیواسطے ہر کام میں
سخت مشکل اور تنگی ڈالی جاوے یہانتک کہ سخت لاچار اور بہت مضطر ہو کر حرم سے باہر نکل جاوے
پھر اوسپر خارج میں حد قائم کیجاوے پس اوس کے ساتھہ یہہ معاملہ کرنا اس آیت کے صریح مخالف ہے اگر
وہ شخص حرم مکہ میں داخل ہونے سے امن میں آ جاتا ہے تو پھر ایسے مشکل اور ایسے تنگی اوس کے ساتھہ
کیوں کئے گئے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَلِاَنَّ التَّضْيِيْقَ الَّذِيْ ذَكَرُوْهُ
لَا يَبْقٰى لِصَاحِبِهٖ اَمَانٌ فَقَدْ خَالَفُوْا ظَاهِرَ مَا فَسَّرُوْا بِهِ الْاٰيَةَ **دوم جواب** یہہ ہے جو کہ امام
نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے قَالَ الْقَاضِيْ وَمَعْنَى الْاٰيَةِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ اَكْثَرِ
الْمُفَسِّرِيْنَ اَنَّهٗ اِخْبَارٌ عَمَّا كَانَ قَبْلَ الْاِسْلَامِ وَعَطْفُهٗ عَلٰى مَا قَبْلَهٗ مِنَ الْاٰيَاتِ یعنی
قاضی نے کہا ہے کہ معنے اس آیت کے ہمارے نزدیک اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ یہہ خبر
دینا ہے اوس چیز سے جو اسلام سے پہلے کا حال تھا اور عطف اسکا پہلی آیتوں پر ہے **سوم جواب**
جواب اسکا امام نووی نے یہ لکھا ہے وَقِيْلَ اٰمِنٌ مِّنَ النَّارِ یعنی بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص مکہ میں
داخل ہو آگ سے بیخوف ہوا انتہی پس ان وجوہ سے یہ استدلال باطل ہو گیا **اور** نیز جب مکہ
امن کی جگہہ ہے تو پھر مرتد کو قتل کرنا حرم میں تم لوگ کیوں جائز رکھتے ہو **اور بعضے** حنفیہ یہہ
فما هو جوابكم فهو جوابنا
کہتے ہیں کہ ابن خطل کا کعبہ میں قتل کرنا قصاص کی وجہ سے نہیں تھا اس لئے کہ قصاص میں
دعوی اور شہادت کی حاجت ہوتی ہے اور یہاں کچھہ بھی نہیں ہوا سو **جواب** اس کا یہہ
ہے کہ جب بغیر مطالبہ اور گواہی کے کعبہ میں قتل کرنا جائز ہوا تو مطالبہ اور گواہی کے ساتھ
بطریق اولی قتل کرنا جائز ہوگا **دوم** احتمال ہے کہ یہہ شخص مطالبہ اور شہادت سے مخصوص ہو
جیسے کہ اور امردوں میں یہ اور ابن ابی سرح مخصوص ہوئے ہیں **سوم** مادی کی مطالبہ اور گواہی خ

بیان کرنے سے یہہ لازم نہین آتا کہ نے الواقع بہی مطالبہ نہوا ہو پہلے اوس کا مطالبہ ضرور ہوا
ہوگا اور شہادت بہی قطعاً ہوچکی ہوگی اسی وجہ سے وہ تمام لوگون مین مشہور تہا اور خود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی اُس کا حال مفصل طور سے معلوم تہا اسی وجہ سے اُس شخص نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر دی اور اسی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بلا تحقیق و استفسار
اوس کو قتل کر دینے کا حکم فرما دیا اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسکا مطالبہ نہوا ہوتا اور شہادت
نہو چکی ہوتی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اوسکا حال کیسے معلوم ہوتا اور بلا تامل بے تحقیق اوس کو قتل
کرنے کا حکم نفرماتے پس معلوم ہوا کہ دعوی مطالبہ و شہادت وغیرہ سب کچہہ پہلے ہوچکا ہوا تہا اسی وجہ
سے ہر ایک شخص کو اوس کا حال معلوم تہا تہلا اگر کوئی مجلسوا اسلام سے مرتد ہوگیا ہو اور ایک مسلمان
کو قتل کر ڈالا ہو اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالی نکالتا اگر وہ شخص قابو مین آجاوے تو پھر
ایسی حالت مین کیا ممکن ہے کہ وارثِ مقتول مطالبہ قصاص نکرین اور نیز مرتد کو کئی دن قید مین
رکہکر اوسی توبہ کرانے کا حکم ہے جیسے کہ صحیح مسلم اور اوس کی شرح مین اس کا بیان مفصل ...
موجود ہے پہر اگر محض مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جاتا تو اوسکو چند روز قید رکہکر اوس سے توبہ
ضرور طلب کیجاتی **اور نیز** حدیث صحیح مسلم مین صاف موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح
مکے کے دن خطبہ پڑہا اور فرمایا فَلَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّسْفِکَ بِھَا
دَمًا یعنی پس نہین حلال ہے واسطے کسی شخص کے جو اللہ تعالی اور آخرت کے ساتہہ ایمان رکہتا ہو
یہہ بات کہ مکے مین خون بہاوے اس حدیث مین مطلق خون کرنے کی ممانعت آچکی ہے خواہ قصاص
وغیرہ کی وجہ سے ہو یا مرتد ہونے کی وجہ سے ہو پہر باوجود اس عموم ممانعت کے مرتد کا خون مکے مین
کیون بہایا گیا فما ھو جوابکم فھو جوابنا **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف
حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَیَنْعَقِدُ بِلَفْظِ النِّکَاحِ وَالتَّزْوِیْجِ
وَالْھِبَۃِ وَالتَّمْلِیْکِ یعنی منعقد ہوجاتا ہے نکاح لفظ نکاح اور تزویج کے اور ہبہ اور تملیک کے
مطلب اس کا یہہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مرد کو کہدیوے کہ مین نے تجہکو اپنا نفس ہبہ کردیا
یا تیرے ملک کر دیا تو اس صورت مین نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور یہ مسئلہ امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس آیت کے وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ

النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی کوئی عورت ایماندار اگر بخشدیوے نفس اپنا واسطے نبی کے اگر چاہے نبی یہہ کہ نکاح کرے اوسکو خالص واسطے تیرے سوا مومنون کے ۱۲ مسئلہ ششصت و یکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا تُشْتَرَطُ الْعَدَالَةُ حَتّٰى يَنْعَقِدَ بِحَضْرَةِ الْفَاسِقِيْنَ عِنْدَنَا یعنی نکاح کے گواہون مین عدالت شرط نہین بلکہ دو فاسقون کے روبرو بہی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اُس حدیث کے جو کہ ابن حبان نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مرفوعا روایت کیا لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَّشَاهِدَيْ عَدْلٍ نہین صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتہہ ولی کے اور دو گواہون عادلون کے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَكُلُّ هٰٓؤُلَاۗءِ يَشْتَرِطُوْنَ شَهَادَةَ عَدْلَيْنِ اِلَّا اَبَا حَنِيْفَةَ یعنی کل یہہ لوگ شرط کرتے ہین گواہی دو عادلون کی مگر ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فاسقون کی شہادت بہی کافی ہے **مسئلہ ششصت و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلٰكِنَّ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْهَا التَّعْلِيْمُ وَيَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَيَوْمُ النَّحْرِ يَوْمَا اِشْتِغَالٍ یعنی تحقیق مقصود خطبہ سے تعلیم ہے اور دن ترویہ کا اور دن قربانی کا دونون دن شغل کے ہین یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ دسوین کے دن حج مین امام خطبہ نہ پڑہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ابی بکرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ دِمَاۗءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ الحدیث یعنی اُس نے کہا کہ خطبہ سنایا ہمکو رسول اللہ صلی

وسلم نے قربانی کے دن فرمایا تحقیق زمانہ پھر آیا ہے مثل ہیئت اپنی کی جسدن پیدا کیا اللہ تعالی نے
آسمانوں اور زمینوں کو سال بارہ ماہ کا ہو اوسمین چار مہینے ہین حرام تین پے درپے ذو القعدہ
اور ذو الحجہ اور محرم اور رجب مضر کا جو درمیان دونون جمادی اور شعبان کے ہے پھر بعد اسکے
کے آپنے فرمایا یہہ کون دن ہی ہمنے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا ہے پس آپ چپ رہے
یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ آپ اسکا کوئی اور نام رکھینگے پہلے نام کے سوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کیا یہہ دن قربانی کا نہین ہے ہمنے کہا ہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تحقیق خون
اور آبروئین تمہاری تمپر حرام ہین مثل حرام ہونے اسدن کی تمہارے اس شہر مین تمہارے اس مہینے مین اور
نزدیک ہے کہ ملاقات کروگے تم اپنے رب سے پس تمکو تمہارے عمل پوچھیگا خبردار رہو پس پلٹ جاؤ پیچھے میرے
گمراہ ہوکر کہ ایک دوسرے کی گردن مارو خبردار رہو تحقیق مین نے اللہ کا حکم پہنچا دیا ہے لوگون نے کہا ہان
آپنے فرمایا اے اللہ گواہ رہو- **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن یعنی دسوین
کے دن آپنے خطبہ پڑہا ہے پس خطبہ پڑہنا اس دن مین سنت ہے **مسئلہ شصت وسوم**
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے و
وَاِنْ تَزَوَّجَتْ بِاِذْنِ مَوْلَاهَا ثُمَّ اُعْتِقَتْ فَلَهَا الْخِيَارُ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا اَوْ عَبْدًا یعنے
اگر کسی لونڈی نے نکاح کیا ساتھ اذن مولا اپنے کے پھر بعد اوس کے آزاد کی گئے پس واسطے
اوس کے اختیار ہے خواہ خاوند اوس کا آزاد ہو خواہ غلام ہو مطلب اس کا یہہ ہے کہ اسحالت مین اگرچہ
خاوند اوس کا آزاد مرد ہو اوس لونڈی کو نکاح کا اختیار ہے خواہ اپنا نکاح رکھے خواہ توڑ ڈالے
اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی**
حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا فِيْ بَرِيْرَةَ خُذِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا یعنی تحقیق
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے اوس کے بریرہ کے معاملہ مین خریدلے اوسکو اور آزاد کردے
اوسکو اور خاوند اوس کا غلام تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نکاح کا اختیار دیدیا
(یعنی خواہ نکاح رکھے خواہ توڑ ڈالے) سو اوس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی اپنا نکاح توڑ ڈالا

اور اگر خاوند اوس کا آزاد مرد ہوتا تو حضرت بریرہ کو نکاح توڑنے کا اختیار نہ دیتے **دوسری حدیث** ابو داؤد اور نسائی مین نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اَنَّھَا اَرَادَتْ اَنْ تُعْتِقَ مَمْلُوکَیْنِ لَھَا زَوْجٌ فَسَأَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَھَا اَنْ تَبْدَأَ بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَۃِ یعنی اُس نے ارادہ کیا اپنے دو غلام آزاد کرنے کا جو آپس مین میان بیوی تہے پس اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا کہ مرد کو عورت سے پہلے آزاد کرے **فائدہ** یہہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ اگر مرد عورت سے پہلے آزاد ہو گیا تو عورت کو نکاح توڑنے کا اختیار باقی نہین رہیگا پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی لونڈی آزاد ہو جاوے اور اوسکا خاوند آزاد مرد ہووے تو اوس لونڈی کو نکاح فسخ کرنیکا اختیار نہین رہیگا **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَاِنْ کَانَ حُرًّا فَلَا خِیَارَ لَھَا عِنْدَ مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ وَالْجُمْھُوْرِ یعنی پس اگر خاوند اوس کا آزاد ہو تو اوسکو کچہہ اختیار نہین ہے نزدیک امام مالک اور امام شافعی اور جمہور علما کے انتہی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اوس حدیث کو سند لاتے ہین جسمین یہہ مذکور ہے کہ اوس کا خاوند آزاد تہا **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَاحْتَجَّ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ بِرِوَایَۃِ مَنْ رَوٰی اَنَّہٗ کَانَ زَوْجُھَا حُرًّا وَقَدْ ذَکَرَھَا مُسْلِمٌ مِنْ رِوَایَۃِ شُعْبَۃَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ لٰکِنْ قَالَ شُعْبَۃُ ثُمَّ سَأَلْتُہٗ عَنْ زَوْجِھَا فَقَالَ لَا اَدْرِیْ وَاحْتَجَّ الْجُمْھُوْرُ بِاَنَّھَا قَضِیَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَالرِّوَایَاتُ الْمَشْھُوْرَۃُ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ وَّغَیْرِہٖ اَنَّ زَوْجَھَا کَانَ عَبْدًا قَالَ الْحُفَّاظُ وَرِوَایَۃُ مَنْ رَوٰی اَنَّہٗ کَانَ حُرًّا غَلَطٌ وَّشَاذَّۃٌ مَرْدُوْدَۃٌ لِمُخَالِفَتِھَا الْمَعْرُوْفَ فِیْ رِوَایَاتِ الثِّقَاتِ وَیُؤَیِّدُہٗ اَیْضًا قَوْلُ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ عَبْدًا وَّلَوْ کَانَ حُرًّا لَمْ یُخَیِّرْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ ھٰذَا الْکَلَامِ دَلِیْلَانِ اَحَدُھُمَا اِخْبَارُھَا اَنَّہٗ کَانَ عَبْدًا وَّھِیَ صَاحِبَۃُ الْقَضِیَّۃِ وَالثَّانِیْ قَوْلُھَا لَوْ کَانَ حُرًّا لَمْ یُخَیِّرْھَا وَمِثْلُ ھٰذَا لَا یَکَادُ اَحَدٌ یَقُوْلُہٗ اِلَّا تَوْقِیْفًا وَّلِاَنَّ الْاَصْلَ فِی النِّکَاحِ اللُّزُوْمُ وَلَا طَرِیْقَ اِلٰی فَسْخِہٖ اِلَّا بِالشَّرْعِ وَاِنَّمَا ثَبَتَ فِی الْعَبْدِ فَبَقِیَ الْحُرُّ عَلَی الْاَصْلِ وَلِاَنَّہٗ لَا ضَرَرَ وَلَا عَارَ عَلَیْھَا وَھِیَ حُرَّۃٌ فِی الْمُقَامِ تَحْتَ حُرٍّ وَّاِنَّمَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِذَا قَامَتْ تَحْتَ عَبْدٍ فَاَثْبَتَ لَھَا

الشَّرْعُ الْخِيَارَ فِي الْعَبْدِ لِأَنَّهُ اٰلَةُ الْمَضَرِّ بِخِلَافِ الْحُرِّ وَلِأَنَّ رِوَايَةَ هٰذَا الْحَدِيثِ تَدُورُ عَلٰى عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ فَاتَّفَقَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْهُ أَنَّ زَوْجَهَا كَانَ عَبْدًا وَأَمَّا عَائِشَةُ فَمُعْظَمُ الرِّوَايَاتِ عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا فَوَجَبَ تَرْجِيحُهَا انتهیٰ یعنی امام ابوحنیفہ نے دلیل پکڑی ہو ساتھہ روایات اوس شخص کے جس نے روایت کی ہے کہ اوسکا خاوند آزاد مرد تھا اور تحقیق ذکر کیا ہے اوسکو مسلم نے شعبہ کی روایت سے وہ عبدالرحمن سے روایت کرتا ہے ولیکن شعبہ نے کہا کہ پہر مین نے عبدالرحمن سے اوس کے خاوند کا حال پوچھا تو اوس نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون (آزاد تھا یا غلام) اور جمہور نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس بات کے کہ وہ قضیہ ایک ہے اور صحیح مسلم وغیرہ کے بہت روایتون مین یہہ ہے کہ اوسکا خاوند غلام تھا اور حفاظ حدیث کہتے ہین کہ جسنے یہہ روایت کی ہے کہ اوسکا خاوند آزاد تھا وہ اوس کی روایت غلط اور شاذ اور مردود ہے واسطے خلاف ہونے اوس کے کے ثقات کی روایتون کو اور نیز اسی کی تایید کرتا ہے قول عائشہ رضی اللہ تعالی کا اُس نے کہا کہ اوس کا خاوند غلام تھا اگر آزاد ہوتا تو اوس لونڈی کو اختیار نہ دیا جاتا اور ایسی کلام کوئی نہین کہہ سکتا ہے توقیفی اور دوسری دلیل یہہ ہے کہ اصل نکاح مین لزوم ہے اُسکے توڑنے کی طرف کوئی راہ نہین ہے مگر ساتھہ شرع کے اور سوا اس کے نہین کہ غلام کے حق مین یہہ بات ثابت ہو چکی ہے پس آزاد اپنے حال پر رہے گا اور تیسری دلیل یہہ ہے کہ اوسپر کوئی ضرر نہین اور نہ کسی قسم کی عار ہے اس لئے کہ وہ بھی آزاد ہے اور اوس کا خاوند بھی آزاد ہے عار تو جب ہوتی جب کہ خاوند اوسکا غلام ہوتا سو شرع نے ضرر کے دفع کرنے کیواسطے غلام مین اوس کا اختیار ثابت کر دیا اور آزاد مین نہین کیا اور چوتھی دلیل یہہ ہے کہ راوی اس حدیث بریرہ کے فقط عائشہ اور ابن عباس ہین سو ابن عباس کی اکثر روایات تو سب اسی پر متفق ہین کہ اوسکا خاوند غلام تھا اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایتون مین بھی ہے کہ وہ غلام تھا پس واجب ہو گئی ترجیح دینی اسکو فقط انتہی اور بعض حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ لو کان حرا لم یخیرها عائشہ رضی اللہ تعالی کا یہ قول نہین ہے بلکہ یہہ عروہ رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے سو جواب اس کا یہہ ہے کہ یہہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا

ہے عروہ کا نہین ہے جیسے کہ امام نووی کی کلام مین مذکور ہو چکا ہے اور نیز جب عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قول سے ثابت ہو چکا ہے کہ اوس کا خاوند غلام تہا تو پہر اگر یہہ قول اون کا ہو تو اوس مین کیا منافات ہے دونون کا مطلب تو ایک ہی ہے کہ اوس کا خاوند غلام تہا پھر اسکو عائشہ کا قول بنانے مین کیا استحالہ لازم آتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نیز عروہ ایسی توقیفی بات کیسے کہہ سکتے ہین **مسئلہ شصت و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَصَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ یعنی اور نماز پڑہائی امام لوگون کو مغرب اور عشا کے فقط ایک اذان اور ایک ہی اقامت کے ساتھہ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ حج کے دنون مین جو مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کر کے عشا کیوقت مین پڑہا جاتا ہے تو اون دونون نمازون کیواسطے فقط ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت کہی جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اون دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے بیچ بیان کرنے صفت حج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَدَفَعَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا یعنی کہا جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چڑہایا اسامہ کو اور چلے یہانتک کہ آئے مزدلفہ مین پس آپنے اوس جگہہ مین مغرب اور عشا پڑھی ساتھہ ایک اذان کے اور دو اقامتون کے اور نہ نفل پڑہے درمیان اون دونون کے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے چلے یہانتک کہ جب پہاڑ کی راہ مین آئی تو اوترے اور بول کیا پہر وضو کیا اور وضو کو کامل نکیا پس مین نے کہا کہ نماز آپنے فرمایا نماز تیری آگے

ہے پس آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ مین آئے اوترے اور وضو کیا پس وضو کو کامل کیا
پھر نماز کی اقامت کہی گئی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر بٹھایا ہر آدمی
نے اپنے اونٹ کو اپنی جگہہ مین پھر نماز عشا کی اقامت کہی گئی پس آپنے عشا کو پڑہا اور اونکے
درمیان نوافل نہ پڑہے **فائدہ** ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ مین ہر نماز کے
واسطے علیحدہ علیحدہ اقامت کہی خواہ کسی چیز کے ساتھہ دونون مین فصل واقع ہوا ہو یا نہوا ہو **تنبیہ**
حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ ابن عمر کی حدیث سند لاتے ہین جو کہ صحیح مسلم مین ان
سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز ایک اقامت کے
ساتھہ پڑہائی **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَهٰذِهِ
الرِّوَايَةُ مُتَقَدِّمَةٌ عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لِاَنَّ مَعَ جَابِرٍ زِيَادَةَ عِلْمٍ وَّزِيَادَةُ
الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ وَّلِاَنَّ جَابِرًا اِعْتَنَى الْحَدِيْثَ وَنَقَلَ حَجَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَقْصَاةً فَهُوَ اَوْلٰى بِالْاِعْتِمَادِ هٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ فِيْ مَذْهَبِنَا اَنَّهٗ يَسْتَحِبُّ الْاَذَانُ
لِلْاُوْلٰى مِنْهُمَا وَيُقِيْمُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ اِقَامَةً فَيُصَلِّيْهِمَا بِاَذَانٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَيُتَاَوَّلُ حَدِيْثُ
اِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ اَنَّ كُلَّ صَلٰوةٍ لَّهَا اِقَامَةٌ وَّلَابُدَّ مِنْ هٰذَا الْجَمْعِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الرِّوَايَةِ
الْاُوْلٰى یعنی یہہ روایت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی مقدم ہے پہلی دو روایتون پر اس لئے کہ جابر رضی اللہ
تعالی عنہ کے پاس زیادتی علم ہے اور زیادہ ثقہ کی مقبول ہے اور نیز اسواسطے کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ
نے اس حدیث کا بہت اہتمام کیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حج نہایت تک پورا نقل کیا ہے پس
اوس کا اعتبار زیادہ ہے یہی صحیح ہے ہمارے مذہب مین کہ مستحب ہے اذان واسطے پہلی نماز کے اور اقامت کہے
واسطے ہر نماز کے پس دونون نمازون کو پڑھے ساتھہ ایک اذان اور دو اقامتون کے اور ایک اقامت
کی حدیث کی یہ تاویل ہے کہ ہر نماز کیواسطے ایک اقامت کہے اور واجب ہے یہ تاویل کرنی تاکہ دونون
حدیثون مین تطبیق ہوجاوے **اور** نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوسری اقامت نہ ذکر کرنیسے
یہ لازم نہین آتا کہ دوسری اقامت نہ کہی جاوے والا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اسی حدیث کے
بعض طریقون مین اذان اور اقامت کا مطلق کچھہ ذکر نہین ہے پھر لازم آویگا کہ اذان اور اقامت
کو مطلق ترک کر دینا بہی جائز ہووے حالانکہ کسی کے نزدیک بہی جائز نہین ہے **اور** نیز عبداللہ

علہ یہ عبارت صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۱۶ مین ہے ۱۲

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُسامہ بن زید وغیرہ کی حدیثون مین ایک ہی واقعہ کا ذکر ہے اس لیے
کہ یہہ سب کچھہ معاملہ ایک ہی واقعہ حجۃ الوداع ہی مین ہوا ہے یہ واقع متعدد نہین ہے بلکہ اس
واقعہ کا متعدد ہونا تو ممکن ہی نہین ہے اور جب کہ یہہ فقط ایک ہی وقعہ ٹھرا تو اب ہم کہتے ہین
کہ اسامہ بن زید کی حدیث مین دونون نمازون مین اونٹ بٹھانے کے ساتھہ فصل واقع ہے یعنے
پہلے مغرب کے نماز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑہائی پہر لوگون نے اپنے اونٹ اپنی جگہہ مین بٹھلائے
پہر بعد اوس کے نماز عشا کی پڑہائی اور یہہ مقرر ہوچکا ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور جب کہ
دونون نماز مین فصل واقع ہو تو اندرینصورت فصل حنفیہ کے نزدیک تو اقامت کو دوبارہ کہنا
چاہیے تہا جیسے کہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر دونون نمازون مین کسی چیز کے ساتھہ مشغول ہووے تو اقامت
کو اعادہ کرے اور پہر کر کہے پس جب اس واقعہ مین دونون نمازون کے درمیان فصل ہوچکا ہے
تو پہر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مین اقامت دوبارہ کہی جاتی فقط ایک ہی اقامت
کیون کہی گئی اور باوجود ایک ہی وقعہ ہونے کے اور دونون نمازون کے درمیان فصل واقع
ہونے کے حنفیہ کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور
نیز صحیح بخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود یہہ حدیث آچکی ہے قَالَ جَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِنْہُمَا بِاِقَامَۃٍ وَلَمْ یُسَبِّحْ بَیْنَہُمَا یعنی اُنہون
نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین جمع کرکے پڑہا ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ
اقامت کہے اور دونون کے درمیان نفل نہ پڑہے **اب** اس حدیث سے کل جھگڑا طے ہوگیا اور
قطعاً ثابت ہوگیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اقامت کی حدیث سے یہی مراد ہے کہ ہر
ایک نماز کیواسطے ایک اقامت کہے اب حنفیہ کو دم مارنے کی کوئی جگہہ باقی نہ رہی **مسئلہ شصت**
و پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکہا ہے وَاِنْ صَامَہَا بِمَکَّۃَ بَعْدَ فَرَاغِہٖ مِنَ الْحَجِّ جَازَ یعنی اگر روزہ رکہے مکے مین پیچہے فارغ
ہونیکے حج سے تو جائز ہے یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ حج کرنیوالا اگر قربانی کے دن قربانی
نہ پاوے تو حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مین ٹہر کر دس روزہ رکہہ لیوے تین حج کے اندر اور
سات حج سے بعد اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی اس آیت

کے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ
یعنی پس جو شخص قربانی نپاوے پس تین دن کے روزے حج مین اور سات روزے جب پھر جاؤ
تم اپنے گہر دن کو یہہ دس روزے ہین **فائدہ** اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ سات روزے باقی آنی
وقت رکھنی جائز ہین جب اپنے گھر مین پھر آجاوے چنانچہ اذا شرطیہ کی قید اوسپر دلالت کرتی ہے
پس پہلے اوس سے روزے رکھنے جائز نہین ہین **مسئلہ شصت و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالْاَعْمٰى لَا اِذَا وَجَدَ مَنْ
يَكْفِيْهِ مُؤْنَةَ سَفَرِهٖ وَوَجَدَ زَادًا اَوْ رَاحِلَةً لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَجُّ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی اندہا جب
کہ پاوے اوسکو جو سفر کی محنت سے اوسکو کافی ہو اور پاوے خرچ رستہ کا اور سواری نہین
واجب ہوتا ہے اوس پر حج یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے کہ اندھے آدمی کو اگرچہ خرچ راہ اور
سواری بھی موجود ہو اور خدمتگار بھی میسر ہووے جو سفر مین اوسکے تمام کامون کو بسر کر سکے جب
بھی اوسپر حج واجب نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف
ہے قرآن کی اس آیت کے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی واسطے
اللہ کے لوگون پر حج واجب ہے جو شخص طاقت رکھے طرف اوس کی راہ کی **اور مخالف** ہے اس حدیث کے
جو کہ دارمی مین ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ
فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص کہ نہ
منع کرے اوسکو حج کرنے سے کوئی حاجت ظاہرہ (یعنی زاد راحلہ) یا حاکم ظالم یا بیماری روک رکھنے والی
پس وہ مرگیا اور حج نکیا پس چاہئے کہ مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر **اور مخالف** ہے اس حدیث کے
جو کہ ترمذی اور ابن ماجہ مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ یعنی اوس نے کہا کہ ایک
مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اوس نے کہا ای رسول اللہ کے کیا چیز حج کو واجب کر دیتی ہے
آپنے فرمایا خرچ راہ اور سواری **فائدہ** اس آیت اور حدیثون سے ثابت ہوگیا جو اندھا خرچ راہ
اور سواری وغیرہ کی طاقت رکھتا ہو اوسپر حج واجب ہے **مسئلہ شصت و ہفتم** اور ایک مسئلہ

امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ یعنی عمرہ مستحب ہے اگر کر لیوے تو ثواب ہے اگر نکرے تو کچہہ گناہ نہین ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی اس آیت کے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی تمام کرو حج اور عمرہ کو واسطے اللہ کے اور دوسرا مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی مین ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِیْ شَیْخٌ کَبِیْرٌ لَا یَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِیْكَ وَاعْتَمِرْ وَقَالَ التِّرْمِذِیْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یعنی تحقیق وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اوس نے کہا ای رسول اللہ کے تحقیق باپ میرا بہت بوڑہا ہو گیا ہے حج اور عمرہ کی طاقت نہین رکہتا ہے اور نہ سواری پر چڑہنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے اور عمرہ کر اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور تیسرا اس حدیث کے مخالف ہے جو ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَی النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَیْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِیْهِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ یعنی مین نے کہا کہ ای رسول اللہ کے عورتون پر جہاد فرض ہے فرمایا ہان اونپر ایسا جہاد فرض ہے جسمین لڑائی نہین حج اور عمرہ **فائدہ** اس آیت اور حدیثون سے ثابت ہوا کہ عمرہ واجب ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونپر جہاد فرض ہی اور پہر جہاد کو ساتھہ حج اور عمرہ کے تفسیر کی اور سائل کو اپنے باپ کی طرف سے حج او عمرہ کرنے کا حکم فرمایا اور دونون کو ایک ہی مسئلہ مین بیان فرمایا پس ان حدیثون سے عمرہ کا استحباب نکالنا کسی طرح سے ممکن نہین یا تو ان عمرہ کا وجوب ثابت ہوگا اور یا حج کا وجوب باطل ہوگا وکذلک الآیة القرآنیة تدل علی وجوبہا

مسئلہ شصت وہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مردے کے سر پر اگر فرضی حج باقی رہتا ہو تو اوس کے وارث پر اوس حج کا میت کی طرف سے قضا کرنا مستحب ہے یعنی اگر کرے تو ثواب ہے ورنہ کچہہ گناہ نہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو صحیح بخاری او مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی

اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانہا ماتت فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لو کان علیہا دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال فاقض دین اللہ فہو احق بالقضاء یعنی اوس نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس اوس نے آکر کہا کہ تحقیق میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تہی اور تحقیق وہ مرگئی (یعنے پہلے حج کرنے سے) سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو اوسکو تو ادا کرتا یا نہین اوس نے کہا ہان البتہ ادا کرتا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس ادا کر قرض اللہ کا اس لئے کہ وہ زیادہ تر ادا کرنے کی لائق ہے **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے حج کا ادا کرنا اوس کے وارث پر واجب ہے بلکہ قرض عباد سے اوس کے ادا کرنے کی زیادہ تاکید آچکی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ میت کی طرف سے حج کا ادا کرنا واجب ہے **مسئلہ شصت ونہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات و مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے[له] واما ابو حنیفۃ فقال الاربع الاول جائز ونکاح من بقی منہن باطل یعنی اور لیکن امام ابو حنیفہ پس کہتے ہین کہ پہلے چارون جائز ہین اور جو باقی رہے اون سے اوس کا نکاح باطل ہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص اسلام لاوے اور اوس کی چار سے زیادہ بیبیان ہون مثلا چہہ یا سات یا آٹھ یا دس بیوی ہو اور وہ بہی اوس کے ساتھ ہی مسلمان ہوجاوین تو اوس شخص کو پہلی چار بیوی رکہنی جائز ہین جنکے ساتھ پہلے نکاح کیا ہو اور جنکے ساتھ اون چارون پہلی سے پیچھے نکاح کیا ہو وہ عورتین اوس شخص پر حرام ہین اور نکاح اون کا باطل ہے اوس کو اپنے پاس رکہنا اون کا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہوا ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث**[عه] مسند امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ان غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلم وله عشر نسوۃ فی الجاہلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم امسک اربعا وفارق سائرہن یعنی تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا اور اوس کی دس بیویین تہین جاہلیت مین پس اوس کے ساتہہ ہی وہ بہی سب مسلمان ہوگئین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو

[حاشیہ:] کذا فی النیل ۱۲ [له] یعنون بکونہ مین ... اسی فاسد ... نسائی ... [عه] فی حدیث غیلان ... ولما فی قولہ ... الاطلاق ... [عه] ... من لکھا ہے ...

[نیچے حاشیہ:] کما فی علمیہ قضاء دیونہ ۱۲ اشفق

فرمایا کہ چارکو رکھہ لے اور باقیون کو چھوڑ دے **دوسری حدیث** شرح سنہ مین نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ خَمْسُ نِسْوَۃٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَارِقْ وَاحِدَۃً وَاَمْسِكْ اَرْبَعًا فَعَمَدْتُ اِلٰی اَقْدَمِهِنَّ صُحْبَۃً عِنْدِیْ عَاقِرٍ مُنْذُ سِتِّیْنَ سَنَۃً فَفَارَقْتُھَا یعنی اوس نے کہا کہ مین اسلام لایا اور میرے نیچے پانچ عورتین تہین مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا پس حضرتؐ نے فرمایا ایک کو جدا کر دے اور چار کو رکھ لے پس قصد کیا مین نے طرف اُس عورت کی جو بانجہ تھی اور سب عورتون سے زیادہ تر پہلے کی میری صحبت مین رہتی تہی ساٹھ برس کی مدت سے **فائدہ** ان حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو شخص مسلمان ہووے اور اوس کے نکاح مین چار سے زیادہ عورتین ہون تو اوسکو اختیار ہے جونسی چار کو چاہے رکھے اور جسکو چاہے جدا کر دے پہلی پچھلی کی اس مین کوئی قید اور تخصیص نہین ہے بلکہ نوفل کی حدیث مین صریح موجود ہے کہ اوس نے سب سے پہلی کو جدا کر دیا اور پچھلیون کو رکھہ لیا اسی وجہ سے امام محمدؒ نے موطا مین لکھا ہے بِھٰذَا نَاْخُذُ یَخْتَارُ مِنْھُنَّ اَرْبَعًا اَیَّتُھُنَّ شَاءَ وَیُفَارِقُ مَا بَقِیَ یعنی اسی کو ساتھہ دلیل پکڑتے ہین ہم کہ اون عورتون مین جونسی چار کو چاہے اختیار کر لیوے اور باقیون کو جدا کر دیوے **اور** ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہے وَالْاَوْجَہُ قَوْلُ مُحَمَّدٍ یعنی زیادہ تر قوی قول محمد کا ہے انتہی **مسئلہ ہفتادم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اِنْ تَزَوَّجَھُمَا مُتَعَاقِبَتَیْنِ لَا یَخْتَارُ اِلَّا الْاَوَّلَ لِعَدَمِ صِحَّۃِ الْاُخْرٰی اِذْ ذَاكَ یعنی اگر نکاح کیا اون دونون کو پے در پے نہ اختیار کرے مگر پہلی کو واسطے نہ صحیح ہونے دوسری کے اسوقت مین یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جاوے اور اوس کے نکاح مین حقیقی دو بہنین ہون تو اس صورت مین امام اعظمؒ کے نزدیک جس کے ساتھہ پہلے نکاح کیا ہو اوسکو رکھنا جائز ہے اور جسکے ساتھہ پیچھے نکاح کیا ہو اوسکو رکھنا جائز نہین ہے اس لئے کہ اُسکا نکاح صحیح نہین ہے اس حالت مین سو امام اعظمؒ کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ مین ضحاک بن فیروز دیلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے

یہ حدیث بھی مشکوۃ کے باب المحرمات مین ہے

یہ مضمون مشکوۃ کے باب المحرمات کے حاشیہ مین نقل کیا ہے

یہ حدیث مشکوۃ کے باب المحرمات مین ہے

روایت کرتا ہے قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما
شئت یعنی وہ کہتا ہے کہ مین نے کہا اے رسول اللہ کے تحقیق مین مسلمان ہوا ہون اور میرے
نکاح مین دو بہنین ہین آپنے فرمایا دونون مین جسکو چاہے تو اختیار کر لے **فائدہ** شیخ عبد الحق
نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اختر ایتھما سواء کانت المختارۃ من تزوجھا اولا
او آخرا وعلیہ اکثر الثلثۃ انتہی یعنی اختیار کر لے دونون مین جسکو چاہے تو خواہ اوس
اختیار کی ہوئی عورت کا نکاح پہلے ہوا ہو یا پیچھے ہوا ہو اور یہی مذہب ہے تینون امامون کا انتہی
پس ظاہر اور اطلاق اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ دونون بہنون مین سے جسکو چاہے اپنے
پاس رکھ لیوے اور جسکو چاہے جدا کر دیوے پہلی دوسری کی اس مین کوئی قید اور تخصیص
نہین ہے **مسئلہ ہفتاد و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن کے یہہ ہے
جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وان تزوج مسلم ذمیۃ بشھادۃ ذمیین
جاز عند ابی حنیفۃ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی عورت کافرہ ذمیہ کے ساتھ دو مرد ذمی کافر
گواہ رکھکر نکاح کر لیوے تو وہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم
کا یہہ مسئلہ مخالف ہے قرآن کی ان دو آیتون کے **پہلی آیت** قرآن کی یہہ ہے ولن یجعل اللہ
للکفرین علی المؤمنین سبیلا یعنی نہین گردانا ہے اللہ تعالی نے واسطے کافرون کے مسلمانون
پر کوئی راستہ **فائدہ** ہدایہ مین اس آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ کافر کی ولایت اور شہادت
مسلمان پر جائز نہین ہے پس آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ کافر کی شہادت سے مسلمان کا نکاح
صحیح نہین ہے جب کافر مسلمان پر گواہی نہین دے سکتا ہے تو اوس کیواسطے بھی گواہ نہین
ہو سکتا ہے **دوسری** قرآن کی اس آیت کے مخالف ہے ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن
یعنی اور نہ نکاح کرو شرک کرنیوالی عورتون کو یہانتک کہ وہ ایمان لاوین آخر تک **پس** کافرہ
اور مشرکہ عورت ذمیہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہین ہے **تیسری** قرآن کی اس آیت کے
مخالف ہے وحرم ذلک علی المؤمنین یعنی اور حرام کیا گیا ہے ایمانداروں پر کافر عورتون کے
ساتھ نکاح کرنا پس ذمیہ عورت کے ساتھ مسلمان کا نکاح کس طرح جائز ہو سکے گا **مسئلہ
ہفتاد و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی

۱ یہ حدیث مشکوۃ کے باب المحرمات مین ہے ۱۲

۲ یہ مضمون [illegible] ج ۲ صفحہ ۱۵ [illegible]

۲ یہ مضمون ہدایہ مطبوعہ دہلی ج ا کی ص ۲۸۹ مین ہے ۱۲

۳ یہ آیت ۵ پارے کے آخر رکوع مین ہے

۴ یہ آیت قرآن مجید دوسرے پارے کے ۱۰ رکوع مین ہے ۱۲

کتابون مین لکہاہے وَالْكَفَاءَةُ فِي الْحُرِّيَّةِ نَظِيرُهَا فِي الْإِسْلَامِ فِي جَمِيعِ مَا ذَكَرْنَا لِاَنَّ الرِّقَّ اَثَرُ الْكُفْرِ وَفِيهِ مَعْنَى الذُّلِّ فَيُعْتَبَرُ فِي حُكْمِ الْكَفَاءَةِ یعنی ہمکفو ہونا حریت مین مثل اوس کی ہے اسلام مین تمام اوس چیز مین جو ذکر کیا ہے ہمنے اس لیے کہ غلامی اثر کفر کا ہو اور اسمین معنے ذلّت کا ہو پس اعتبار کیجاویگی حکم مین کفو کے انتہی یہہ عبارت تنقیح کی دلیل ہو اسپر کہ آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھہ نہ کیا جاوے اس لیے کہ نکاح مین کفو کا اعتبار ہے اور غلام اور آزاد ایک دوسرے کی کفو نہین ہو اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيلُهُ الشَّعِيرَ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ اُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِي اِعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِينِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي فَقَالَ اَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ اِنْكِحِي اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ اِنْكِحِي اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ یعنی تحقیق ابو عمرو بن حفص نے اوسکو بتہ طلاق دی اور وہ غائب تہا (یعنی کہین سفر مین گیا ہوا تہا) سو اوس کے وکیل نے فاطمہ کی طرف جو بہیجے (یعنی خرچ عدت کیواسطے) پس اوسپر غصے ہوئی سو اوس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہین ہو واسطے تیرے ہمپر کچہہ (یعنی ہمکو تیرا خرچ دینا لازم نہین ہی) سو فاطمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہہ قصہ آپکے پاس اوس نے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے واسطے خرچ نہین ہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ام شریک کے گہر مین عدت گذارنے کا حکم فرمایا پہر آپنے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہی کہ اوس کے پاس میرے صحابہ بہت آتے جاتے ہین تو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گذار اس لئے کہ وہ اندہا آدمی ہے تو اپنے کپڑے اوتار کر رکہیگی پس جب تو حلال ہو جاوے (یعنی تیری عدت گذر جاوے) تو مجہکو خبر دے سو جب میری

صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۸۴ ... ۔۔

عدت گذر گئی تو مین نے اُنکے پاس بیان کیا کہ تحقیق معاویہ ابو سفیان کے بیٹے اور ابو جہم نے مجھکو نکاح کا پیغام کیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن ابو جہم پس اپنے عاتق کو اپنے کندھے سے نہین اوتارتا ہے (یعنی عورتون کو بہت مارپیٹ کرتا ہے یا ہمیشہ سفر مین رہتا ہے) اور لیکن معاویہ پس فقیر ہے کچھ مال نہین رکھتا ہے تو اُسامہ بن زید کے ساتھ نکاح کرلے پس مکروہ جانا مین نے اوسکو پھر آپنے فرمایا کہ تو اسامہ کے ساتھ نکاح کرلے سو مین نے اوس کے ساتھ نکاح کر لیا پس اللہ تعالی نے اُس مین میرے واسطے بہتری کی اور رشک کی گئی مین (یعنی ہمارا میان بیوی کا آپس مین ایسا اتفاق اور اتحاد ہو گیا کہ دوسرے لوگ بھی اُس کی تمنا کرتے تھے) **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ کفو نسبی کا اعتبار نہین ہے بلکہ کفو دینی و اسلامی کا اعتبار ہے .... خواہ کوئی شخص کیسے ہی خسیس اور ذلیل النسب کا ہو جب اسلام لے لیوے اور احکام اسلام کا فرمانبردار ہو اور خدا اور رسول کا مطیع ہو جاوے اوسوقت اوسکو نکاح کر دینا جائز ہے خواہ عورت کیسی ہی شریف خاندان کے کیون نہو اس لیے کہ اسامہ غلام سیاہ رنگ تھے اور فاطمہ قریش مین تھی اور بہت خوبصورت تھی کذا ذکرہ فی اللمعات پس اپنی حسب نسب... ذاتی اور شرافت خاندان کا اعتبار کرنا اور شرافت دینی اور کفو اسلامی کا اعتبار نکرکے ذلیل نسب کے ساتھ نکاح ناجائز یا مکروہ سمجھنا اس حدیث کو صریح مخالف ہے **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَالثَّالِثَةُ عَشَرَ جَوَازُ نِكَاحِ غَيْرِ الْكُفْوِ إِذَا رَضِيَتْ بِهِ الزَّوْجَةُ وَالْوَلِيُّ لِأَنَّ فَاطِمَةَ قُرَشِيَّةٌ وَأُسَامَةَ مَوْلًى انتہی یعنی تیرہوان فائدہ اس حدیث فاطمہ کا یہ ہے کہ نکاح غیر کفو مین جائز ہے جب عورت اور اوس کا ولی راضی ہو جاوے اس لیے کہ فاطمہ بنت قیس قرشیہ تھین اور اُسامہ غلام تھے انتہی **اور** نیز یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے اس آیت کے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ یعنی زیادہ بزرگ تم مین نزدیک اللہ تعالی کے زیادہ تر متقی تمہارا ہے **اور** نیز مخالف ہے اس آیت کے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ یعنی تمام ایماندار آپس مین بھائی ہین **اور** نیز مخالف ہے اس آیت کے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ یعنی البتہ غلام ایماندار بہتر ہے مشرک سے اگرچہ خوش لگے تمکو **اور** نیز مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو زید کے نکاح مین دیدیا

۵ عبارت صحیح مسلم دہلی کے جلد اول ص ۴۸۹ مین ہے ۱۲

س ربع ۱۲ ص ۹ آیت دوسرے پارہ سے اول رکوع مین ہے ۴

اور حالانکہ زید غلام تھے اور زینب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مین سے تہی یہانتک کہ بوجہ اختلاف کے زید نے زینب کو طلاق دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ اوس کے ساتھہ اپنا نکاح کر لیا چنانچہ قصہ تمام قرآن مجید مین موجود ہے پس ثابت ہو گیا ہو کہ کفو نسبی کا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ کفو دینی و شرافت ایمانی کا اعتبار ہے اور نکاح کر دینا اوس مین جائز ہے فقط **مسئلہ ہفتاد و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہو وَطَلَاقُ الْمُكْرَهِ وَاقِعٌ یعنی طلاق مکرہ کی واقع ہو جاتی ہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے کہ جس شخص سے زبردستی کے ساتھہ طلاق دلائی جاوے اوس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث سے جو کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہو قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي اِغْلَاقٍ قِيْلَ مَعْنَى الْاِغْلَاقِ الْاِكْرَاهُ روہ ابو داؤد و ابن ماجہ اور صحیح کہا ہے اسکو حاکم نے یعنی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے نہین ہے طلاق اور آزاد کرنا زبردستی مین بعضون نے کہا کہ معنی اغلاق کا اکراہ ہے یعنی زبردستی ہے **فائدہ** شیخ عبدالحق حنفی نے لمعات شرح مشکوۃ مین کہا ہے اَلْاَئِمَّةُ الثَّلٰثَةُ اَخَذُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا لَا يَقَعُ الطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ مِنَ الْمُكْرَهِ یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد نے دلیل کرپی ہے ساتھہ اس حدیث کے وہ کہتے ہین کہ جس شخص سے زبردستی طلاق دلائی جاوے اوس کی طلاق اور عتاق واقع نہین ہوتی ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے ہین تو وہ اس حدیث کے مقابلہ مین قیاس کی سند لاتے ہین کہ ہزل اور ٹھٹھے کی حالت مین جو طلاق پڑ جاتی ہے تو یہان بہی اسی طرح طلاق واقع ہو جاویگی لیکن قیاس نص کی مقابلہ مین مردود اور غیر مقبول ہے کما ذکرنا من صاحب الہدایۃ پس یہہ قیاس قطعا مردود ہوگا **اور** نیز پہر اس سے لازم اویگا کہ طلاق مجنون اور معتوہ وغیرہ کی بہی واقع ہو جاوے پہر وہ کیون نہین واقع ہوتی اس مین کون چیز مانع ہے **اور** بعضے کہتے ہین کہ معنے اغلاق کا یہہ ہے کہ ایک ہی دفع تین طلاق نہ دیوے بلکہ بطور مسنون طلاق دیوے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ معنی اس حدیث کے نہین ہو سکتا ہے بلکہ معنے اس کا وہ ہے جو تینون امامون نے سمجہا ہے **اور** نیز اگر اسکا یہی معنی مراد لیا جاوے تو پہر لا عتاق

فی اخلاق کا کوئی معنی نہین بن سکے گا اس لیے کہ عتاق مین کوئی قسم غیر مسنون نہین بلکہ عتاق تین ہی قسم کا ہوتا ہے کتابت اور تدبیر اور تحریر سو یہہ تینون قسم بالاجماع مسنون ہین پس یہ معنی یہان مراد لینا ممکن نہین ہے اور اگر دونون معنی مراد رکھی جاوین تو لازم آویگا اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے اور وہ بالاتفاق جائز نہین ہے پس ثابت ہوگیا کہ معنی اس کا وہی ہے جسکی طرف تینون امام گئے ہین اور اگر کوئی شخص اسکا وہ دوسرا معنے کریگا تو لاعتاق فی اغلاق مین کوئی تاویل بعید از عقل کر کے اپنے عقل کے کا خون کر بیٹھے گا **مسئلہ ہفتاد و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَقَدْ جَوَّزَهُ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالزُّهْرِيُّ تَعْلِيْقَهُ بِالنِّكَاحِ عُمُوْمًا بِاَنْ يَّقُوْلَ كُلُّ امْرَاَةٍ نَّكَحْتُهَا فَهِيَ طَالِقٌ اَوْخُصُوْصًا بِاَنْ يَّقُوْلَ لِامْرَاَةٍ مُّعَيَّنَةٍ اِذَا نَكَحْتُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَيَقَعُ الطَّلَاقُ عِنْدَ النِّكَاحِ یعنی تحقیق جائز رکھا ہے ابوحنیفہ اور زہری نے معلق کرنا طلاق کا ساتھہ نکاح کے خواہ عام طور سے ہو ساتھہ اسطرح کے کہ کہے جو عورت نکاح کرون مین اوسکو پس وہ طلاق والی ہے یا خاص کر کے ہو باین طور کہ کسی عورت خاص کو کہے کہ جب مین تجھکو نکاح کرون پس تو طلاق والی ہے پس نکاح کرنے کے وقت طلاق واقع ہو جاویگی انتہی یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی عورت کو نکاح کرنے سے پہلے طلاق دیدیوے یعنی ابھی نکاح تو ہوا ہی نہین ہے مگر پہلے ہی اوسکو کہے کہ جب مین تیرے ساتھہ نکاح کرون تو تجکو طلاق ہے تو اس صورت مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہو جاویگی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** شرح سنہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَّلَا عِتَاقَ اِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ وَّلَا وِصَالَ فِيْ صِيَامٍ وَّلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَّلَا رِضَاعَ بَعْدَ فِطَامٍ وَّلَا صُمْتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے نکاح کرنے سے طلاق نہین اور نہین ہے آزاد کرنا مگر بعد ملک کے اور نہین ہے وصال روزے مین اور نہین ہے تیمی بعد بالغ ہو جانے کے اور نہین ہے رضاع بعد دودھ چھوڑانے کے اور نہین ہے چپ رہنا ایک دن کا رات تک **دوسری حدیث** مسئلہ ہفتاد و پنجم مین آگے آتی ہے **فائدہ**

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح کرنے سے پہلے اگر طلاق دیدیوے تو وہ طلاق نکاح کرنے کے بعد واقع نہین ہوگی خواہ معلق ہو خواہ غیر معلق ہو اسمین مطلق جنس طلاق کی نفی کردی ہے **اور** کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً فَأَبَى أَوْلِيَاءُهَا أَنْ يُزَوِّجُوهَا مِنْهُ فَقَالَ إِنْ نَكَحْتُهَا فَهِيَ طَالِقٌ ثَلٰثًا فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ یعنی عبد اللہ بن عمرو نے ایک عورت سے نکاح کا پیغام کیا اور اوس کے ولیون نے انکار کیا پس اُس نے کہا کہ اگر مین اُسکو نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ مسئلہ پوچھا گیا آپنے فرمایا کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہین ہوتی ہے پس اس حدیث کا سیاق سب تاویلات کو باطل کردیتا ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مراد اس حدیث سے نفی اختیار ہے یعنی نکاح سے پہلے طلاق کا اختیار نہین ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ جب اوسکو طلاق کا اختیار نہوا تو اب اگر طلاق دیویگا تو طلاق واقع نہین ہوگی وہو المراد پس اس تاویل سے کچھ فائدہ نہوا **مسئلہ ہفتاد و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے لَوْ قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ أُعْتِقَ هٰذَا الْعَبْدَ وَلَمْ يَكُنْ فِي مِلْكِهِ وَقْتَ النَّذْرِ حَتّٰى لَوْ مَلَكَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُعْتَقُ یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہو اسپر کہ اگر کوئی شخص اس طور سے نذر مانے کہ اسکے واسطے اس غلام کو مین آزاد کردونگا اور وہ غلام اسوقت اوس کے ملک مین نہو تو بعد اوس کے جب کبھی وہ شخص اوس غلام کا مالک ہوگا اوسیوقت وہ غلام آزاد ہوجاویگا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد اور ترمذی مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے وہ اُس کے دادا سے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتْقَ لَهُ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہے نذر واسطے بیٹے آدم کے اوس چیز مین جسکا وہ مالک نہین ہے اور نہین ہے آزاد کرنا اوس کا جسکا وہ مالک نہین ہے اور نہین ہے طلاق اوس چیز مین جسکا وہ مالک نہین **دوسری حدیث** وہ ہے جو مسئلہ ہفتاد و نوم مین مذکور ہوئی ہے **فائدہ** ان دونون حدیثون سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو چیز اپنے

۱؎ یہ مضمون ابن ماجہ [illegible] کے باب الطلاق کے حاشیہ مین بنقل [illegible] لکھا ہے ۱۲

۲؎ [illegible] باب الطلاق [illegible] ۱۲

۳؎ حدیث عمرو بن شعیب اخرجہ [illegible] اہل السنن والبزار و البیہقی و [illegible] الصحیح [illegible] انتہی ۱۲

ملک مین نہو اوس چیز مین نذر صحیح اور منعقد نہین ہوتی ہے اور جب کہ نذر ماننے کی وقت ہی اسکی یہ نذر صحیح اور منعقد نہوئی اور اوسی وقت ہی مین باطل ہو چکی تو پہر بعد اوس کے جب کبہی وہ مالک ہوگا اوسوقت یہ نذر اوس کی کیسے جاری ہو سکے گی وہ نذر تو اوسی ہی وقت مین باطل ہو چکی تہی اب بعد مدت کے وہ معدوم چیز پہر کیسے موجود ہوگئی اور نیز اس نذر کا ...مدت کے بعد جاری ہونا فرع ہے اس کی کہ نذر ماننے کیوقت وہ نذر اوس کی صحیح اور منعقد ہو چکی ہے اور جب کہ یہ نذر اوسی وقت منعقد ہو چکی ہے تو اب بعینہ اسی غلام کا آزاد کرنا اوسیوقت اوسپر واجب ہوگیا پس اب اوسپر لازم ہوگیا اوس غلام کو خرید کر اوسی وقت آزاد کرے خواہ اوس کے خریدنے کی استطاعت ہو یا نہو اور نیز اندرینصورت یہ حدیث محض مہمل ہو جاوگی اسکا مصداق کوئی چیز باقی نہین رہیگی اور نہ اسکا کوئی معنے بن سکے گا **مسئلہ ہفتاد و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے [1] وَاِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيلِ فَالنِّكَاحُ مَكْرُوهٌ فَاِنْ طَلَّقَهَا بَعْدَ مَا وَطِئَهَا حَلَّتْ لِلْاَوَّلِ لِوُجُودِ الدُّخُولِ فِي نِكَاحٍ صَحِيحٍ اِذِ النِّكَاحُ لَا يَبْطُلُ بِالشَّرْطِ یعنی اگر نکاح کیا اوس عورت کا ساتہہ شرط حلال کر دینے کے تو نکاح مکروہ ہے پس اگر طلاق دی اوسکو پیچہے وطی کرنے کے تو حلال ہوگی واسطے پہلے خاوند کے واسطے موجود ہونے دخول کے نکاح صحیح مین اس لئے کہ نکاح شرط کے ساتہہ باطل نہین ہوتا ہے انتہے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہو وہ حلالہ نکالنے کے واسطے کسی دوسرے آدمی کو کہے کہ تو اس عورت کے ساتہہ نکاح کرلے اس شرط سے کہ تو اوسکو میرے واسطے حلال کردی یا وہ شخص خود اوس عورت کو کہے کہ مین تیرے ساتہہ اس شرط پر نکاح کرتا ہون کہ تیرے ساتہہ ایک مرتبہ جماع کرکے تجہکو طلاق دیدونگا تاکہ تو اپنے خاوند کیواسطے حلال ہو جاوے تو اسصورت مین وہ نکاح اوس کا صحیح ہو جاتا ہے پس بعد اوس کے اگر جماع کرکے اوسکو طلاق دیدے تو پہلے خاوند پر وہ عورت حلال ہو جاوگی اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کے یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ سنن دارمی مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ [2] ورواہ ابن ماجۃ عن علی وابن عباس وعقبۃ بن عامر یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے حلال کرنیوالے پر اور اوسپر کہ جسکے واسطے

[1] یہ حدیث ہدایہ مطبوعہ عیسی احمدی ج ۲ کی صفحہ ۸ مین ہے ۱۲

[2] وصححہ الترمذی وابن القطان وابن دقیق العید علی شرط البخاری م

[2] یہ حدیث مشکوۃ کی باب المطلقۃ ثلثۃ کی دوسرے فصل مین ہے ۱۲

حلال گیگئی اور روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہم سے[له] **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ یہہ عورت پہلے خاوند کی واسطے حلال نہین ہوتی ہے اور حلالہ نکلانے والے کا نکاح ہی صحیح نہین ہوتا ہے **اول** اسوجہ سے کہ یہہ نکاح بمنزلہ نکاح موقت کے ہے اور نکاح موقت باطل ہوتا ہے پس یہ بہی باطل ہو جاویگا جیسے ابو یوسف بہی کہتے ہین **دوم** اسوجہ سے کہ اگر یہ نکاح صحیح ہوتا تو پہر اوسپر لعنت کرنے کے کوئی معنے نہ تھے اور نیز حلال کرانیوالے پر لعنت وارد کیون ہوتی اسواسطے کہ لعنت تو اوس کام کے حرام اور ناجایز ہونے پر دلالت کرتی ہے چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے میت پر بین کرنیوالی عورت پر اور سننے والے پر **اور** تیسری حدیث مین ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰو وَمُوْکِلَہٗ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے سود کہانے والے پر اور کہلانے والے پر **اور** چوتہی حدیث مین ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْخَمْرَ وَعَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا الحدیث یعنی اللہ تعالی نے لعنت کی ہے شراب کو اور اوس کے نچوڑنے والے کو اور جسکے واسطے نچوڑا جاوے **وعلی ھذا القیاس** اسی قسم کی اور بہت حدیثین ہین پس اگر لعنت پڑنے سے وہ فعل حلال رہتا ہے تو پہر یہ فعل بہی سب حلال رہین گئے حالانکہ یہ سب کام حرام و ناجائز ہین اور جب سرے سے یہ نکاح ہی جایز نہوا تو پہر پہلے خاوند پر اوسکو حلال کر دینا بنا فاسد علی الفاسد ہے اور امام محمد کہتے ہین کہ یہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے ولیکن پہلے خاوند پر وہ عورت حلال نہین ہوتی ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے وَعَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّہٗ یَصِحُّ النِّکَاحُ وَلَا یُحِلُّھَا لِلْاَوَّلِ لِاَنَّہٗ اِسْتَعْجَلَ مَا اَخَّرَہُ الشَّرْعُ فَیُجَازٰی بِمَنْعِ مَقْصُوْدِہٖ کَمَا فِیْ قَتْلِ الْمُوَرِّثِ انتہی یعنی اس لئے کہ اوسنے جلدی طلب کی وہ چیز کہ جسکو شرع نے مؤخر کر دیا تہا پس اوس کی سزا یہی ہے کہ اپنے مقصود سے منع کیا جاوے (یعنی اوسپر حلال نہ کیجاوے) جیسے کہ مورث کے قتل کرنے مین وارث اوسکا محروم ہو جاتا ہے **اور بعضے** حنفیہ کہتے ہین کہ لعنت سے مراد حقیقی لعنت نہین ہے بلکہ مراد اوسّے خساست ہے یعنی یہ کام خسیس ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ لعنت سے خساست مراد رکہنی ظاہر حدیث کے سراسر خلاف ہے اور کسی لغت اور عرف مین لعنت کا حقیقی معنی کے سوا کوئی معنی نہین آیا ہے جسکو دعوی ہو پیش کرے **اور نیز**

جن حدیثون مین لعنت کا لفظ آیا ہے یا قرآن شریف مین جہان وارد ہوا ہے اوس جگہہ مین بہی یہی مراد رکہی جاویگی فما ہو جوابکم فہو جوابنا **اور بعضے** کہتے ہین کہ زبان سے کہے تو گناہ ہے اور اگر زبان سے نکہے فقط دل مین نیت رکھ لیوے تو اوسپر کچھہ گناہ نہین ہے بلکہ اوسکو ثواب ہوتا ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ بات بہی محض غلط اور خیال فاسد ہے اس لئے کہ اگر حلال کرنیوالا اس نیت سے نکاح کریگا کہ مین اسکو پہلے خاوند کے واسطے حلال کردون تو پہر یہہ تو بعینہ وہی بات ہے جسپر لعنت وارد ہوئی یہ تو ایک ہی بات ہے خواہ زبان سے کہے یا دل سے نیت کرلیوے وہ بیشک ملعون ہے اور اگر دونون مین سے کسی کی بہی یہ نیت نہین ہے اور نہ کسی نے زبان سے کہا ہے تو پہر یہ بالاتفاق حلال ہے اس مین کسی کو کلام نہین اور نہ اس کو اس حدیث سے کچھہ علاقہ ہے پہر اس حدیث کا مصداق کیا ہوا **اور بعضے** کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو محلل فرمایا ہے اگر لعنت تہی تو پہر اسکو حلال کرنیوالا کیون فرمایا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اسکو محلل بطور حقیقت کے نہین کہا گیا ہے بلکہ بطور تشبیہ اور مماثلت کے اس کو محلل کہا گیا ہے اگر حقیقی طور سے وہ یہان محلل ہوتا تو پہر اوسپر لعنت کرنے کے کوئی معنے نہ تہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا يَجُوزُ لِلْمُطَلَّقَةِ الرَّجْعِيَّةِ وَالْمَبْتُوتَةِ الْخُرُوجُ مِنْ بَيْتِهَا لَيْلًا وَّلَا نَهَارًا یعنی جس عورت کو طلاق رجعی یا بائن ملی ہو اوسکو عدت مین اپنے گہر سے باہر نکلنا جائز نہین ہے نہ رات مین اور نہ دن مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلٰثًا فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلٰى فَجُدِّي نَخْلَكِ فَعَسٰى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا یعنی اوس نے کہا کہ میری خالہ کو طلاق ملی تین طلاق پس اوس نے ارادہ کیا کہ اپنی کہجورون کو کاٹے سو اوسکو ایک مرد نے نکلنے سے جہڑکا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون نہین پس تو اپنی کہجورون کو کاٹ پس قریب ہے کہ تو اوس سے صدقہ دیوے یا کوئی اچہا کام کرے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے

وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ لِخُرُوْجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ لِلْحَاجَةِ وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ وَاللَّيْثِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاٰخَرِيْنَ جَوَازُ خُرُوْجِهَا فِي النَّهَارِ لِلْحَاجَةِ انتهى یعنی اس حدیث مین دلیل ہے واسطے نکلنے طلاق بائن والی عورت کے عدت مین واسطے کسی حاجت کے اور مذہب مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد اور دوسرے لوگون کا یہہ ہے کہ اوسکو حاجت کے واسطے دن مین نکلنا جائز ہے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین ملنتے تو وہ اپنی سند یہ آیت لاتے ہین وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ الاٰیۃ یعنی اور نہ نکالو انکو اپنے گہرون سے اور نہ نکلین وہ **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ آیت عام ہے حاجت اور غیر حاجت کو شامل ہے پس یہ حدیث اوس کی مخصص ہو جاویگی اور تخصیص عام کی ساتھہ خبر وحد کے ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک جائز ہے کما مر سابقاً پس معنی اس آیت کا یہ ہوگا کہ بغیر حاجت کے نہ نکلین اور نیز اس آیت کی تخصیص ساتھہ قطعی کے ہو چکی ہے اوس کا مخصص حرف استثنا اوس کے متصل ہے خود قرآن مجید مین موجود ہے اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ پس اب تخصیص اُس کی بالاتفاق جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکہا ہے وَلَا تَلْبَسُ الْعَصَبَ عِنْدَنَا یعنی اور نہ پہنے عورت عصب کو نزدیک ہمارے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے تو اوسکو عدت مین عصب کے ساتھہ کپڑا رنگا ہوا پہننا جائز نہین ہے اور عصب ایک قسم کا درخت ہوتا ہے اوسی کپڑے رنگ کرتے ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سوگ کرے کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن اور نہ پہنے رنگا ہوا کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ ڈالے آنکھہ مین اور نہ خوشبو لگاوے مگر جب حیض سے پاک ہووے تو تہوڑا سا خوشبو قسط یا اظفار سے استعمال کرے انتہی قسط اظفار ایک

ع۵ یہ عبارت صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ۴۸۰ مین ہے ۱۲

۷۷

ع۶ یہ آیت سورہ طلاق مین ہے ۱۲

یہ مضمون مشکوۃ کے باب العدۃ کی شرح مین نقشہ مین کہا گیا ہے ۱۲

۷۸

یہ حدیث مشکوۃ کے باب العدۃ مین ہے ۱۲

کی خوشبو ہوتی ہے بہت چیزون سے مرکب ہوتی ہے عورتین اوسکو اکثر حیض کے بعد غسل کرنے مین استعمال کرتے ہین تاکہ خون حیض کی بدبو زائل ہوجاوے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کو اپنے خاوند کی عدت مین عصب سے رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے **مسئلہ ہفتاد و نہم**

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَ اِذَا کَانَ الْعَبْدُ بَیْنَ شَرِیْکَیْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِیْبَهٗ عُتِقَ فَاِنْ کَانَ مُوْسِرًا فَشَرِیْکُهٗ بِالْخِیَارِ اِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ ضَمِنَ شَرِیْکَهٗ قِیْمَةَ نَصِیْبِهٖ وَاِنْ شَاءَ اِسْتَسْعَی الْعَبْدَ یعنی جب ہو غلام درمیان دو شریکون کے پس دونون مین سے ایکنے اپنا حصہ آزاد کردیا تو آزاد ہوجاویگا پس اگر آزاد کرنیوالا مالدار ہو پس شریک اس کا مختار ہے خواہ آزاد کردیوے حصہ اپنا اور خواہ ضامن ہو شریک اوسکا اوس کے حصے کی قیمت کا اور خواہ غلام سے محنت کرواکے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرلیوے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ اگر آزاد کرنیوالا دولتمند ہو تو اوس کے شریک کو اختیار ہے خواہ اپنا حصہ آزاد کردیوے خواہ اوس کی قیمت وصول کرلیوے خواہ غلام سے محنت کرواکے اپنے حصہ کی قیمت وصول کرلیوے تینون امرون کا اوس کو اختیار ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْکًا لَهٗ فِیْ عَبْدٍ وَّکَانَ لَهٗ مَالٌ یَّبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَیْهِ قِیْمَةَ عَدْلٍ فَاُعْطِیَ شُرَکَاؤُهُمْ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَیْهِ الْعَبْدُ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ یعنی اوس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حصہ کو (جو کسی غلام مین ہووے) آزاد کردیوے اور اوس کے پاس اسقدر مال ہو جو غلام کی تمام قیمت کو پہونچے تو اوس غلام کی اوسپر قیمت ڈالی جاوے قیمت ڈالنی عادل مرد کی پس اوس کے شریکون کو اون کے حصون کی قیمت دیجاوے اور تمام غلام اوسپر آزاد ہوجاویگا اور اگر اوس کے پاس اسقدر مال نہووے تو فقط اوسی کا جو حصہ ہوگا وہی آزاد ہوگا **دوسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فِیْ عَبْدٍ اُعْتِقَ کُلُّهٗ اِنْ کَانَ لَهٗ مَالٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَهٗ مَالٌ اُسْتُسْعِیَ الْعَبْدُ غَیْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَیْهِ یعنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کر دیوے تو تمام غلام آزاد ہو جاویگا اگر اوس کے پاس مال ہووے اور اگر اوس کے واسطے مال نہووے تو غلام سے مزدوری کروائی جاوے درحالیکہ اوس پر سخت تکلیف نڈالی جاوے **فائدہ** ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ معتق کے غنی اور مالدار ہونے کی حالت مین دوسرے شریکون کا کچھہ اختیار باقی نہین رہتا ہے فقط اسی ایک امر کا اونکو اختیار باقی رہتا ہے کہ آزاد کرنیوالے سے اپنے حصہ کی قیمت وصول کر لیوین اس حالت مین شریک کو اپنا حصہ آزاد کرنے کا کچھہ اختیار نہین ہے بلکہ اپنا حصہ اوسوقت آزاد کرنا محض لغو اور بیفائدہ ہے اس لیے کہ غنی ہونے کی حالت مین تو پہلے ہی غلام کل آزاد ہو چکا ہے پھر شریک کا اپنا حصہ آزاد کرنا محض لغو ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا نَصِیْبُ الشَّرِیْکِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْ حُکْمِہٖ اِذَا کَانَ الْمُعْتِقُ مُوْسِرًا عَلٰی سِتَّۃِ مَذَاہِبَ اَحَدُہَا وَہُوَ الصَّحِیْحُ فِیْ مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ وَبِہٖ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالثَّوْرِیُّ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَاَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَاَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ وَاِسْحَاقُ وَبَعْضُ الْمَالِکِیَّۃِ اَنَّہٗ عُتِقَ بِنَفْسِ الْاِعْتَاقِ وَیُقَوَّمُ عَلَیْہِ نَصِیْبُ شَرِیْکِہٖ بِقِیْمَتِہٖ یَوْمَ الْاِعْتَاقِ وَحُکْمُہٗ مِنْ حِیْنِ الْاِعْتَاقِ حُکْمُ الْاَحْرَارِ فِی الْمِیْرَاثِ وَغَیْرِہٖ وَلَیْسَ لِلشَّرِیْکِ اِلَّا الْمُطَالَبَۃُ بِقِیْمَۃِ نَصِیْبِہٖ کَمَا لَوْ قَتَلَہٗ ثُمَّ قَالَ وَلَوْ اَعْتَقَ الشَّرِیْکُ نَصِیْبَہٗ بَعْدَ اِعْتَاقِ الْاَوَّلِ نَصِیْبَہٗ کَانَ اِعْتَاقُہٗ لَغْوًا لِاَنَّہٗ قَدْ صَارَ کُلُّہٗ حُرًّا انتہی یعنی لیکن حصہ شریک کا پس اختلاف کیا ہے علما نے اوس کے حکم مین چھہ مذاہب پر جبکہ آزاد کرنیوالا غنی ہووے ایک مذہب جو شافعی کا صحیح مذہب ہے اور جس کے ساتھہ قائل ہین ابن شبرمہ اور اوزاعی اور ابن ابی لیلے اور ابو یوسف اور محمد ابن الحسن اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور بعض مالکیہ یہہ ہے کہ وہ غلام نفس عتق کے ساتھہ تمام آزاد ہو جاتا ہے اور قیمت کیجاوے اوپر شریک کے حصہ کی جو آزاد کرنے کے دن اوس کی قیمت ہو اور حکم اوس کا آزاد کرنے کیوقت سے حکم آزادون کا ہے ورثہ وغیرہ مین اور شریک کے واسطے کسی قسم کا کچھہ اختیار نہین ہے مگر اپنے حصے کی قیمت طلب کرنا جیسے کہ اگر قتل کر ڈالے اوسکو تو اوسکا یہی حکم ہے پھر امام نووی نے بعد اوس کے لکھا ہے کہ اگر شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا بعد آزاد کرنے پہلے آدمی کے حصہ اپنے کو تو ہوگا آزاد کرنا اوس کا لغو اور بیکار اس لیے کہ وہ غلام تو پہلے ہی تمام

ط یہہ عبارت صحیح مسلم کے جلد ا ص ۴۹۲ مین سے ۱۲

آزاد ہو چکا ہے انتہی پہر سب مذاہب بیان کرنے کے بعد امام نووی نے لکہا ہے وَالْاَقْوَالُ الثَّلٰثَۃُ قَبْلَہٗ فَاسِدَۃٌ مُخَالِفَۃٌ لِصَرِیْحِ الْاَحَادِیْثِ فَھِیَ مَرْدُوْدَۃٌ عَلٰی قَائِلِیْھَا یعنی امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اقوال سب فاسد اور باطل ہین مخالف ہین صریح حدیثون کے پس وہ مردود ہین انکے قائلین پہ انتہی اسی طرح غنا کی حالت مین غلام سے مزدوری کروانی بہی حدیث کے مخالف ہے اس لئے کہ اسحالت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلام پر اوس کے حصہ کی قیمت نہین فرمائی بلکہ اوس کے حصہ کی قیمت آزاد کرنیوالے پر ادا کرنی فرمائی ہے اور اسی طرح پر اوس معتق کی قیمت ادا کردہ شدہ کا غلام پہ واجب کرنا بہی اس حدیث کے مخالف ہے اس لئے کہ یہہ حدیث اس سے ساکت ہے وَالسُّکُوْتُ فِیْ مَعْرَضِ الْبَیَانِ بَیَانٌ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے **مسئلہ ہشتادم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَیَجُوْزُ بَیْعُ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ یعنی جائز ہے بیچنا گوشت کا ساتہہ زندہ جانور کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہو اوس حدیث کے جو کہ شرح سنہ مین سعید بن مسیب سے مرسلا روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ قَالَ سَعِیْدٌ کَانَ مِنْ مَیْسِرِ اَھْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ یعنی بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بیچنے سے گوشت کے ساتہہ زندہ جانور کے کہا کہ یہہ جاہلیت کے لوگون کا جوا تہا **فائدہ** اس حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ گوشت کے ساتہہ زندہ جانور کا بیچنا مطلقا منع ہے خواہ دست بدست ہو خواہ اودہار ہو اس حدیث مین کسی قسم کی کوئی قید وتخصیص نہین ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا پس اس حدیث مطلق کو ادہار کے ساتھ مقید کرنا محض خیال فاسد و قول باطل ہے **مسئلہ ہشتاد و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ مرقات و لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ ایک حیوان کو بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَایَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْھِجْرَۃِ وَلَمْ یَشْعُرْ اَنَّہٗ عَبْدٌ فَجَاءَ سَیِّدُہٗ یُرِیْدُہٗ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعْنِیْہِ فَاشْتَرَاہُ

بِحَبْدَیْنِ اَسْوَدَیْنِ وَلَمْ یُبَایِعْ اَحَدًا بَعْدَهٗ حَتّٰی یَسْئَالَهٗ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْحُرٌّ یعنی اُسنے کہا کہ ایک غلام آیا اور اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیعت کی ہجرت پر اور حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ غلام ہے پس اُس کا مالک آیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو کہا کہ اسکو میرے پاس بیچڈال پس آپنے اُس کے بدلے دو سیاہ غلام دیکر اوسکو خرید لیا اور آپ بعد اوس کے کسی سے بیعت نہین کرتے تھے یہانتک کہ اوسکو پوچھہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد ہے **دوسری حدیث** ابوداؤد مین عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ یُّجَهِّزَ جَیْشًا فَنَفِدَتِ الْاِبِلُ فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّاْخُذَ عَلٰی قَلَائِصِ الصَّدَقَةِ فَکَانَ یَاْخُذُ الْبَعِیْرَ بِالْبَعِیْرَیْنِ اِلٰی اِبِلِ الصَّدَقَةِ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو لشکر طیار کرنیکا حکم فرمایا پس اونٹ کم ہوگئے پس حضرت نے اوسکو حکم فرمایا کہ پکڑے صدقے کے جوان اونٹون پر پس وہ پکڑتے تھے ایک اونٹ کو بدلے دو اونٹون کے صدقہ کے اونٹون تک **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ایک جاندار کو بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز ہے خواہ دست بدست ہو یا اودہار ہو اور امام نووی[ع۳] نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور علما کا **انتہی** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ یہ حدیث سند لاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو بدلے حیوان کے اودہار بیچنا منع فرمایا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ اس حدیث مین مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین ہے تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہو جاوے فَاِنَّ الْاِعْمَالَ بِالدَّلِیْلَیْنِ وَاجِبٌ مَّا اَمْکَنَ کما مر اور یا مراد اوسے یہ رکھی جاوے کہ دونون طرف سے اودہار ہو تو منع ہے اور اگر ایک طرف سے ہو جیسے کہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث مین واقع ہوا ہے تو یہہ جائز ہے اور **بعضے** حنفی یہہ کہتے ہین کہ دو حیوانون کا ایک حیوان کے بدلے بیچنا ابتدا ء اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوگیا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ دعوی نسخ کا باطل ہے ساتھہ ان وجوہات کے جو مسئلہ اولی مین پہلے مذکور ہو چکے ہین اور نیز یہ بہی ہو سکتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی اول اسلام مین ممانعت کا حکم تہا پہر بعد کو منسوخ ہوگیا اور ایک حیوان کا بدلے دو حیوانون کے بیچنا جائز ہوگیا **فما هو جوابکم فهو جوابنا**

مسئلہ ہشتاد و دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ

یہ حدیث مشکوٰۃ [illegible] کے باب [illegible] پہلی فصل میں ہے ۱۲

ع۲ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب [illegible] کی دوسری فصل میں ہے ۱۲

ع۳ یہ عبارت صحیح مسلم ج۲ صفحہ ۳۱ میں ہے ۱۲

[illegible]

ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَلَا یَجُوزُ السَّلَمُ فِي الْحَیَوَانِ یعنی نہیں جائز ہے قرض لینا حیوان میں اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح مسلم میں ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ اِسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکْرًا فَجَاءَتْہُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَۃِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقْضِیَ الرَّجُلَ بَکْرَہٗ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِیَارًا رَبَاعِیًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطِہٖ اِیَّاہُ فَاِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اَحْسَنُہُمْ قَضَاءً یعنی ابو رافع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ جوان قرض لیا پس آپکے پاس صدقے کے اونٹ آئے ابو رافع نے کہا سو آپنے مجھکو حکم فرمایا کہ میں اوس آدمی کا اونٹ ادا کر دوں پس میں نے عرض کی کہ میں نہیں پاتا ہوں مگر اونٹ عمدہ چار برس کا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اونٹ اوسکو دیدے پس تحقیق بہتر سب لوگوں میں وہ ہے کہ قرض اچھی طرح ادا کرتا ہے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وَفِیْہِ جَوَازُ اقْتِرَاضِ الْحَیَوَانِ وَمَذْہَبُ الشَّافِعِیِّ وَمَالِکٍ وَّجَمَاہِیْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ اَنَّہٗ یَجُوْزُ قَرْضُ جَمِیْعِ الْحَیَوَانِ وَمَذْہَبُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ قَرْضُ الشَّیْءِ مِنَ الْحَیَوَانِ وَہٰذِہِ الْاَحَادِیْثُ تَرُدُّ عَلَیْہِمْ وَلَا یُقْبَلُ دَعْوٰہُمُ النَّسْخَ بِغَیْرِ دَلِیْلٍ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جائز ہونے قرض لینے حیوان کے اور مذہب شافعی اور مالک اور جمہور علما سلف اور خلف کا یہہ ہے کہ جائز ہے قرض لینا تمام حیوانوں کا اور مذہب ابی حنیفہ کا یہہ ہے کہ نہیں جائز ہے قرض لینا کسی چیز کا حیوان سے اور یہہ حدیثیں رد کرتی ہیں اون پر اور نہیں قبول کیا جاویگا دعوی اون کا نسخ میں بغیر دلیل کے انتہے پس ثابت ہوگیا کہ حیوان کا قرض لینا بلاشبہ جائز درست ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثوں کو نہیں مانتے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے **سو جواب** اوس کا یہہ ہے کہ دعوی نسخ کا قطعا مردود باطل ہے اور وجہ باطل ہونے کے مسئلہ اول میں اوپر گذر چکی ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اون کا دعوی نسخ کا بغیر دلیل کے مقبول نہیں ہے **مسئلہ ہشتاد و سوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے

و [ع۱] یقتل المسلم بالذمی یعنی مسلمان کو بدلے کافر ذمی کے قتل کیا جاوے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے

پہلی حدیث [ع۲] صحیح بخاری مین ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ سَأَلْتُ عَلِیًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ فَقَالَ وَالَّذِی فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا یُعْطٰی رَجُلٌ فِی كِتَابِهٖ وَمَا فِی الصَّحِیفَةِ قُلْتُ وَمَا فِی الصَّحِیفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِیْرِ وَاَنْ لَا یُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ یعنی اوس نے کہا کہ مین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تمہارے نزدیک سوائے قرآن کے کوئی چیز ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اوس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار چیز کو پیدا کیا نہین ہے نزدیک ہمارے کوئی چیز مگر جو قرآن مین ہے لیکن فہم جو مرد دیا گیا اوس کی کتاب مین اور جو چیز کہ اس کاغذ مین ہے مین نے کہا اس کاغذ مین کیا ہے کہا بیان دیت کا اور چھوڑنا قیدیون کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے

دوسری حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَیَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَیَرُدُّ عَلَیْهِمْ اَقْصَاهُمْ وَهُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ اَلَا لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانون کے خون برابر ہین اور کوشش کیا جاوے ساتھ ذمہ اون کے ادنے اون کا اور رد کیا جاوے اوپر اقصی اون کا اور وہ ایک ہاتھہ ہین اپنے غیر پر خبردار ہو نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے اور نہ عہد والا اپنے عہد مین

تیسری حدیث ابو داؤد [ع۳] عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِیْثًا طَوِیْلًا وَذَكَرَ فِیْهِ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ دِیَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِیَةِ الْمُسْلِمِ الحدیث یعنی اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن فتح مکہ کے خطبہ پڑھا پھر بڑی طویل حدیث بیان کی اور اوسی مین ذکر کیا کہ نہ قتل کیا جاوے مومن بدلے کافر کے اور دیت کافر کی آدھی دیت مسلمان کی ہے **فائدہ** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اگر

مسلمان کافر کا خون کر ڈالے تو مسلمان کو اوس کے قصاص مین قتل نکیا جاوے خواہ کافر ذمی ہو یا حربی ہو چنانچہ مرقات اور لمعات مین لکھا ہے وَاَنَّہٗ لَا یُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِکَافِرٍ سَوَآءٌ کَانَ ذِمِّیًّا اَوْ حَرْبِیًّا وَھُوَ مَذْھَبُ کَثِیْرٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ وَ وَھُوَ مَذْھَبُ الْاَئِمَّۃِ الثَّلٰثَۃِ یعنی نہ قتل کیا جاوے مسلمان بدلے کافر کے خواہ ذمی ہو یا حربی ہو اور یہی مذہب ہے بہت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم کا اور یہی مذہب ہے تینون اماموں کا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے قصاص مین قتل کیا ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَاُجِیْبَ عَنْہُ بِاَنَّہٗ مُرْسَلٌ وَّلَا تَثْبُتُ بِمِثْلِہٖ حُجَّۃٌ وبان السلیمانی المذکور ضَعِیْفٌ لَا تَقُوْمُ بِہٖ حُجَّۃٌ اِذَا وَصَلَ الْحَدِیْثَ فَکَیْفَ اِذَا اَرْسَلَہٗ کَمَا قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدِ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ بِمُسْنَدٍ وَّلَا یُجْعَلُ مِثْلُہٗ اِمَامًا تُسْفَکُ دِمَآءُ الْمُسْلِمِیْنَ انتہی پس نہین صحیح ہے حجت پکڑنی ساتھ اس کے خاص یہان تو صحیح حدیثین عام طور سے موجود ہین پہر یہ ضعیف حدیث اون کے مقابلہ مین کیسی معتبر ہو سکتی ہے **اور** بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد والے کافر کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور جب کہ ذمی کا قتل کرنا جائز نہوا تو اوس کے بدلے مسلمان کو قتل کیا جاویگا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک عہد والے کافر کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے مگر اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ اگر مسلمان اوسکو بالفرض کسی وجہ سے قتل کر ڈالے تو مسلمان کو اوس کے قصاص مین قتل کیا جاوے اوس کے قتل کی ممانعت اس بات پر ہرگز دلالت نہین کر سکتی ہے کہ مسلمان کو اوسکے قصاص مین قتل کیا جاوے غایت درجہ یہہ ہے کہ اوس کے قتل کرنے مین گناہ ہوگا سو وہ موجب قصاص نہین ہو سکتا ہے خاصکر عموم حدیثون مذکورہ کا صریح قرینہ ہے اسپر کہ مسلمان کو بدلے کافر کے قتل نکیا جاوے خواہ کافر حربی ہو یا ذمی ہو پس ان حدیثون کے قرینہ سے مراد ہر کافر ہے خواہ ذمی ہو یا حربی ہو **اور** بعضے حنفیہ اور بہی تاویلین کرتے ہین مگر سب واہیات اور خرافات ہین کَمَا بَسَطَہُ الشَّوْکَانِیُّ فِیْ نَیْلِ الْاَوْطَارِ **مسئلہ**

ع یہ مضمون مشکوۃ کی باب القصاص کے حاشیہ سے نقل کیا ہے

ہشتاد و چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ویکرہ اکل الضب یعنی مکروہ ہے کہانا گہوہ کا اور **مرقات** مین لکہا ہے کہ گوہ حرام ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الضب لست آکلہ ولا احرمہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین گہوہ کو نہ کہاتا ہون اور نہ حرام کرتا ہون **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ان خالد بن الولید اخبرہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی میمونۃ وہی خالتہ وخالۃ ابن عباس فوجد عندہا ضبا محنوذا فقدمت الضب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ عن الضب فقال خالد احرام الضب یا رسول اللہ قال لا ولکن لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافہ قال خالد فاجتررتہ فاکلتہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر الی یعنی تحقیق خالد بن ولید نے اسکو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ پر داخل ہوئے اور وہ خالہ تہین خالد اور ابن عباسؓ کی سو پایا اوس نے نزدیک اوس کے گوہ بہنی ہوئی سو حضرت میمونہ نے گہوہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے بڑہایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گہوہ سے اوٹھا لیا پس خالد نے کہا کہ کیا گہوہ حرام ہے یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ولیکن میری قوم کی زمین مین نہین تھی پس پاتا ہون کراہت اوسکی کو (یعنی میری طبیعت کو اوسی کراہت آتی ہے نہ کہ شرعًا مکروہ ہے) خالد نے کہا پس کہینچ لیا مین نے اوسکو پس کہا لیا مین نے اوسکو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تہے اور مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کلوا فانہ حلال ولکنہ لیس من طعامی یعنی تحقیق وہ حلال ہے ولیکن وہ نہین ہے میرے طعام سے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے واجمع المسلمون علی ان الضب حلال لیس بمکروہ وما اظنہ یصح عن احد وان صح عن احد فمحجوج بالنصوص وباجماع من قبلہ یعنی تمام مسلمانون کا اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ گہوہ حلال ہے

(حاشیہ: ۱ مضمون ہدایہ دیکہو ج ۴ صفحہ ۳۰۳ — ۲ مضمون مشکوۃ کتاب الصید والذبائح ۳ — ۳ مضمون مشکوۃ کتاب الصید والذبائح — ۴ مضمون مشکوۃ کی باب مایحل اکلہ ومایحرم کے حاشیہ پر لکہا ہے ۱۲ — عبارت صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۱۵۱)

مگر وہ نہین ہے اور مین نہین خیال کرتا کہ کسی ایک نے اسکا برخلاف ثابت ہو اور اگر کسی سے
اسکا برخلاف ثابت ہو تو وہ مغلوب کیا گیا ہے ساتھ نصوص کے اور اجماع پہلون کے

تنبیہ حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین جو ابوداؤد
مین عبدالرحمن بن شبل سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ اَکْلِ الضَّبِّ
یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے گوہ کے کہانے سے **سو جواب** اس کا یہ
ہے کہ اول تو اس کی صحت مین کلام ہے ضعیف کہا ہو اسکو امام خطابی نے اور ابن حزم نے
اور بیہقی نے اور ابن جوزی نے قَالَ الْخَطَّابِیُّ لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِذَالِکَ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ
فِیْہِ ضُعَفَاءُ وَمَجْھُوْلُوْنَ وَقَالَ الْبَیْھَقِیُّ تَفَرَّدَ بِہٖ اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عَیَّاشٍ وَلَیْسَ بِحُجَّۃٍ
وَقَالَ ابْنُ جَوْزِیٍّ لَا یَصِحُّ انتہٰی کذا فی نیل الاوطار نہین صحیح ہو دلیل پکڑنا ساتھ اسکے
دوم احتمال ہے کہ مراد اس حدیث مین نہی سے نہی تنزیہی ہو نہ تحریمی تاکہ سب حدیثون مین موافقت
ہو جاوے سوم فتح الباری مین لکہا ہے حُمِلَ النَّھْیُ فِیْہِ عَلٰی اَوَّلِ الْحَالِ وَحُمِلَ الْاِذْنُ فِیْہِ
عَلٰی ثَانِی الْحَالِ لِمَا عُلِمَ اَنَّ الْمَمْسُوْخَ لَا نَسْلَ لَہٗ یعنی نہی اول امر پر محمول ہوگی اور
اذن آخر وقت پر محمول ہوگا اس لیے کہ ممسوخ کی نسل باقی نہین ہی ہی **مسئلہ ہشتاد و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکہا ہے وَیَجُوْزُ الذَّبْحُ بِالظُّفْرِ وَالسِّنِّ اِذَا کَانَ مَنْزُوْعًا یعنی جائز ہے ذبح کرنا ساتھ
ناخن اور دانت کے جبکہ ہون جدا کیے گئے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہو اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَیْسَتْ مَعَنَا
مُدًی اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْھَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ
وَسَاُحَدِّثُکَ عَنْہُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَی الْحَبَشِ الحدیث یعنی مین نے کہا
یا رسول اللہ تحقیق ہم کل دشمن کو ملنے والے ہین اور ہمارے ساتھ چھری نہین ہے کیا ہم سرکنڈے
کے ساتھ ذبح کرلیوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز خون کو بہا دیوے اور اللہ کا
نام ذکر کیا جاوے پس کہالے سوا دانت اور ناخن کے اور مین تجھکو اس کی حدیث بتلاؤنگا

لیکن دانت پس یہ تو ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس یہ چھری ہے حبشیون کے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دانت اور ہڈی کے ساتھہ ذبح کرنا مطلق جائز نہین ہے خواہ وہ دانت جدا ہوا ہو یا نہو بلکہ دانت کی تو ایسی علت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہی جو کسی حال مین اُس سے جدا نہین ہو سکتی ہے خواہ جدا ہو خواہ نہو اسی طرح مطلق ناخن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیون کی چھُری فرمایا ہی خواہ جدا ہو یا نہو پس ناخن کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہین ہو گا خواہ ناخن جدا ہو یا نہو اسمین کسی قسم کی کوئی قید نہین ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے اَمَّا الظُّفْرُ فَيَدْخُلُ فِيْهِ ظُفْرُ الْاٰدَمِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ كُلِّ الْحَيَوَانَاتِ وَسَوَاءٌ الْمُتَّصِلُ وَالْمُنْفَصِلُ الطَّاهِرُ وَالنَّجِسُ فَكُلُّهٗ لَا تَجُوْزُ الذَّكٰوةُ بِهٖ لِلْحَدِيْثِ وَاَمَّا السِّنُّ فَيَدْخُلُ فِيْهِ سِنُّ الْاٰدَمِيِّ وَغَيْرِهٖ الطَّاهِرُ وَالنَّجِسُ وَالْمُتَّصِلُ وَالْمُنْفَصِلُ وَيَلْحَقُ بِهٖ سَائِرُ الْعِظَامِ مِنْ كُلِّ الْحَيَوَانِ الْمُتَّصِلُ مِنْهَا وَالْمُنْفَصِلُ الطَّاهِرُ وَالنَّجِسُ فَكُلُّهٗ لَا تَجُوْزُ الذَّكٰوةُ بِشَيْءٍ مِّنْهُ وَبِهٰذَا قَالَ النَّخَعِيُّ وَالْحَسَنُ ابْنُ صَالِحٍ وَاللَّيْثُ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَاَبُوْ ثَوْرٍ وَدَاوٗدُ وَفُقَهَاءُ الْحَدِيْثِ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ یعنی لیکن ناخن پس داخل ہے اسمین ناخن آدمی کا اور کل حیوانون کا برابر ہے کہ جُڑا ہوا ہو یا جدا ہو پاک ہو یا ناپاک ہو پس کل کے ساتھہ ذبح کرنا جائز نہین ہے واسطے حدیث کے اور لیکن دانت پس داخل ہے اسمین دانت آدمی کا اور کل حیوانون کا برابر ہے کہ جڑا ہوا ہو یا جدا پاک ہو یا ناپاک ہو متصل ہو یا منفصل ہو اور ملحق ہین ساتھہ ہڈیین کل حیوانون کی متصل ہون یا منفصل ہون پاک ہو یا ناپاک ہون۔ پس کل کے ساتھہ ذبح کرنا جائز نہین ہے اور ساتھہ اسی کے قائل ہین نخعی اور حسن بن صالح اور لیث اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور فقہاء حدیث کے اور جمہور علما انتہی **مسئلہ ہشتاد و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَيْسَ عَلَى الْفَقِيْرِ وَالْمُسَافِرِ اُضْحِيَةٌ یعنی نہین ہے فقیر اور مسافر پر قربانی۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے

یہ عبارت صحیح مسلم جلد ۲ کی صفحہ ۱۵۶ مین ہے ۱۲ صہ
یہ حدیث صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۱۵۹ مین ہے ۱۲

قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِیَّتَہٗ ثُمَّ قَالَ یَا ثَوْبَانُ اَصْلِحْ لَحْمَ ھٰذِہٖ فَلَمْ اَزَلْ اُطْعِمُہٗ مِنْھَا حَتّٰی قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ یعنی اُس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو ذبح کیا پھر فرمایا ای ثوبان اسکا گوشت سوار کر رکھ پس ہمیشہ مین حضرت کو اوس سے کھلاتا رہا یہانتک کہ آپ مدینہ مین تشریف لائے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کُنَّا نَتَزَوَّدُھَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے ہم جمع کر رکھتے تھے گوشت قربانی کو مدینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مسافر پر بھی قربانی ہے اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی سفر مین ذبح کی اور اوسکا گوشت مدینہ تک آپ کہاتے آئے اور جابر کی حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفر مین قربانی کیا کرتے تھے اور پھر گوشت قربانی کا مدینہ تک کہاتے چلے آتے تھے اس لئے اوس نے کہا کہ ہم مدینہ تک قربانی کا گوشت ذخیرہ کر رکھتے تھے اگر سفر مین قربانی نکرتے تو پھر اون کی اس کلام کا کچھ معنے نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ سفر مین قربانی کیا کرتے تھے **اور** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِیْہِ اَنَّ الضَّحِیَّۃَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُسَافِرِ کَمَا ھِیَ مَشْرُوْعَۃٌ لِلْمُقِیْمِ وَھٰذَا مَذْھَبُنَا وَبِہٖ قَالَ جَمَاھِیْرُ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ قربانی مسافر کیواسطے جائز اور مشروع ہے جیسے کہ مقیم کیواسطے مشروع ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور ساتھ اسی کے قائل مین جمہور علما انتہی **مسئلہ ہشتاد و ہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کو کفایہ حاشیہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے[عہ] وَعِنْدَنَا لَا یَسْتَحِقُّ الْقَاتِلُ السَّلَبَ بِدُوْنِ التَّنْفِیْلِ یعنی اور نزدیک ہمارے نہین مستحق ہوتا ہے قاتل مقتول کے اسباب کا سوا اذن امام کے یہ عبارت حنفیہ کے دلیل ہے اسپر کہ جب لڑائی سے پہلے امام خود یہ اذن عام دیدیوے کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکا اسباب قاتل لے لیوے اُس اذن کے بعد جو کسی کا قتل کرے وہ اُس مقتول کے اسباب کا حقدار ہے اور اگر امام نے لڑائی سے پہلے یہ حکم عام نہین دیا تو اوسوقت قاتل مقتول کی کسی چیز کا حقدار نہین ہے اور

عہ یہ حدیث صحیح مسلم جز ۲ کی صفحہ ۱۵۸ مین ہے

عہ صحیح مسلم جز ۲ صفحہ ۱۵۹

عہ یہ مضمون ہدایہ مطبوعہ دہلی جز ۲ کے صفحہ ۱۸۹ مین ہے

یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابی قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَا لَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَاَرْضِهِ مِنِّيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا هَا اللّٰهِ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَاَعْطِهِ فَاَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ یعنی اوس نے کہا کہ جنگ حنین مین ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے سو جب ہم کافرون سے ملے تو مسلمانون کیواسطے ایک پہرنا تھا یعنی کچھہ تہوڑی سی شکست آگئی پس مین نے مشرکین سے ایک مرد کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غالب آگیا ہے پس مینے اوسکی پیچھے سے اوسکو مونڈھے پر تلوار ماری پس مین نے اوسکا درع کاٹ دیا اور میری طرف متوجہ ہوا پس مجھکو گلے مین لپٹ گیا ایسا کہ مین نے اوسسے موت کی بو پائی پہر وہ مر گیا اور مجھکو چہوڑ دیا سو مین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھہ ملا پس مین نے کہا کہ لوگون کا کیا حال ہے اوس نے کہا حکم اللہ کا پہر سب لوگ پہر آئے (یعنی لڑائی سے) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھہ گئے سو آپ نے فرمایا جسنے کسی کو قتل کیا ہو اور اوسکے واسطے اوسپر گواہ ہو پس واسطے اوس کے ہے اسباب اوس کا پس مین نے کہا کون گواہی دیگا واسطے میرے پہر مین بیٹھہ گیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسی طرح فرمایا پس مین نے کھڑے ہوکر کہا کون گواہی دیتا ہے واسطے میرے پہر مین بیٹھہ گیا

پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسیطرح فرمایا پہر مین کہڑا ہوا پس آپنے فرمایا کیا ہے واسطے تیرے ای ابا قتادہ پس مین نے آپ کو خبر دی پس ایک آدمی نے کہا کہ سچ کہا ہے اوس نے اور اسباب اوس کا میرے پاس ہے پس آپ میری طرف سے اوسکو راضی کردو (یعنی اسباب تو میرے ہی پاس رہے مگر اوسکو کسی طرح سے راضی کردو) سو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ ہرگز نہین ہوگا قسم ہے اللہ کی اسوقت نہ قصد کریگا طرف ایک شیر کی اللہ کی شیرون مین سے جو اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے یعنی اوس کے حق کو باطل نکیا جاویگا اور اوس کا اسباب تجہکو نہ دیا جاویگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رض نے سچ کہا ہے پس وہ اسباب اوسکو دیدے پس اوس نے وہ اسباب مجکو دیدیا۔ پس مین نے ساتہہ اوسکے بنی سلمہ مین ایک باغ خرید کرلیا پس تحقیق وہ البتہ اول مال تہا جسکو مین نے اسلام مین حاصل کیا **دوسری حدیث** ابوداؤد مین عوف بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی السَّلَبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ یُخَمِّسِ السَّلَبَ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اسباب مقتول مین واسطے قاتل کے اور مقتول کے مال سے پانچوان حصہ نہ لیا **تیسری حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن انصار کے دو جوانون نے ابوجہل کو قتل کیا اور دونون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر دی فَقَالَ اَیُّکُمَا قَتَلَہٗ فَقَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا اَنَا قَتَلْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَکُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی السَّیْفَیْنِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَہٗ وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَلَبِہٖ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونون مین سے کس نے اوسکو قتل کیا ہے پس دونون مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے اوسکو قتل کیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... کیا تم دونون نے اپنی تلوارون کو پونچھ ڈالا ہے اونہون نے کہا نہین سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون تلوارون کی طرف نظر کی پس فرمایا تم دونون نے قتل کیا ہے اور فیصلہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتہہ اسباب ابوجہل کے واسطے معاذ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ کے

چوتہی حدیث ابی سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَوَازِنَ فَبَیْنَنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰی جَمَلٍ اَحْمَرَ فَاَنَاخَہٗ ثُمَّ انْتَزَعَ طَلَقًا مِّنْ حَقَبِہٖ فَقَیَّدَ بِہِ الْجَمَلَ ثُمَّ تَقَدَّمَ یَتَغَدّٰی مَعَ الْقَوْمِ وَیَنْظُرُ فِیْنَا ضَعْفَۃٌ وَّرِقَّۃٌ مِّنَ الظَّہْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاۃٌ اِذْ خَرَجَ یَشْتَدُّ فَاَتٰی جَمَلَہٗ فَاَطْلَقَ قَیْدَہٗ ثُمَّ اَنَاخَہٗ فَقَعَدَ عَلَیْہِ فَاَثَارَہٗ فَاشْتَدَّ بِہِ الْجَمَلُ فَاتَّبَعَہٗ رَجُلٌ عَلٰی نَاقَۃٍ وَّرْقَاءَ قَالَ سَلَمَۃُ وَخَرَجْتُ اَشْتَدُّ فَکُنْتُ عِنْدَ وَرِکِ النَّاقَۃِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتّٰی کُنْتُ عِنْدَ وَرِکِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتّٰی اَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَاَنَخْتُہٗ فَلَمَّا وَضَعَ رُکْبَتَہٗ فِی الْاَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَیْفِیْ فَضَرَبْتُ رَاْسَ الرَّجُلِ فَنَدَرَ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ اَقُوْدُہٗ عَلَیْہِ رَحْلُہٗ وَسِلَاحُہٗ فَاسْتَقْبَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَہٗ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الْاَکْوَعِ قَالَ لَہٗ سَلَبُہٗ اَجْمَعُ یعنی ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہوازن کی لڑائی کے پس جس حالت مین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ صبح کا کہانا کہا رہے تہے کہ ناگاہ ایک مرد سرخ اونٹ پر آیا سو اوسکو بٹہایا پہر اپنی کہرجی سے رسی نکالی اور اوس کے ساتھہ اونٹ کو قید کیا پہر قوم کے ساتھہ آگے بڑہکر کہانے لگا اور ہمکو ضعیف دیکہا سواریون کی کمی سے اور بعض ہمارے پاپیادہ چلتے تہے کہ ناگاہ جلدی کے ساتھہ نکلا اور اپنے اونٹ کا ڈہنگا کہولا پہر اوسکو بٹہایا اور اوسپر سوار ہوا اور اسکو اوٹہایا پس اُسکو اونٹ جلدی سے لے بہاگا پس ایک مرد سیاہ اونٹنی پر اوس کے پیچہے لگا سلمہ نے کہا کہ مین بہی جلدی سے نکلا پس اونٹنی کے چوتڑون کے پاس پہونچا پہر مین اوس سے آگے بڑہا یہانتک کہ اونٹ کے چوتڑون کے پاس پہونچا پہر مین اوس سے آگے بڑہا یہانتک کہ مین نے اونٹ کی نکیل کو پکڑا پس مین نے اُسکو بٹہلایا پس جب اوس نے اپنے گہٹنے کو زمین پر رکہا تو مین نے اپنی تلوار کو کہینچا اور اوس مرد کے سر پر مارا پس وہ گر پڑا پہر مین اونٹ کو کہینچتا ہوا لے آیا اوسپر اوسکا پالان تہا اور ہتہیار تہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہکو آگے سے آملے اور آپکے ساتھہ بہت لوگ تہے پس آپنے فرمایا اُس مرد کو کس نے قتل کیا ہے لوگون نے کہا ابن اکوع نے فرمایا اوس کا سب اسباب اوسی کے واسطے ہے

فیہ دلیل علی ان القاتل یستحق جمیع السلب وان کان کثیرا وعلی ان القاتل یستحق السلب فی کل حال حتی قال ابو ثور وابن المنذر یستحق ولو کان المقتول منہزما انتہی نیل منہ

پانچوین حدیث صحیح مسلم مین عوف بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ حِمْيَرٍ رَجُلًا مِنَ الْعَدُوِّ فَأَرَادَ سَلَبَهُ فَمَنَعَهُ خَالِدٌ وَكَانَ وَالِيًا عَلَيْهِمْ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ فَأَخْبَرَ فَقَالَ لِخَالِدٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُعْطِيَهُ سَلَبَهُ قَالَ اسْتَكْثَرْتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ادْفَعْهُ إِلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ عَوْفٌ فَقُلْتُ يَا خَالِدُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ قَالَ بَلَى وَلٰكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ مین یہ امر مشہور تہا اور صحابہ اسکو فتوی عام سمجہے ہوئے تہے اور اسکو ایک حکم شرع کا جانتے تہے لڑائی سے پہلے امام کا اذن کچہہ چیز نہین جانتے تہے بلکہ یہان تو امام نے بعد کو اسباب دینے سے بہی انکار کیا پہلے اذن دینے کا تو کہین ذکر ہے لیکن اسبات کا اقرار کر لیا کہ بیشک مقتول کے اسباب کا حقدار قاتل گو بوجہ بہت ہونے اسباب کے دینے سے انکار کیا اور یہ حکم جنگ بدر مین بہی جاری رہا اور پہر اس جنگ خالد مین بہی جاری رہا اور یہ آٹھوین سال کا ذکر ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ حکم صحابہ مین ہمیشہ جاری رہا پس ان حدیثون کے الفاظ سے حنفیہ کے سب تاویلات باطل ہوگئین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اوس مقتول کا سب اسباب اوسی قتل کرنیوالے کو ملیگا خواہ امام نے لڑائی سے پہلے یہہ حکم دیدیا ہو یا ندیا ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد واقعات مین عام طور سے یہ فتوی دیدیا کہ جو کسی کو قتل کرے اوسکا اسباب اوسی کو ملیگا تو پہر اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون حاکم اعلی ہے کہ قاتل کو مقتول کا اسباب دینا اوس کے اذن پر موقوف رکہا جاوے اور وہ کون ایسا مسلمان ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عام فتوی کا اعتبار نکرے اور ان ادنی حاکمون کے حکم کا اعتبار کرے جو اوس حاکم اعلے کے کتون کے برابر بہی ان کی قدر نہین ہے استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور **امام نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَاللَّيْثُ وَالثَّوْرِيُّ وَأَبُو ثَوْرٍ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَابْنُ جَرِيرٍ وَغَيْرُهُمْ يَسْتَحِقُّ الْقَاتِلُ سَلَبَ الْقَتِيلِ فِي جَمِيعِ الْحُرُوبِ سَوَاءٌ قَالَ أَمِيرُ الْجَيْشِ قَبْلَ ذٰلِكَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ أَمْ لَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ

قَالُوْا وَهٰذِهٖ فَتْوٰی مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِخْبَارٌ عَنْ حُکْمِ الشَّرْعِ فَلَا یَتَوَقَّفُ عَلٰی قَوْلِ اَحَدٍ یعنی پس امام شافعی اور مالک اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق اور ابن جریر وغیرہم کہتے ہین کہ مقتول کے اسباب کا حقدار قاتل ہے سب لڑائیون مین خواہ امیر لشکر نے لڑائی سے پہلے یہ حکم دیدیا ہو (کہ جو کسی کو قتل کرے اوسیکی واسطے ہے اسباب مقتول کا) اور خواہ یہ حکم نہ دیا ہو یہہ علما کہتے ہین کہ یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فتویٰ عام ہے اور حکم شرع سے خبر دینی ہے پس کسی کے قول پر یہہ بات موقوف نہین رہیگی **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ حضرت نے لڑائی سے پہلے یہ بات فرمادی تھی اور یہ فتویٰ بھی نہین ہے اور اخبار عام بھی نہین ہے **سو جواب** اسکا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَهٰذَا الَّذِیْ قَالُوْهُ ضَعِیْفٌ لِاَنَّهٗ صَرَّحَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِتَالِ وَاجْتِمَاعِ الْغَنَائِمِ یعنی یہہ جو حنفیہ نے کہا ہے ضعیف ہے اس لیے کہ اس حدیث مین راوی نے صاف تصریح کردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھکر آرام کے ساتھہ یہ بات فرمائی وقت جمع ہونے مال غنیمت کے[1] کہ جس شخص نے کسی کو قتل کیا ہو اور اوسپر گواہ رکھتا ہو تو اوس کے واسطے ہے اسباب مقتول کا اور جب کہ کئی بار کئی واقعات مین آپنے عام طور سے فرمادیا کہ جو کسی کافر کو قتل کرے اوسکا اسباب وہی لیوے تو پہر فتویٰ کس جانور کا نام ہے اور جبکہ لفظ مَنْ کا (جو بالاتفاق عام ہے) یہان موجود ہے تو پہر بھی اگر یہہ اخبار عام نہین تو جہان مین اخبار عام کون ہے اور اوسکا کیا رنگ ہوتا ہے اور **بعضے** حنفیہ یہہ حدیث سند لاتے ہین جو دارمی مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ یَعْنِیْ یَوْمَ حُنَیْنٍ مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقَتَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ یَوْمَئِذٍ عِشْرِیْنَ رَجُلًا وَاَخَذَ اَسْلَابَهُمْ کہتے ہین کہ یہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ ابو طلحہ نے بعد اس حکم کے قتل کیا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ بات حضرت نے لڑائی سے پہلے نہین فرمائی ہے جیسے کہ ابو قتادہ کی حدیث سے اوپر ثابت ہو چکا ہے پس جب آپ نے یہ بات فرمائی

[1] یہ عبارت صحیح مسلم جز۲ کے صفحہ ۸۶ میں ہے ۱۲

تو ابو طلحہ نے بیس آدمی کو قتل کیا تہا اون سب کا اسباب اوسی نے لے لیا اور اگر بالفرض تعقیب تسلیم بہی کیجاوے تو غایت درجہ اس سے فقط اتنا ہی ثابت ہوگا کہ ابو طلحہ کا بیس آدمی کو قتل کرنا بعد اس قول کے واقع ہوا ہے مگر اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہین ہوتی کہ یہ قول حضرتؐ نے لڑائی سے پہلے فرمایا تہا اس بات کا اس حدیث مین کہین پتہ بہی نہین ہے

مسئلہ ہشتاد و ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا یَجِبُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَھِیَ مَسْئَلَۃُ الْقَتْلِ بِالْمُثَقَّلِ یعنی اور نہین واجب ہے قصاص نزدیک ابی حنیفہ کے اور وہ مسئلہ قتل کا ساتہہ بہاری چیز کے مطلب اسکا یہہ ہے کہ بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنے مین امام اعظم کے نزدیک قصاص واجب نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ یَھُوْدِیًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِیَۃٍ بَیْنَ حَجَرَیْنِ فَقِیْلَ لَھَا مَنْ فَعَلَ بِکِ ھٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰی سُمِّیَ الْیَھُوْدِیُّ فَاَوْمَتْ بِرَأْسِھَا فَجِیْءَ بِالْیَھُوْدِیِّ فَاعْتَرَفَ وَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُہٗ بِالْحِجَارَۃِ یعنی تحقیق ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتہرون مین کچل ڈالا پس اوسکو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا ہے کیا فلان آدمی نے کیا فلان آدمی نے یہانتک کہ اوس لڑکے نے اوس یہودی کا نام لیا پس اپنے سر کے ساتہہ اشارہ کیا پس یہودی کو لایا گیا پس اوس نے اقرار کر لیا کہ تحقیق مین نے اسکو مارا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے مارنے کا حکم فرمایا سو اوسکا سر پتہرون کے ساتہہ کچلا گیا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنے مین بہی قصاص واجب ہے جیسے کہ نوکدار چیزون کے ساتہہ قتل کرنے مین واجب ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَمِنْھَا ثُبُوْتُ الْقِصَاصِ فِی الْقَتْلِ بِالْمُثَقَّلَاتِ وَلَا یَخْتَصُّ بِالْمُحَدَّدَاتِ ھٰذَا مَذْھَبُ الشَّافِعِیِّ وَمَالِکٍ وَاَحْمَدَ وَجَمَاھِیْرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث کے فوائد سے ایک فائدہ ثابت ہونا قصاص کا ہے بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنے مین اور نہین خاص ہے قصاص ساتہہ نوکدار چیزون کے یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک اور

احمد اور جمہور علما کا **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ اس کی یہ تاویل کرتے
ہین کہ اُس یہودی کا سر کچلنا قصاص کی وجہ سے نہین تہا بلکہ بطور سیاست کے تہا یا
واسطے نقض عہد کے تہا **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر حدیث کے سراسر برخلاف
ہے پس قطعا مردود ہوگی **اور نیز** جب یہ قتل کرنا بطور سیاست کے یا واسطے نقض عہد کے
ہوا تو پہر اندرین صورت دیت لازم تہی پہر نہ قصاص لیا گیا اور نہ دیت لی گئی یہ کیسا اندہیر
ہے یہ قتل کرنا تو بقول حنفیہ کے قصاص نہین تہا پہر قصاص کہان گیا اور قصاص نہین
ہوا تہا تو پہر دیت کہان گئی پس اس سے کوئی چارہ نہین ہے کہ اسکو قصاص ٹہرایا جائے پس
اسکو سیاسۃً کہنا یا واسطے نقض عہد کے ٹہرانا قطعا باطل ہوا **اور** بعضے حنفیہ یہ حدیث
اپنی سند لاتے ہین اَلَا اِنَّ قَتِيلَ خَطَاءِ الْعَمَدِ قَتِيلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا فِيهِ مِائَةٌ
مِّنَ الْاِبِلِ یعنی بہاری چیز کے ساتہہ قتل کرنا شبہ عمد مین داخل ہے **سو جواب** اس کا
یہ ہے کہ طیبی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین امام اعظم کی کوئی وجہ دلیل کرنے کی نہین ہے
اس لیے کہ یہ حدیث چابک اور عصا خفیف مین وارد ہوئی ہے جسکے ساتہہ قتل مقصود
نہین ہوتا ہے اس لیے کہ غالبا سوط اور عصا خفیف اور ہلکے ہوتے ہین پس جو اون کے
ساتہہ حاصل ہو وہ شبہ عمد مین داخل ہوگی اور جو بہاری ثقیل چیز کے ساتہہ قتل کیا جاوے
وہ نوکدار چیز کے ساتہہ ملحق ہے جو قتل کیواسطے تیار کی ہوتی ہے اور عاصے سے مراد مطلق
عصا مراد نہین جو بہاری اور خفیف کو شامل ہو بلکہ مراد وس سے خفیف ہے اس لیے کہ غالبا
عصا ہلکا اور خفیف ہوتا ہے اور سب سے قطع نظر کرکے ہم کہتے ہین کہ یہ صورت شبہ عمد سے
مخصوص ہے اور یہہ حدیث انس کی اس کی مخصص ہے اور تخصیص خبر واحد کی ساتہہ خبر
واحد کے بالاتفاق جائز ہے جیسے کہ بیان اوسکا مفصل طور سے مسئلہ اول مین گذر چکا
ہی خاصکر یہان تو مخصص مخصوص منہ سے بہت اصح اور اقوی ہے اس لیے کہ وہ حدیث
متفق علیہ ہے **مسئلہ ہشتاد و نہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کی یہہ
ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَلَا يُسْتَوْفَى الْقِصَاصُ اِلَّا بِالسَّيْفِ یعنی
نہ لیا جاوے قصاص مگر ساتہہ تلوار کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ

عہ یہہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی کے جز ۴ صفحہ ۸۷ مین ہے ۱۲

مسئلہ مخالف ہے اوسی حدیث انس کے جو مسئلہ سابق مین بہی مذکور ہوئی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَمِنْهَا اَنَّ الْجَانِيْ عَمْدًا يُقْتَلُ قِصَاصًا عَلَى الصِّفَةِ الَّتِيْ قَتَلَ فَاِنْ قَتَلَ بِسَيْفٍ قُتِلَ هُوَ بِالسَّيْفِ وَاِنْ قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ خَشَبٍ اَوْ نَحْوِهِمَا قُتِلَ بِمِثْلِهِ لِاَنَّ الْيَهُوْدِيَّ رَضَخَهَا فَرُضِخَ هُوَ یعنی اس حدیث کے فائدون سے ایک فائدہ یہہ ہے کہ جانکر قتل کرنیوالا قتل کیا جاوے بطور قصاص کے اوسی طور پر جس طرح پر اوسنے قتل کیا پس اگر اوس نے تلوار کے ساتھہ قتل کیا ہے تو وہ بہی تلوار کے ساتھہ قتل کیا جاوے اور اگر اوس نے پتھر یا لکڑی وغیرہ کے ساتھہ قتل کیا ہے تو اوسی کے ساتھہ وہ بہی قتل کیا جاوے اس لیے کہ اُس یہودی نے اوس لڑکے کا سر پتہر کے ساتھہ کچلڈالا سو وہ بہی اوسی طرح پتہر کے ساتھہ کچلا گیا انتہی پس ثابت ہوا کہ ہر جگہہ مین تلوار کے ساتھہ قتل کرنا ضرور نہین ہے بلکہ تلوار کے ساتھہ اوسی وقت قتل کیا جاویگا جب کہ اوس نے تلوار کے ساتھہ قتل کیا ہو اور جہان پتہر اور لکڑی وغیرہ کے ساتھہ قتل کیا ہو وہان تلوار کے ساتھہ قتل کرنا کچھہ ضرور نہین ہے بلکہ وہان پتہر اور لکڑی کے ساتھہ ہی قتل کیا جاویگا غرض کہ جس چیز کے ساتھہ قتل کرے اوسی چیز کے ساتھہ اوسکو بہی قتل کیا جاوے **تنبیہ** حنفیہ جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ یہہ حدیث سند لاتے ہین لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ یعنی نہین قصاص ہے مگر ساتھہ تلوار کے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ تخریج ہدایہ مین لکھا ہے قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اَحَادِيْثُ هٰذَا الْبَابِ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ ثُمَّ تُعَارِضُهَا حَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ قِصَّةِ الْعُرَنِيِّيْنَ انتہے یعنی امام بیہقی نے کہا کہ اس باب کی سب حدیثین ضعیف ہین اور علاوہ اسکے حدیث انس کی عرنیین کے قصہ مین انکے معارض ہوا انتہے پس ترجیح ویجاویگی حدیث انس کو اس لیے کہ وہ صحیحین کی حدیث ہے پس نہین صحیح ہی بحث پکڑنا ساتھہ اُسکے اور بر تقدیر صحت حدیث انس کے اوسکی مخصص ہو جاویگی ساتھہ اون وجوہات کے جو اوپر مذکور ہوئین فتذکر

مسئلہ نودم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَأْسَ بِتَوَسُّدِهٖ وَالنَّوْمُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی نہین ہے کوئی خوف ریشم کے ساتھہ تکیہ لگانے مین اور اوسپر سونے مین نزدیک امام اعظم کے

علیہ قتل و اقتدہ علیکم و ... ستہ ... الاقتل بالسیف ... الا بالسیف عندہم ... البزار ... وقال البیہقی ... مدارہا علی جابر ... وہی ضعیفۃ ... البیہقی ... النفرۃ ... تصحیح ...

تعارضہا الآیات المذکورۃ ... المثبت مقدم علی النافی وایضا تخصص ... الحدیث ... الآیات والاحادیث ... قال الله ... قتل ... باسیف ... الرجم ...

مطلب یہ کہ ریشم پر تکیہ لگانا اور اسپہ سونا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اول اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین خدیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَاَنْ نَأْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو منع فرمایا ہے چاندی اور سونے کی برتنون مین پینے اور کہانے سے اور منع فرمایا ہے ریشم اور دیباج کے پہننے سے اور اوسپر بیٹھنے سے اور **دوسری** اس حدیث کی جو کہ مسلم اور نسائی مین حضرت علی رض سے روایت ہے قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمَيَاثِرِ یعنی منع فرمایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے کنارہ دار کپڑون پر بیٹھنے سے انتہی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ریشم پر بیٹھنا اور اوسپر تکیہ لگانا منع اور حرام ہے۔ امام **شوکانی** نے نیل الاوطار مین لکھا ہے یَدُلُّ عَلٰى تَحْرِيْمِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَرِيْرِ وَاِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ كَمَا فِي الْفَتْحِ **تنبیہ حنفیہ** جو اس حدیث کو نہین مانتے تو وہ یہ حدیث سند لاتے ہین کہ حضرت ایک تکیہ ریشمی پر بیٹھے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث نہایت ضعیف ہے اسکی کوئی سند نہین ہے چنانچہ **تخریج ہدایہ** مین لکھا ہے لَمْ اَجِدْهُ یعنی مین نے اس حدیث کو کہین نہین پایا ہے اور بر تقدیر صحت حدیث محرم کو ترجیح ہوگی اباحت پر کما فی الاصول دوسرا قول کو فعل پر ترجیح ہے **مسئلہ نوزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَأْسَ بِاِنْزَاءِ الْحَمِيْرِ عَلَى الْخَيْلِ یعنی اور نہین خوف ہے ساتھ چڑھانے گدہے کے اوپر گھوڑی کے یہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ گدہے کو گھوڑی پر چپٹانا اس نیت سے کہ اوس سے خچر پیدا ہووے جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَاْمُوْرًا مَا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ اِلَّا بِثَلٰثٍ اَمَرَنَا اَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوْءَ ...... وَاَنْ لَا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَنْ لَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ یعنی رسول اللہ

(حاشیہ:) ۲۰ ... حدیث ... شکوۃ ... ۲۱ ... ۲۲ ... یضمون ... مطبوعہ دہلی ... حج ... صفحہ ... مین ... ۲۳ ... حدیث ... شکوۃ ... حج ... صفحہ ... مین

صلی اللہ علیہ وسلم بندے تھے حکم کیے گئے نہیں خاص کیا ہمکو سوا لوگون کے سا تھ مگر تین چیزون کے حکم فرمایا ہمکو وضو کامل کرنے کا اور یہہ کہ نہ کہا ئین ہم صدقے کو اور نہ چڑہا وین ہم گدہے کو گہوڑے پر **دوسری حدیث** ابوداؤد اور نسائی مین علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قال

أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ یعنی تحفہ بہیجا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خچر سو آپ اوسپر سوار ہوے پس علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اگر ہم گدہے کو گہوڑی پر چڑہاوین تو ہمارے واسطے اس کی مثل خچر پیدا ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہیں یہ کام وہ لوگ کرتے ہین جو نہین جانتے اور علم نہین رکہتے ہین **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ گدہے کو گہوڑے پر چڑہانا منع ہے بلکہ حرام ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ حضرت خچر پر سوار ہوے ہین اگر یہ کام منع ہوتا تو آپ اوسپر سوار نہوتے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ اُسپر سوار ہونا اور چیز ہے اور گدہے کو گہوڑی پر چڑہانا اور چیز ہے اُسپر سواری کرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ فعل بہی جائز ہوا اور اس فعل کے ناجائز ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ اُسپر سوار ہونا بہی منع ہو خاصکر حدیث علی رضی اللہ تعالی عنہ کی تو اس باب مین ایسی صریح ہے کہ اوسمین کسی تاویل کی گنجایش نہین ہے اسمین دیکہو صریح موجود ہے کہ جب آپ خچر پر سوار ہوئے اُسوقت علی رضہ نے پوچہا کہ ہم بہی ایسا کرین تو آپ نے..... اوسیوقت اوسکو ساتہہ ہی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ بہی فرمادیا کہ گدہے کو گہوڑی پر وہ لوگ چڑہاتے ہین جو بیوقوف اور جاہل ہین پس اب تمام عالم مین ایسا کون ذی شعور ہے کہ حضرت کی خچر پر سوار ہوتے سے گدہے کو گہوڑی پر چڑہانے کا جواز سمجہہ بیٹہے مگر کسی عقل کے دشمن کا کام ہے **مسئلہ نود و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ویکرہ استخدام الصبیان یعنی چہوٹے نابالغ لڑکون سے خدمت کروانی منع ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم

مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَا صَنَعْتَ یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی پس آپنے کبھی مجکو اُف نہین فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ کیون کیا تونے اور نہ فرمایا کہ کسواسطے نہین کیا تونے **دوسری حدیث** اوسی سے بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی ہے قَالَ خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانِي سِنِينَ خَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ الحدیث یعنی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حالانکہ مین آٹھ برس کا بچہ تھا مین نے آپ کی دس برس خدمت کی آخر حدیث تک **تیسری حدیث** بیہقی نے دلائل النبوۃ مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَوَجَدَ أَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَقْرَءُ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُودِيُّ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلٰى مُوسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتِي وَصِفَتِي وَمَخْرَجِي قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَقِيمُوا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ وَلُوا أَخَاكُمْ یعنی تحقیق ایک لڑکا یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا پس بیمار ہو گیا وہ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے پاس پوچھنے کو آئے پس اوس کے باپ کو اوس کے سر کے پاس توریت پڑھتے پایا سو حضرتؐ نے اوسکو فرمایا ای یہودی مین تجھکو اوس ذات کی قسم دیتا ہون جسنے موسیٰؑ پر توریت اُتاری کیا میری صفت اور میرا نکلنا تو توریت مین پاتا ہے اوس نے کہا نہین اوس جوان نے کہا کیون نہین قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ ہم آپ کی تعریف اور نکلنا توریت مین پاتے ہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود برحق سوا خدا کے اور تحقیق تو رسول اللہ کا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اس کے سر کے پاس سے اوٹھا دو اور اپنے بھائی کے کام کے والی ہو جاؤ

فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے نابالغ سے خدمت کروانی جائز ہے مگر

نہین ہے **مسئلہ نود وسوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَدِيَةُ الْمُسْلِمِ وَالذِّمِّيِّ سَوَاءٌ یعنی دیت مسلمان اور ذمی کافر کی برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ابو داؤد مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ پڑہا اور اوسمین یہ بہی فرمایا۔ دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ یعنی دیت کافر کی آدہی دیت مسلم کے ہے وَفِي رِوَايَةٍ دِيَةُ الْحُرِّ یعنی دیت ذمی کی نصف دیت ہے آزاد مرد کی **دوسری حدیث** ابو داؤد مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَتْ قِيمَةُ الدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ مِائَةِ دِينَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَكَانَ كَذٰلِكَ حَتّٰى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ إِنَّ الْإِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ قَالَ وَتَرَكَ دِيَةَ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ یعنی اوسنے کہا کہ تہی قیمت دیت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار درہم اور دیت اہل کتاب کی اوسدن آدہی تہی مسلمانون کی دیت سے راوی نے کہا پس اسی طرح معاملہ رہا یہانتک کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوے سو لوگون مین کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا پس کہا کہ اونٹ گران قیمت ہوگئے ہین پس حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سونے والون پر ہزار دینار مقرر کی اور چاندی والون پر بارہ ہزار درہم مقرر کیا اور گائین والون پر دو سو گائین اور بکری والون پر دو ہزار بکری مقرر کی اور حلے والون پر دو سو حلہ راوی نے کہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اہل ذمہ کی دیت کو چہوڑ دیا اور اوسکو زیادہ نکیا بیچ اوس کے جو زیادہ کیا دیت سے **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ دیت ذمی کی مسلمان کی برابر نہین ہے بلکہ دیت ذمی کی مسلمان کی دیت کے آدہی ہے اور ان حدیثون مین اہل ذمہ کا ذکر صریح موجود ہے

اور کفار حربیون کا یہان ذکر نہین ہے اور نہ ان حدیثون مین کفار حربیون وغیرہ کا کچھ پتہ ہے **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند وہ حدیث لاتے ہین جو کہ حاشیہ ہدایہ مین مبسوط سے زہری سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر اور عمر ذمی کی دیت مسلمان کی برابر کرتے تھے سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے کما قال الشوکانی فی النیل فحدیث الزہری پس لائق حجت نہین ہے اور نیز یہ قول صحابہ کا ہے اور قول صحابی کا اصح مذہب مین حجت نہین ہے خاصکر صحیح حدیثون مرفوعہ کے مقابلہ مین تو بالاتفاق حجت نہین ہے اور نیز حضرت عمر رض سے تو ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ اونھون نے ذمی کی دیت چار ہزار درہم ٹھہرائی پس اس سے ثابت ہوا کہ روایت مبسوط کی محض کذب ہے ہرگز صحیح نہین ہے اور بعضے **حنفی** یہ حدیث سند لاتے ہین جو کہ حاشیہ ہدایہ مین عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ دیت ذمی کی مسلمان کی دیت کے برابر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے زمانے مین سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث بھی نہایت ضعیف ہے اور تخریج ہدایہ مین لکھا ہے وہذا مرسل ضعیف انتہی اور بے سند ہے پس لائق حجت نہین ہو سکتی ہے **علاوہ** ازین اوپر عمرو بن شعیب کی حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور ابو بکر کے زمانے مین مسلمانون کی دیت آٹھ ہزار درہم تھی اور اہل کتاب کی دیت آدھی دیت مسلمانون کی تھی اور حضرت کے قول سے بھی اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ دیت کافر ذمی کی آدھی دیت مسلمان کے ہے اور حضرت عمر رض سے بھی اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ اونہون نے اہل ذمہ کی دیت چار ہزار رکھی اور مسلمانون کی بارہ ہزار ٹھہرائی پس اس سے ثابت ہوا کہ حدیث ابن مسعود رض کی محض ضعیف ہے لائق حجت کی نہین اور بر تقدیر صحت ان حدیثون کو ابن مسعود رض کی حدیث پر ترجیح ہو جاویگی اسلیئے کہ یہہ سب حدیثین صحیح ہین اور وہ ضعیف بلا سند ہے اور نیز اس جانب مین قولی حدیث موجود ہے اور وقت تعارض کے قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے **مسئلہ نود و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وعند ابی حنیفۃ ومالک لا یثبت الدیۃ الا برضی القاتل یعنی امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک دیت ثابت نہین ہوتی ہے مگر ساتھ

[حاشیہ: حاشیہ کا متن بہت باریک اور دھندلا ہے]

رضامندی قاتل کی یہہ عبارت حنفیہ کی دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی کو قتل کر ڈالے تو ولی مقتول کو دیت لینے کا کچھ اختیار نہین ہے جب تک کہ قاتل دیت دینے پر راضی نہو جاوے سو امام اعظم رح کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان دو حدیثون کے **پہلی حدیث** ترمذی اور مسند امام شافعی مین ابی شریح کعبی سے روایت ہے عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ اَنْتُمْ يَا خُزَاعَةُ قَدْ قَتَلْتُمْ هٰذَا الْقَتِيْلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَاَنَا وَاللّٰهِ عَاقِلُهٗ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهٗ قَتِيْلًا فَاَهْلُهٗ بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ اِنْ اَحَبُّوْا قَتَلُوْا وَاِنْ اَحَبُّوْا اَخَذُوْا الْعَقْلَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِاِسْنَادِهٖ وَصَحَّحَ بِاَنَّهٗ لَيْسَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ وَقَالَ وَاَخْرَجَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَعْنِيْ بِمَعْنَاهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر تم اے خزاعہ (ایک قبیلہ کا نام ہے) تحقیق قتل کیا ہے تمنے اس قتیل کو ہذیل سے اور قسم ہے اللہ کی مین دیت دینے والا ہون اوس کی جو شخص بعد اس کے کسی کو قتل کرے پس ولی مقتول کو اختیار ہے اگر چاہین تو قتل کر ڈالین **یعنی** قصاص لے لیوین اور اگر چاہین تو دیت لے لیوین **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتول کے ولیون کو دونون طرف کا اختیار ہے خواہ قصاص لے لیوین اور خواہ دیت لے لیوین قاتل کی رضامندی کا کچھہ اعتبار نہین اور نہ اوسکو اس باب مین کچھہ دخل ہے وارث مقتول کا جو چاہے گا وہی ہوگا قاتل راضی ہو یا نہو اور دیت کو قبول کرے یا نکرے اور لمعات مین لکھا ہے وَالْحَدِيْثُ ظَاهِرٌ فِيْ اَنَّ الْاِخْتِيَارَ لِاَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ اِنْ شَاءُوْا اقْتَصُّوْا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا الدِّيَةَ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ انتھی **دوسری حدیث** ترمذی مین عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا اُدْفِعَ اِلٰى اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ شَاءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا الدِّيَةَ الحدیث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جانکر کسی کو قتل کرے تو وہ شخص مقتول کے والیون کے حوالے کیا جاوے پس اگر وہ چاہین تو اوسکو قتل کرین اور اگر چاہین تو دیت لے لیوین آخر حدیث تک اس حدیث سے بہی ثابت ہوا کہ وارثان مقتول کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ دیت لے لیوین رضامندی قاتل کی یہان معتبر نہین ہے **تیسری حدیث** دارمی مین ابی شریح خزاعی رضی اللہ تعالی عنہ

عہ یعنی یہ حدیث اس بات مین ظاہر ہے کہ ولیون مقتول کو اختیار ہے خواہ قصاص لیلیوین خواہ دیت لیلیوین اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد کا

سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اُصِیْبَ بِدَمٍ اَوْ
خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَھُوَ بِالْخِیَارِ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلٰثٍ فَاِنْ اَرَادَ الرَّابِعَۃَ فَخُذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ
بَیْنَ اَنْ یَقْتَصَّ اَوْ یَعْفُوَ اَوْ یَاْخُذَ الْعَقْلَ یعنی اوسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا فرماتے تھے جو مصیبت پہنچا یا گیا ساتھ خون کے یا زخم کے پس تین چیزون مین
اوسکو اختیار ہے پس اگر چوتھی کا ارادہ کرے تو اوسکا ہاتھ پکڑلو اوسکو اختیار ہے اس کا کہ
قصاص لیوے یا معاف کردیوے یا دیت لے لیوے آخر حدیث تک **تنبیہ** حنفیہ جو ان
حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ قرآن شریف سے فقط قصاص ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ
فرمایا خداتعالی جل شانہ نے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی یعنی لکھا گیا ہے تمپر قصاص
مقتولون مین پس دیت کا واجب کرنا زیادتی ہے کتاب اللہ پر پس نہین جائز ہے لینا دیت
کا مگر ساتھ رضامندی قاتل کے **سو جواب** اسکا یہہ ہے کہ جب یہ زیادتی ہے کتاب اللہ پر
تو پھر رضامندی قاتل کی ساتھ تم زیادتی کتاب اللہ پر کیون جائز رکھتے ہو رضامندی
قاتل کے ساتھ دیت کو جائز رکھنا یہ بھی زیادتی ہے قتل عمد تو بقول تمہارے فقط قصاص
ہی واجب کرتا ہے پھر رضامندی قاتل کے ساتھ زیادتی کتاب اللہ پر کیسے جائز ہو گئے
حالانکہ رضامندی قاتل کی ساتھ دیت کا جائز ہونا کسی حدیث صحیح بلکہ ضعیف سے بھی ثابت
نہین ہوتا ہے محض رای اور مجرد خیال ہے فماھو جوابکم فھو جوابنا **پس** بڑے افسوس کی
بات ہے کہ رضامندی قاتل کی ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز رکھی جاوے حالانکہ وہ کسی
حدیث سے ثابت بھی نہین ہوئی اور اختیار ولی کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز نرکھی
جاوے حالانکہ وہ صحیح صریح حدیثون سے ثابت ہے یہہ کیسا اندھیر ہے پھر اس اندھیر کا کیا جواب
اور نیز دیت اور قصاص کے درمیان وارثان مقتول کی اختیار ثابت کرنے مین جو حدیثین وارد
ہوئی ہین وہ حدیثین مشہور ہین اسلیے کہ حدیث مشہور کی تعریف شرح نخبہ مین یہہ لکھی ہے
ھُوَ مَالَہٗ طُرُقٌ فَوْقَ الْاِثْنَیْنِ یعنی حدیث مشہور وہ ہے جسکے واسطے دو سے زیادہ طریق
ہون اور یہ تعریف مشہور کی ان حدیثون پر صادق آتی ہے اسلیے کہ ان کے طریق دو سے
زیادہ مین ایک طریق ابی شریح کعبی کا ہے دوسرا طریق ابوہریرہ رض کا ہے تیسرا طریق عمرو

شعبی کا ہے اور جب کہ انکا مشہور ہونا ثابت ہوا تو اب اسے زیادتی کتاب اللہ پر بالاتفاق جائز ہوگی اور نیز حنفیہ بہت صورتون مین خبر واحد کے ساتھہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز رکھتے ہین کما سیاتی پھر ان صورتون مین اس قاعدہ کو کون اوٹھا لیگیا اور نیز عموم کتاب اللہ کی تخصیص ساتھہ خبر واحد کے جائز ہے کئی وجہ سے جیسے کہ بیان اسکا ..... اول مین اوپر گذر چکا ہے پس خبر واحد کے ساتھ زیادت علی النص کو جائز نہ کہنا قطعی باطل و خیال فاسد ہے مخالف ہے عقل اور نقل دونوں کے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے وَيُجَابُ بِاَنَّ عَدَمَ الذِّكْرِ فِي الْاٰيَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ الذِّكْرِ مُطْلَقًا فَاِنَّ الدِّيَةَ ثَابِتٌ فِي حَدِيْثِ الْبَابِ وَاَيْضًا تَقْدِيْرُ الْاٰيَةِ فَمَنِ اقْتَصَّ فَالْحُرُّ بِالْحُرِّ وَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَالدِّيَةُ وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ تَفْسِيْرُ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمَذْكُوْرُ انتہی یعنی آیت مین دیت کا ذکر نہونا اوسکے مطلق عدم پر دلالت نہین کرتا ہے اور نیز اصل آیت کا یہہ ہے پس جو قصاص لیوے پس آزاد بدلے آزاد کے ہے اور جسکو معاف کیا گیا پس دیت واجب ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہے تفسیر ابن عباسؓ کی انتہی **مسئلہ نود و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ مرقات شرح مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَلَيْهِ الضَّمَانُ یعنی کہا امام ابو حنیفہ نے کہ اوسپر ضمان ہے مطلب اس کا یہہ ہے کہ جو شخص بلا اذن کسی کے گھر مین نظر کرے اور گھر والا اوس نظر کرنیوالے کی آنکھ کو کسی چیز کے ساتھہ اندھا کر دیوے اور اوس کی آنکھ کو نکال دیوے تو وہ آنکھ نکالنے والا اوس کی آنکھ کا ضامن ہے یعنی اوس آنکھ نکالنے والے سے دیت لیجاویگی یا کچھ اور اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ اَحَدٌ وَّلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ یعنی تحقیق اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص بغیر اذن کے تیرے گھر مین جھانکے پس مارے تو اوسکو پتھر پس نکال دیوے تو آنکھ اوس کی کو تو تجھپر کچھ

گناہ نہین ہے **دوسری حدیث** بخاری اور مسلم مین سہل بن سعد رضہ سے روایت ہے
اَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ
بِهِ فِي عَيْنَيْكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِيذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ یعنی تحقیق ایک مرد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی سوراخ سے جھانکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس مدرتھی (مدر ایک لکڑی ہوتی ہے کنگھی کی شکل پر اوس کے ساتھ بدن کو
کھجلاتے ہین) کہ آپ اوس کے ساتھ اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تھے پس آپنے فرمایا اگر مین
جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو مین اوسکو تیری دونون آنکھون چبھا دیتا سوا اسکے
نہین کہ گردانا گیا ہے اذن واسطے بچانے آنکھ کے **تیسری حدیث** ترمذی مین ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا
فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَقَدْ أَتَى حَدًّا
لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ وَلَوْ أَنَّهُ حِينَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَهُ
مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ الْحَدِيثَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھولا پردہ
پس اپنی آنکھ کو گھر مین داخل کیا پہلے اس سے کہ اذن دیا جاوے واسطے اوس کے پس
اوس نے گھر والون کی عورت کو دیکھا پس تحقیق آیا وہ حد کو یعنی حد اوسپر واجب ہوئی)
نہین حلال ہے واسطے اوس کے کہ آوے اوسکو اور جسوقت کہ اوسنے اپنی آنکھ کو گھر مین
داخل کیا اگر اوسوقت کوئی مرد اوسکو آگے سے آتا اور اوسکی آنکھ کو نکالدیتا تو مین اوسپر
کچھ عیب نہین کرتا آخر حدیث تک **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کے
گھر مین بلا اذن نظر کرے اور گھر والا اوس کی آنکھ کو اندھا کر دیوے اور پھوڑ دیوے تو
اوس آنکھ پھوڑنے والے پر کچھ ضمان نہین ہے اور نہ اوسپر کوئی دیت وغیرہ واجب ہوتی
ہے اور نہ اوسمین کسی قسم کا گناہ ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا **بعضے** کہتے ہین
کہ یہہ حدیثین بطریق زجر کے وارد ہوئی ہین مگر یہہ محض خیال فاسد و وہم کاسد ہے
اسپر کوئی دلیل نہین ہے اگر ایسے ہی بے دلیل زجر پہ محمول کیا جاوے تو کتب احکام

شرع سے امن اوٹھ جاویگا جس حدیث کا کچھ جواب نہ آیا اوسکو زجر بلیغ پر محمول کر دیا پہر احکام شرع کے اثبات کی کیا صورت ہے اسّے تو صدہا احکام برباد ہوجاوینگے حالانکہ اثبات ضمان مین کوئی حدیث صحیح بلکہ ضعیف بہی وارد نہین ہوئی محض رای اور مجرد خیال ہے پہر محض راے سے ضمان ثابت کیجاوے اور ان حدیثون سے ضمان ساقط نکیجاوے یہ کیسا اندہیر ہے پہر اس اندہیر کا کیا جواب ہے اور جب کہ خود حدیث مین صاف موجود ہے مَاکَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ یعنی تجہپر آنکھ نکالدینے مین کچھ گناہ نہین اور آپ نے خود فرمایا کہ اگر مین جانتا تو تیری آنکھ پھوڑ دیتا پہر آنکھ کی ضمانت کہان سے ثابت ہوگی تم ‌**مسئلہ نود و ششم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے وَلَیْسَ فِیْہِ عَدَدٌ مَّسْنُوْنٌ[ع] یعنی استنجا کرنے مین کوئی عدد مسنون نہین ہے یعنے پاتخانہ کے بعد جتنے ڈہیلون کے ساتھ چاہے استنجا کرلیوے اسمین کوئی عدد خاص مثلاً تین یا پانچ وغیرہ سنت نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چہار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین سلمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِیْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ یعنی منع فرمایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف مُنہ کرنے سے پاتخانہ یا بول کے وقت اور یہ کہ استنجا کرین ہم ساتھ داہنے ہاتھ کے اور یہ کہ استنجا کرین ساتھ کم کے تین پتہرون سے اور یہ کہ استنجا کرین ہم ساتھ گوبر اور ہڈی کے **دوسری حدیث** ابن ماجہ اور دارمی مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُكُمْ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَاَمَرَ بِثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ وَنَهٰی عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہین مین واسطے تمہارے مثل والد کی ہون واسطے اولاد اپنی کے سکہلاتا ہون تمکو کہ جب تم پاتخانہ جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو اور حکم فرمایا ساتھ تین پتہرون کے اور منع فرمایا گوبر

[ع] عبارت ہدایہ مطبوعہ دہلی ۱۲۸۷؁ کے صفحہ ۳۳ مین ہے ۱۲

[illegible]

اور ہڈی سے ۔ تیسری حدیث مسند امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور دارمی مین
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا ذَھَبَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْغَائِطِ فَلْیَذْھَبْ مَعَہٗ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ یَّسْتَطِیْبُ بِھِنَّ
فَاِنَّھَا تُجْزِئُ عَنْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تمسے پاخانہ کیطرف
جاوے تو چاہیے کہ اپنے ساتھ تین پتھر لیجاوے اونکے ساتھ استنجا کرے پس تحقیق وہ کفایت
کرتے ہین ۔ چوتھی حدیث صحیح مسلم اور مسند امام احمد مین سلمان رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِکِیْنَ وَھُوَ یَسْتَھْزِئُ اِنِّیْ لَاَرٰی صَاحِبَکُمْ یُعَلِّمُکُمْ
حَتَّی الْخِرَاءَۃَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِاَیْمَانِنَا
وَلَا نَکْتَفِیَ بِدُوْنِ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْھَا رَجِیْعٌ وَّلَا عَظْمٌ یعنی بعض مشرکون نے
کہا اور حالانکہ ٹھٹھا کرتا تھا تحقیق مین دیکھتا ہون صاحب تمہارے کو (یعنی محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو) سکھلاتا ہے تمکو ہر کام یہانتک کہ پاخانہ بیٹھنا بھی مین نے کہا ہان حضرت
نے حکم فرمایا ہے ہمکو یہ کہ نہ منہ کرین ہم طرف قبلہ کے یعنی پاخانہ کیوقت اور نہ استنجا کرین
ہم ساتھ داہنے ہاتھون اپنے کے اور حکم کیا ہے ہمکو یہ کہ نہ کافی سمجھے ہم کم تین پتھرون سے
جنمین گوبر اور ہڈی نہو **فائدہ** ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ مسنون .... امر یہی
ہے کہ تین پتھرون سے استنجا کرے تین سے کم نہو اسلئے کہ حضرت نے تین پتھرون کے
ساتھ استنجا کرنیکا حکم فرمایا ہے پس اگر یہ امر وجوب پر دلالت نکرے تو نہ کم ہوگا سنیت
سے پس ان حدیثون مین صریح تین ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنے کا حکم موجود ہے پس ثابت
ہوا کہ تین پتھرون کے ساتھ استنجا کرنا سنت ..... ہے اور **فتح الباری** مین لکھا ہے
وَاَخَذَ بِھٰذَا الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَصْحَابُ الْحَدِیْثِ فَاشْتَرَطُوْا اَنْ لَّا یُنْقَصَ مِنَ الثَّلٰثِ
مَعَ مُرَاعَاتِ الْاِنْقَاءِ قَالَ الْخَطَّابِیُّ لَوْ کَانَ الْقَصْدُ الْاِنْقَاءَ فَقَطْ لَخَلَا اشْتِرَاطُ الْعَدَدِ
عَنِ الْفَائِدَۃِ فَلَمَّا اشْتَرَطَ الْعَدَدَ لَفْظًا وَعُلِمَ الْاِنْقَاءُ فِیْہِ مَعْنًی دَلَّ عَلٰی اِیْجَابِ الْاَمْرَیْنِ
یعنی امام شافعی اور احمد اور اہلحدیث نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ استنجا مین
ڈھیلے تین سے کم نہون اور خطابی نے کہا کہ اگر فقط صاف کرنا ہی مقصود ہوتا تو عدد کی

قید کا کوئی فائدہ نہ تھا اور جب کہ عدد کی شرط لگائی گئی لفظ مین اور اوس سے انقا معنے معلوم ہوا تو پاس حدیث نے دونون امرون کے واجب ہونے پر دلالت کی اور باوجود ان صریح حدیثون کے جو استنجا مین تین پتھرون کی عدد مسنون .... ہونے پر دلالت کرتے ہین پھر بھی اگر کوئی حنفی اسکی عدد مسنون ہونے سے انکار کرے تو پھر معلوم نہین کہ عدد مسنون کس جانور کا نام ہے اور نیز ممکن نہین کہ پھر تمام احکام شرع مین کوئی امر مسنون ثابت کر سکے اور اونکے ثابت کرنے کی کوئی صورت نہین ہے **تنبیہ** جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ اپنی سند یہ حدیث لاتے ہین جو ابو داؤد وغیرہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ الحدیث یعنی جو شخص ڈھیلا لیوے پس چاہیے کہ طاق لیوے جس نے یہ کام کیا پس تحقیق اُس نے اچھا کیا اور جس نے نکیا پس کوئی حرج نہین آخر حدیث تک سو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ نفی حرج سے تین پتھرون کا نہ مسنون ہونا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ مسنون اور مستحب امر کا یہی شان ہے کہ اگر کیا تو ثواب ہے ورنہ کچھ گناہ نہین پس نفی حرج سے تین پتھرون کے مسنون نہونا ثابت نہین ہوتا ہے چنانچہ فتح الباری کے عبارت سے یہی ثابت ہوتا ہے وَيُسْتَحَبُّ حِيْنَئِذٍ الْاِيْتَارُ لِقَوْلِهٖ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ لِزِيَادَةٍ فِي اَبِي دَاؤدَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ اب اسّے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نفی حرج استحباب کے منافی نہین ہے اور نیز فتح الباری مین اس حدیث کو اُسپر محمول کیا ہے جو تین کے بعد ڈھیلے زیادہ کئے جاوین پس یا نحن فیہ سے خارج ہوگا وَبِهٰذَا يَحْصُلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَاتِ **مسئلہ نود وہفتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَوْ فَعَلَ يُجْزِئُهٗ لِحُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ یعنی اگر ہڈی اور گوبر کے ساتھ استنجا کر لیوے تو کافی ہے واسطے حاصل ہونے مقصود کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چھ حدیثون کے **پہلی حدیث** سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مسئلہ نود وششم مین مذکور ہو چکی ہے **دوسری حدیث** ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اوپر

ابھی گذر چکی ہے **تیسری حدیث** ترمذی اور نسائی مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّھَا زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ یعنی اُسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا نکرو پس تحقیق وہ توشہ اور طعام ہے تمہارے بہائی جنون کا **چوتھی حدیث** ابو داؤد مین رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالی سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رُوَیْفِعُ لَعَلَّ الْحَیٰوۃَ سَتَطُوْلُ بِکَ بَعْدِیْ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْیَتَہٗ اَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا اَوِ اسْتَنْجٰی بِرَجِیْعِ دَابَّۃٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا بَرِیْءٌ مِّنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو فرمایا کہ ای رویفع امید ہے کہ تیری عمر میرے بعد لمبی ہوگی پس لوگون کو خبر دیدی کہ جو اپنی داڑہی کو گرہ کرے یا تانت کو گلے مین ڈالے یا گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے بیزار ہے **پانچوین حدیث** ابو داؤد مین ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْہَ اُمَّتَکَ اَنْ یَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثَۃٍ اَوْ حُمَمَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ لَنَا فِیْھَا رِزْقًا فَنَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ یعنی اوس نے کہا کہ جب جنون کے ایلچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اونہون نے کہا یا رسول اللہ اپنی امت کو آپ منع کردو اس سے کہ استنجا کرین ساتھ ہڈی کے یا گوبر کے یا کوئلے کے پس تحقیق اللہ تعالی نے اُس مین ہمارا رزق گردانا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع کردیا **چھٹوین حدیث** دارقطنی مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یُّسْتَنْجٰی بِرَوْثٍ اَوْ بِعَظْمٍ وَقَالَ اِنَّھُمَا لَا یُطَہِّرَانِ قَالَ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ وَفِیْ ھٰذَا رَدٌّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْاِسْتِنْجَاءَ بِھِمَا یُجْزِئُ وَاِنْ کَانَ مَنْھِیًّا عَنْہُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہہ پاک نہین ہین اور پاک نہین کرتے ہین اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین رد ہے اوس شخص پر جو کہتا ہے کہ انکے ساتھ استنجا کرنا کفایت کرتا ہے اگرچہ اس سے منع کیا گیا ہو فائدہ

ف م ... ثمن ... اب ... از ... انحلا ... مین ... مین ... و فی العینی وجواز الاستنجا بالعظم والروث ... الا خراز بہا او عن انہا لا تطہران ... قول ابی حنیفۃ ... و قد ذہب الشافعی و اصحابہ الی عدم اجزاء العظم والروث انتہی ... نیل ۱۲

ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ ہڈی اور گوبر اور کوئلے کے ساتھ استنجا کرنا جائز نہین ہے اوسکے سخت ممانعت ہے اسلیے کہ یہ مسامان جنون کا طعام ہے پس جو شخص گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کریگا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے بری ہین یعنی یہ شخص حضرتؐ کی امت مین سے نہین ہے پس معلوم ہوا کہ اوسکے ساتھ استنجا کرنا کافی نہین ہے اگر کافی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سے منع نکرتے اور امام نووی ؒ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے

فِيهِ النَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالنَّجَاسَاتِ وَنَبَّهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّجِيْعِ هُوَ الرَّوْثُ وَاَمَّا الْعَظْمُ فَلِكَوْنِهٖ طَعَامًا لِلْجِنِّ فَنَبَّهَ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَطْعُوْمَاتِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَائِعِ وَالْجَامِدِ فَاِنِ اسْتَنْجٰى بِنَجِسٍ لَمْ يَصِحَّ اِسْتِنْجَآءُهٗ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْاِسْتِنْجَآءُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْمَآءِ وَلَا يُجْزِيْهِ الْحَجَرُ لِاَنَّ الْمَوْضِعَ صَارَ نَجِسًا بِنَجَاسَةٍ اَجْنَبِيَّةٍ وَلَوِ اسْتَنْجٰى بِمَطْعُوْمٍ فَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ لَا يَصِحُّ اِسْتِنْجَآءُهٗ وَلٰكِنْ يُجْزِيْهِ الْحَجَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ یعنی اس حدیث مین منع ہے استنجا کرنا ساتھ نجاستون کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ رجیع نجاست کے جنس پر تنبیہ کردی ہے اسلیے کہ وہ گوبر ہے اور لیکن ہڈی پس واسطے ہونے اوسکے طعام جنون کا پس تنبیہ کردی اوپر تمام کہانے کی چیزون کے اور نہین فرق ہے درمیان اسکے کہ رقیق ہو یا جمے ہوئی ہو پس اگر نجاست کے ساتھ استنجا کیا تو صحیح نہین ہوگا بلکہ بعد اوس کے پانی کے ساتھ استنجا کرنا واجب ہوگا اور پتھر کفایت نہین کریگا اس لئے کہ جگہہ نجاست اجنبی کی ساتھ ناپاک ہوگئے ہے اور اگر کہانے کے چیز کے ساتھ استنجا کیا تو استنجا صحیح نہین ہوگا ولیکن بعد اوس کے پتھر کفایت کریگا **مسئلہ نود و ہشتم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے وَيُكْرَهُ اَنْ يُّوَقِّتَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ یعنی کسی خاص نماز کے واسطے کوی سورت قرآن کی خاصکر مقرر کررکہنی مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان چار حدیثون کے **پہلی حدیث** صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمّٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز مین پہلی رکعت مین الم تنزیل پڑھتے

ط۱ یہ عبارت صحیح مسلم جلد اول کی صفحہ ۱۳۱ مین ہے ۱۲

ط۲ یہ عبارت ہدایہ مطبوعہ دھلی جلد اول کے صفحہ ۶۴ مین ہے ۱۲

تھے اور دوسری رکعت میں سورۂ ہل اتی علی الانسان پڑہتے تھے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَءُ فِی الْعِیْدَیْنِ وَفِی الْجُمُعَۃِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِھِمَا فِی الصَّلٰوتَیْنِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز مین سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اور سورۂ ہل اتٰک حدیث الغاشیۃ پڑہا کرتے تھے اور جب کہ عید اور جمعہ ایک دن مین جمع ہوتے تو دونون نمازون مین وہی سورتین پڑہتے **تیسری حدیث**[1] شرح سنہ اور ابن ماجہ مین جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات مغرب کی نماز مین قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑہا کرتے تھے **چوتھی حدیث**[2] صحیح بخاری مین ہے کہ ایک شخص مسجد قبا مین جماعت کرایا کرتا تھا اور جب کوئی سورت نماز مین شروع کرتا تہا تو اوس کے اول قل ہو اللہ احد پڑھ لیا کرتا تھا جب اوس سے فارغ ہوتا تو سورت شروع کرتا اور ہمیشہ ہر رکعت مین ایسا ہی کیا کرتا تو اوس کے مقتدیون نے کہا کہ تو ہمیشہ اسی سورہ کے ساتھ قراءت کو شروع کرتا ہے پہر اسکے ساتھ دوسری سورت بہی ملا دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو اوسکو کافی نہین سمجھتا ہے پس یا تو فقط اوسی کو پڑھا کر اور یا اوسکو چھوڑ دے اور دوسری کسی سورت کو پڑہا کر اوس نے کہا کہ مین تو اوسکو کبہی چھوڑنے والا نہین ہون خواہ تم مجکو امام بناؤ یا نہ بناؤ[3] پس لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر دی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے مقتدیون کا کہنا کیون نہین مانتا ہے اور اس سورۂ خاص کو کیون لازم کر رکہا ہے اوسنے عرض کی کہ مین اس سورت کو دوست رکہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی محبت تجھکو بہشت مین داخل کریگی **فائدہ**[4] ان حدیثون سے ثابت ہوگیا کہ کسی سورۂ خاص کو کسی خاص نماز کیواسطے مقرر کر رکہنا جائز ہے بلکہ فجر جمعہ و نماز جمعہ وغیرہ بعض نمازون

---

[1] [margin] ینتیون صحیحین کے سوا کتب باب القراءۃ فی الصلوٰۃ مین اس مین ہے ح — قال ابن حجر فی التخریج ثبت ہو معارض بالنص فقد ثبت فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الجمعۃ فی صلوٰۃ الفجر الم تنزیل السجدۃ وہل اتی علی الانسان وللطبرانی من حدیث ابن مسعود یدیم علی ذلک انتہی ۱۲

[3] [margin] یا نہ بناؤ م

مین الم تنزیل وہل اتی علی الانسان وغیرہ سورتین مقرر کر رکہنی سنت ہین مکروہ نہین ہے
مسئلہ نود و نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ لمعات شرح
مشکوۃ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَالِكٍ لَيْسَ بِسُنَّۃٍ بَلْ
هِيَ مَكْرُوْهَۃٌ یعنی سجدہ شکر کا امام اعظم اور مالک کے نزدیک سنت نہین مکروہ ہے
سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان تین حدیثون کے **پہلی حدیث** ابوداؤد
اور ترمذی مین ابی بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَهٗ اَمْرُ سُرُوْرٍ اَوْ يُسِرُّ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ایسا کام آتا جس سے خوش ہوتی تو سجدہ مین
گر پڑتے واسطے شکر کرنے اللہ تعالی کے **دوسری حدیث** دارقطنی اور شرح سنہ
مین ابی جعفر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى
رَجُلًا مِّنَ النُّغَاشِيِّيْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو
نہایت پست قد دیکہا پس آپ سجدہ مین گر پڑی **تیسری حدیث** مسند امام احمد
اور ابوداؤد مین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّۃَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَۃَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنْ عَزْوَزَاءَ نَزَلَ ثُمَّ
رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِيْ
فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَسَاَلْتُ رَبِّيْ
لِاُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ
فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ فَاَعْطَانِي الثُّلُثَ الْاٰخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا یعنی انہنے
کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ مکہ سے مدینہ کو ارادہ کرتے ہوئے نکلے پس جب ہم
عزورا (ایک پہاڑی کا نام ہے حرمین کے راہ مین) کے قریب پہونچے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اوترے پہر آپنے دونون ہاتہون کو ایک ساعت اوٹہایا پہر سجدہ مین گر پڑی فرمایا
مینے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنے امت کے واسطے شفاعت کے پس اللہ تعالی نے تہائی
حصہ میری امت کا بخشدیا پس سجدہ مین گر پڑا مین واسطے شکر کرنے رب اپنے کے پہر مینے

واحمد و الشافعی انتہی ملخصا تنیل ۱۲

سجود والی ذلک ذہب

اپنے سرکو اوٹھایا پس مینے رب سے اپنی امت کا سوال کیا پس خدا نے تیسرا حصہ میری امت کا بخشدیا پس سجدہ مین گرپڑا مین واسطے شکر کرنے رب اپنے کے پہر مین نے اپنے سر کو سجدہ سے اوٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کا سوال کیا پس خدا نے میری امت کا تیسرا حصہ باقی بھی بخشدیا پس مین سجدہ مین گرپڑا واسطے شکر کرنے اپنے رب کے

فائدہ اِن حدیثون سے ثابت ہوا کہ سجدہ شکر کا کرنا سنت ہے اور جب کوئی نعمت عظیمہ ہاتھ آوے تو اوسوقت سجدہ شکر کا سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور امام احمد اور امام محمد وغیرہ علما کا **تنبیہ** حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ مراد سجدہ سے اِن حدیثون مین نماز ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر ان حدیثون کے سراسر خلاف ہے ان حدیثون مین فقط اتنا ہی ذکر ہے کہ آپ سجدہ مین گرپڑے قیام اور قرارت اور رکوع اور تشہد وغیرہ ارکان اور اذکار نماز کا انمین کہین کچھ بہی پتہ نہین ہے پس یہ تاویل قطعًا باطل اور مردود ہے خاصکر سعد بن ابی وقاص کی حدیث تو اس تاویل کے باطل کرنے مین ایسی صریح ہے کہ جسمین کسی قسم کا ذرا شک باقی نہین اسلیے کہ اسصورت کا نماز ہونا کسیطرح سے ممکن نہین ہے اور نہ کسی اہل شعور کو یہ طاقت ہے کہ اسصورت کو نماز کہہ سکے تین مرتبہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا اور تین مرتبہ سجدہ مین گرپڑنا اور پہر حضرت کا یہ فرمانا کہ مینے تین مرتبہ اپنی امت کے واسطے دعا کی تھی سو اللہ تعالی نے میری امت کو بخشدیا یہ کس مذہب کی نماز ہے اور اس صورت کا نماز ہونا کیسے ممکن ہے اور سجدہ مین پڑکر اپنی امت کے واسطے دعا مانگنی یہ بھی کسی مذہب مین نماز ہو سکتی ہے اور اسکو کوئی انسان نماز کہہ سکتا ہے کلّا واللہ پس ثابت ہوا کہ یہہ تاویل قطعًا باطل اور یقینًا فاسد ہے اور **بعضے حنفی** یہ کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہے مگر یہہ دعوی نسخ باطل ہے ساتھ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول مین مذکور ہو چکین ہین خاصکر یہان تو کہین ناسخ کا بھی کچھ پتہ نہین محض رائی ناقص کو ناسخ ٹھہراتے ہین اور **بعضے حنفی** یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی نعمتین بیحد اور بیشمار ہین اور بندہ اونکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہے پس سجدہ شکر کا حکم کرنا تکلیف مالایطاق ہے **سو جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ بھی محض خیال

فاسد اور وہ عذر کاسد ہے اسلئے کہ اول ہم بطور معارضہ کے کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کرو تو تمہارے واسطے ہم نعمتین زیادہ کردینگے
اور دوسری جگہہ فرمایا وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ یعنی اللہ کے واسطے شکر کرو اور بقول تمہارے اللہ تع
کی نعمتین بیحد اور بیشمار ہین اور بندہ اونکے شکر ادا کرنے سے عاجز ہے پس شکر کا حکم فرمانا
تکلیف مالایطاق ہے پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے بندونکو تکلیف مالایطاق دی ہے
نعوذ باللہ من ذلک فما ہو جوابکم فہو جوابنا **دوم** یہ کہ مراد اوسے ہر نعمت نہین ہو بلکہ مراد
اوس سے نعمتین عظیمہ ہین جیسے کہ شیخ نے لمعات مین لکھا ہے وَلٰكِنَّ الْعَامِلِيْنَ بِهَا يُرِيْدُوْنَ
النِّعَمَ الْعَظِيْمَةَ انتہی یعنی لیکن سجدہ شکر کے ساتھ عمل کرنیوالی نعمتین عظیمہ مراد رکہتے
ہین ہر نعمت اونکی مراد نہین ہے **مسئلہ صدم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف
حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاٰخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ
اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ سِوٰى فَيْءِ الزَّوَالِ یعنی آخر وقت ظہر کا نزدیک
ابی حنیفہ کے تب ہوتا ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا اوس کی دو مثل ہو جاوے سوا سایہ اصلی
کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے ان گیارہ حدیثون
کے **پہلی حدیث** صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ
الرَّجُلِ كَطُوْلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ الحدیث یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت ظہر کا جب آفتاب ڈہل جاوے اور سایہ مرد کا اوسکی
لنبائی کے برابر ہو جاوے جب تک کہ عصر نہ آوے اور وقت عصر کا جب تک کہ آفتاب زرد
نہو جاوے آخر حدیث تک **دوسری حدیث** موطا امام مالک مین عمر بن خطاب رضی اللہ تع
عنہ سے روایت ہے اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوةُ مَنْ
حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ
اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ
وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ

مغیب الشمس الحدیث یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملون کی طرف لکھ بھیجا کہ
تحقیق زیادہ تر لائق کوشش کی تمہارے کامون سے میرے نزدیک نماز ہے جسنے اسکو
نگاہ رکھا اور اسپر حفاظت کی اُسنے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جسنے اوسکو ضایع کیا پس
وہ اور کامون کو زیادہ تر ضایع کرنیوالا ہے پہر لکھا کہ ظہر کی نماز اُسوقت پڑہو جب سایہ
بقدر ایک گز کے ہو یہانتک کہ تمہارے ایک کا سایہ مثل اوسکی ہو جاوے اور پڑہو عصر
کو اور حالانکہ آفتاب بلند سفید صاف ہو مقدار اوسکی کہ سوار فرسخ یا تین فرسخ آفتاب
غروب ہونے سے پہلے چل سکے آخر حدیث تک تیسری حدیث بخاری اور مسلم مین سیار
بن سلامہ سے روایت ہے قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِي عَلٰى اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ اَبِي
كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَةَ
الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا
اِلٰى رَحْلِهٖ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ یعنی مین اور میرا باپ ابی برزہ اسلمی پہ داخل ہوئے پس
میرے باپنے اُسکو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرضون کی نماز کسطرح پڑہتے تھے پس
اُسنے کہا کہ تھے نماز پڑھتے سخت گرمی کی جسکو تم اُولیٰ بولتے ہو جب کہ آفتاب ڈہل جاتا
اور عصر کی نماز پڑھتے پہر ایک ہمارا اپنے گھر کی طرف لوٹ جاتا پرلی طرف مدینہ کے اور
حالانکہ آفتاب زندہ ہوتا اور کہا ابو داؤد نے خیثمہ سے قَالَ حَيَاتُهَا اَنْ تَجِدَ حَرَّهَا
یعنی زندہ ہونا اُسکا یہ ہے کہ اوسکے گرمی معلوم ہووے اور فتح الباری مین لکھا ہے قَالَ الشَّمْسُ
حَيَّةٌ اَيْ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَالَ ابْنُ الْمُنِيْرِ الْمُرَادُ بِحَيَاتِهَا قُوَّةُ اَثَرِهَا حَرَارَةً وَلَوْنًا وَ
شُعَاعًا وَاِنَارَةً وَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ بَعْدَ مَصِيْرِ الظِّلِّ مِثْلَ الشَّيْءِ یعنی ابن منیر نے
کہا کہ مراد ساتھ حیات اُسکے کے قوت اثر اوس کی کی ہے از روے گرمی کے اور رنگ کے
اور شعاع کے اور روشنی کے اور یہ نہین ہوتی ہے بعد ہونے سایہ ہر چیز کے مثل
اوسکی ۔ چوتھی حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ
فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ

مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ نَحْوِہٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑہتے تھے اور حالانکہ آفتاب بلند روشن ہوتا پس جانیوالا گاؤن کے طرف جاتا پس اون کے پاس آتا اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا اور بعضے گاؤن مدینہ سے چار میل پر ہین اور مثل اسکے اور ایک روایت مین ہے ثُمَّ یَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰی قُبَاءٍ فَیَاْتِیْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ یعنی پھر عصر پڑہکر نکلتا انسان طرف بنی عمرو بن عوف کے پس اونکو عصر پڑہتے ہوئے پاتا **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے وَالْمُرَادُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ وَمَا بَعْدَهَا الْمُبَادَرَۃُ لِصَلٰوۃِ الْعَصْرِ اَوَّلَ وَقْتِهَا لِاَنَّہٗ لَا یُمْکِنُ اَنْ یَّذْهَبَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مِیْلَیْنِ وَثَلٰثَۃً وَالشَّمْسُ بَعْدُ لَمْ تَتَغَیَّرْ بِصُفْرَۃٍ وَنَحْوِهَا اِلَّا اِذَا صَلَّی الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ الشَّیْءِ مِثْلَہٗ یعنی مراد ساتھ ان حدیثون اور مابعد کے جلدی کرنا ہے واسطے نماز عصر کے اول وقت مین اس لیے کہ نہین ممکن ہے جانا بعد نماز عصر کے دو میل اور تین میل اور آفتاب نہ متغیر ہووے ساتھ زردی وغیرہ کے مگر جب کہ عصر کی نماز ایک مثل کے بعد پڑہی جاوے **پانچوین حدیث** صحیح مسلم مین علاء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ فِیْ دَارِہٖ بِالْبَصْرَۃِ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُہٗ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَیْہِ قَالَ اَصَلَّیْتُمُ الْعَصْرَ فَقُلْنَا لَہٗ اِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَۃَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّیْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا یعنی وہ انس بن مالک پر داخل ہوا بصرہ مین اوسکے گھر مین جب کہ وہ ظہر سے پھرا اور اوسکا گھر مسجد کے پہلو مین تہا سو جب ہم اوسپر داخل ہوئے تو کہا کیا تمنے عصر کی نماز پڑھی ہے پس ہمنے کہا کہ ہم تو ابہی اسی ساعت مین ظہر کی نماز پڑہکر پھرے ہین کہا پس عصر کی نماز پڑھ لو پس ہم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی پس جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اُسنے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے یہ نماز منافق کی ہو بیٹھکر آفتاب کی انتظاری کرتا رہتا ہے یہانتک کہ جب شیطان کے

دونون قرنون مین ہوتا ہے تو کھڑا ہوتا ہے پس چار ٹھونگے لگاتا ہے نہین یاد کرتا اُسمین
اللہ کو مگر تھوڑا **چھٹوین حدیث** صحیح مسلم مین ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ
وَهٰذِهٖ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَهٗ یعنی اُسنے
کہا کہ ہمنے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم نکلے اور انس بن مالک پر
داخل ہوئے پس ہمنے اونکو عصر پڑھتے پایا مینے کہا ای چچا یہ کونسی نماز ہے جو تمنے پڑھی
ہے اُسنے کہا کہ یہ عصر کی نماز ہے اور یہہ وہ نماز ہے جسکو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ پڑھا کرتے تھے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَانِ
الْحَدِيْثَانِ صَرِيْحَانِ فِي التَّبْكِيْرِ لِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا وَاَنَّ وَقْتَهَا يَدْخُلُ بِمَصِيْرِ
ظِلِّ الشَّيْءِ مِثْلَهٗ وَلِهٰذَا كَانَ الْاٰخَرُوْنَ يُؤَخِّرُوْنَ الظُّهْرَ اِلٰى ذٰلِكَ الْوَقْتِ یعنی
یہ دونون حدیثین صریح ہین جلدی کرنے مین ساتھ نماز عصر کے اول وقت مین
اور تحقیق اول وقت اُوسکا داخل ہوجاتا ہے ساتھ ہونے سایہ ہر چیز کے مثل اُس کی
اسی واسطے دوسرے لوگ ظہر کو اسوقت تک تاخیر کرتے تھے **ساتوین حدیث**
صحیح مسلم مین رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے يَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّي
الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ
ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ یعنی اُسنے کہا کہ ہم حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اونٹ ذبح کیا جاتا پھر دس
حصون پر تقسیم کیا جاتا پھر ہم اوسکو پکاتے پھر ہم کہاتے گوشت پکا ہوا آفتاب کے
ڈوبنے سے پہلے **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے هٰذَا تَصْرِيْحٌ
بِالْمُبَالَغَةِ فِي التَّبْكِيْرِ بِالْعَصْرِ یعنی اس حدیث مین تصریح ہے ساتھ نہایت جلدی کرنے
کے نماز عصر مین انتہی اور نیز امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَفِيْ هٰذِهِ
الْاَحَادِيْثِ وَمَا بَعْدَهَا دَلِيْلٌ لِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَجُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ

اَنَّ وَقْتَ الْعَصْرِ يَدْخُلُ اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ وَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَدْخُلُ حَتّٰى يَصِيْرَ ظِلُّ الشَّيْءِ مِثْلَيْهِ وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ حُجَّةٌ لِلْجَمَاعَةِ عَلَيْهِ مَعَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ بَيَانِ الْمَوَاقِيْتِ وَحَدِيْثِ جَابِرٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ یعنی ان حدیثون مین اور جو اونکے بعد ہین دلیل ہے واسطے مذہب امام مالک اور امام شافعی اور احمد اور جمہور علما کے اس بات پر کہ تحقیق وقت عصر کا داخل ہوجاتا ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ اوس کی ایک مثل ہوجاوے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ نہین داخل ہوتا وقت عصر کا یہانتک کہ سایہ ہر چیز کا اُس کی دو مثل ہوجاوے اور یہ حدیثین حجت ہین واسطے جماعت کے ابو حنیفہ پر باوجود حدیث ابن عباس کے وقتون کے بیان مین اور حدیث جابر وغیرہ کے آٹھوین[۵۱] حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت ہے قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ الحدیث یعنی اُسنے کہا کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا سوال کیا پس اُسنے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اول وقت سخت گرمی مین پڑھتے تھے اور عصر کو جب کہ آفتاب گرم اور روشن ہوتا نانوین[۵۲] حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے جو ندا اور صف اول مین کیا ثواب ہے پھر نہ پاتے اوسکو ساتھہ قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر لوگ جانتے اول وقت نماز کا ثواب ہے تو البتہ جاری کرتے طرف اوسکی دسوین[۵۳] حدیث صحیح بخاری مین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يَفِئِ الْفَيْءُ بَعْدُ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑہتے تھے اور حالانکہ آفتاب میرے حجرے سے خارج نہین ہوتا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور

[۵۱] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب تعجیل الصلوٰۃ میں ہے ۱۲

[۵۲] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب فضائل الصلوٰۃ میں ہے ۱۲

حالانکہ آفتاب میرے حجرے مین چڑہنے والا تہا ابہی تک سایہ بلند نہین ہوتا تھا

فائدہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے مَعْنَاہُ کُلِّہِ التَّبْکِیْرُ بِالْعَصْرِ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِہَا وَھُوَ حِیْنَ یَصِیْرُ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَکَانَتِ الْحُجْرَۃُ ضَیِّقَۃَ الْعَرْصَۃِ قَصِیْرَۃَ الْجِدَارِ بِحَیْثُ یَکُوْنُ طُوْلُ جِدَارِھَا اَقَلَّ مِنْ مَسَاحَۃِ الْعَرْصَۃِ بِشَیْءٍ یَسِیْرٍ فَاِذَا صَارَ ظِلُّ الْجِدَارِ مِثْلَہٗ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ وَتَکُوْنُ الشَّمْسُ بَعْدُ فِیْ اَوَاخِرِ الْعَرْصَۃِ لَمْ یَرْتَفِعِ الْفَیْءُ فِی الْجِدَارِ الشَّرْقِیِّ وَکُلُّ الرِّوَایَاتِ مَحْمُوْلَۃٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ یعنی معنے ان کل حدیثون کا جلدی کرنا ہے ساتھ عصر کے اول وقت مین اور وہ جب کہ سایہ ہر چیز کا اوس کی مثل ہو جاوے اور حجرہ کا میدان بہت تنگ تہا اور دیوارین چہوٹی تھین ساتھ اسطور کے کہ دیوارون کا طول میدانکے اندازہ سے کچہہ کم تہا پس جب کہ سایہ دیوار کا اوس کی مثل ہو جاتا تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا اور ابہی آفتاب میدان حجرہ کے اخیر مین ہوتا ابہی تک شرقی دیوار کے اوپر سایہ بلند نہوتا اور سب روایات اسی پر محمول ہین اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور فتح الباری مین لکہا ہے وَشَذَّ الطَّحَاوِیُّ فَقَالَ لَا دَلَالَۃَ فِیْہِ عَلَی التَّعْجِیْلِ لِاِحْتِمَالِ اَنَّ الْحُجْرَۃَ کَانَتْ قَصِیْرَۃَ الْجِدَارِ فَلَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ تَحْتَجِبُ عَنْہَا اِلَّا بِقُرْبِ غُرُوْبِہَا فَیَدُلُّ عَلَی التَّاخِیْرِ لَا عَلَی التَّعْجِیْلِ وَتُعُقِّبَ بِاَنَّ الَّذِیْ ذَکَرَہٗ مِنَ الْاِحْتِمَالِ اِنَّمَا یُتَصَوَّرُ مَعَ اِتِّسَاعِ الْحُجْرَۃِ وَقَدْ عُرِفَ بِالْاِسْتِفَاضَۃِ وَالْمُشَاھَدَۃِ اَنَّ حُجَرَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ مُتَّسِعَۃً وَلَا یَکُوْنُ ضَوْءُ الشَّمْسِ بَاقِیًا فِیْ قَعْرِ الْحُجْرَۃِ الصَّغِیْرَۃِ اِلَّا وَالشَّمْسُ قَائِمَۃٌ مُرْتَفِعَۃٌ وَاِلَّا فَمَتٰی مَالَتْ جِدًّا اِرْتَفَعَ ضَوْءُھَا عَنْ قَعْرِ الْحُجْرَۃِ وَلَوْ کَانَتِ الْجُدُرُ قَصِیْرَۃً قَالَ النَّوَوِیُّ کَانَتِ الْحُجْرَۃُ ضَیِّقَۃَ الْعَرْصَۃِ الخ یعنی خلاف کیا ہے طحاوی نے پس اُسنے کہا ہے کہ اس حدیث مین عصر کی جلدی پڑہنے پر دلیل نہین ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ حجرہ کی دیوارین چہوٹی تھین پس آفتاب اوسی کو پوشیدہ نہین ہوتا تھا مگر جب کہ غروب کے قریب ہوتا پس تاخیر پر دلالت کریگا نہ جلدی پر اور جواب اُسکا یہہ ہے کہ یہ احتمال جب متصور ہو سکتا ہے جبکہ حجرہ فراخ ہو اور حالانکہ

٥١ یہہ مضمون صحیح مسلم دہلی کے جلد اول ص ۲۲۲ مین ہے

٥٢ یہ عبارت اختیار الحق کے بحث ظہر مین نقل کی ہے

استقاضہ اور مشاہدے کے ساتھہ پہچانا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویون کے حجرے
فراخ نہین تھے اور روشنی آفتاب کی چھوٹے حجرے کے اندر اوسی وقت باقی ہوتی تہے
جب کہ آفتاب قائم اور بلند ہو پس جب کہ نہایت ہی نیچے ہو جاوے تو اوسوقت
اوس کی روشنی قعر حجرہ سے بلند ہو جاتی ہے اگرچہ دیوارین چھوٹی ہون کہا امام نووی
کہ حجرہ کا میدان بہت تنگ تہا اور دیوارین چھوٹی تہین آخر تک جو اوپر گذرا ہے
گیارہوین حدیث نسائی مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ سُئِلَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ مَعِي فَصَلَّى
الظُّهْرَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ فَيْئُ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَالْمَغْرِبَ حِيْنَ
غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ فَيْئُ
الْإِنْسَانِ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ فَيْئُ الْإِنْسَانِ مِثْلَيْهِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک مرد نے نماز کے وقتون سے سوال کیا پس آپنے فرمایا کہ ہمارے ساتھہ
نماز پڑھ پس آپنے ظہر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب ڈہل گیا اور عصر پڑھی جب کہ
سایہ ہر چیز کا اوسکے مثل کے برابر ہوا اور مغرب جب کہ آفتاب ڈوب گیا اور عشا جب کہ
سرخی غائب ہوگئی پہر ظہر کی نماز پڑھی جب کہ سایہ آدمی کا مثل اوس کی ہوا اور عصر کو پڑہا
جب کہ سایہ آدمی کا اوس کی دو مثل ہوا اور معنے اسکا یہہ ہے کہ اول روز عصر کے نماز
اُسوقت پڑھے جب کہ ایک مثل سایہ ہو چکا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل کا سایہ
ہونے تک نماز سے فارغ ہوگئے اور عصر کو دو مثل کیوقت پڑہا یعنی پہلے روز عصر کو اول وقت
مین پڑہا اور دوسرے دن عصر کو اول وقت سے تاخیر کر کے پڑہا کذا قالہ الشیخ
سلام اللہ والنووی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین
دلیل ہے اسپر کہ نماز کیواسطے ایک وقت فضیلت کا ہے اور ایک وقت اختیار کا ہے
پس اول روز مین فضیلت کیوقت مین عصر پڑھی اور دوسرے دن اختیار وقت مین پڑہی
واسطے کسی مصلحت راجح کے فائدہ ان حدیثون سے ثابت ہو گیا کہ نماز ظہر کا وقت
ایک مثل تک باقی رہتا ہے بعد ایک مثل کے ظہر کا وقت باقی نہین رہتا ہے بلکہ بعد

مبتلا معاینہ النفس میں نقل کی ہے

ایک مثل کے عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اس لئے کہ عصر کی نماز پڑھکر چار میل کا مقدار چلے جانا اور پہر بھی آفتاب کا گرم اور روشن رہنا اور بعد عصر کے اونٹ کو ذبح کرکے تقسیم کرنا اور پہر پکا کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اُسکو کہا لینا اور آفتاب کا بعد عصر کے حجرہ کے اندر داخل رہنا وغیرہ سب صورتیں اوسیوقت متصور ہو سکتے ہین جبکہ عصر کا وقت بعد ایک مثل کے شروع ہو جاوے اور اگر عصر کی نماز کو بعد دو مثل کے پڑہا جاوے تو بعد اوس کے یہہ سب صورتین متصور نہین ہو سکتی ہین اور چار میل چلنا اور پھر بھی آفتاب کا روشن رہنا اور اونٹ کو ذبح کرکے پکا کر پہلے غروب سے کہا لینا وغیرہ صورتین ممکن نہین ہین

تنبیہ بعض کہتے ہین کہ ظہر اور عصر کے درمیان چہار رکعت کا وقت مشترک ہے اور وہ اپنی سند یہ حدیث جبریل علیہ السلام کے لاتے ہین صَلّٰی بِیَ الظُّہْرَ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ یعنی حضرت نے فرمایا کہ جبریل نے مجکو دوسرے دن ظہر کی نماز اُسوقت پڑہائی جب کہ سایہ ہر چیز کا مثل اُس کی ہوگیا اور پہلے دن مین عصر کی نماز مجکو اُسوقت پڑہائی جبکہ سایہ ہر چیز کا مثل اُس کی ہوگیا سو **جواب** اِس کا یہہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے وَاَجَابُوْا عَنْ حَدِیْثِ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَنَّ مَعْنَاہُ فَرَغَ مِنَ الظُّہْرِ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَشَرَعَ فِی الْعَصْرِ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ فَلَا اشْتِرَاکَ بَیْنَہُمَا فَہٰذَا التَّاوِیْلُ مُتَعَیِّنٌ لِلْجَمْعِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ وَاَنَّہٗ اِذَا حُمِلَ عَلَی الْاِشْتِرَاکِ یَکُوْنُ اٰخِرُ وَقْتِ الظُّہْرِ مَجْہُوْلًا لِاَنَّہٗ اِذَا ابْتَدَاَہَا حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ لَمْ یُعْلَمْ مَتٰی فَرَغَ مِنْہَا وَحِیْنَئِذٍ یَکُوْنُ اٰخِرُ وَقْتِ الظُّہْرِ مَجْہُوْلًا وَلَا یَحْصُلُ بَیَانُ حُدُوْدِ الْاَوْقَاتِ وَاِذَا حُمِلَ عَلٰی مَا تَاَوَّلْنَاہُ حَصَلَ مَعْرِفَۃُ اٰخِرِ الْوَقْتِ وَانْتَظَمَتِ الْاَحَادِیْثُ عَلَی اتِّفَاقٍ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ یعنی جواب دیا ہے جمہور نے جبریل عم کی حدیث سے باین طور کہ معنے اُسکا یہہ ہے کہ دوسرے دن ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ظہر سے فارغ ہوگئے اور پہلے دن مین عصر اُسوقت شروع کی جبکہ سایہ ہر چیز کا مثل اوسکی ہوگیا پس اس مین کچھ اشتراک نہین ہے اور یہی تاویل متعین ہے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثون کے اور جب اشتراک پر اسکو محمول کیا جاوے تو ظہر کا آخر وقت مجہول ہو جائیگا

جلد اول کے ۲۲۳

اوسکی پہچان نہین رہیگی اسلئے کہ جب ایک مثل سایہ ہونے کے بعد شروع کیا تو نہ معلوم ہوگا کہ کسوقت اوس سے فارغ ہوئے اور اسوقت ظہر آخر وقت معلوم نہین ہوگا بلکہ مجہول رہیگا اور جبکہ ہماری تاویل پر محمول کیا جاوے تو آخر وقت کی معرفت حاصل ہوجاویگی اور سب حدیثون مین تطبیق اور اتفاق ہوجاویگا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور **نیز** صحیح مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہے قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلَى اَنْ يَحْضُرَ الْعَصْرُ اور ایک روایت مین ہے وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ یعنی جب تم ظہر کی نماز پڑھو پس وہ وقت ظہر کا ہے یہانتک کہ عصر کا وقت آوے اور فرمایا وقت ظہر کا تب تک ہے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجاوے امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے مَعْنَاهُ وَقْتٌ لِاَدَاءِ الظُّهْرِ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ لِلشَّافِعِيِّ وَلِلْاَكْثَرِيْنَ اَنَّهٗ لَا اِشْتِرَاكَ بَيْنَ وَقْتِ الظُّهْرِ وَوَقْتِ الْعَصْرِ بَلْ مَتٰى خَرَجَ وَقْتُ الظُّهْرِ بِمَصِيْرِ ظِلِّ الشَّيْءِ مِثْلَهٗ غَيْرَ الظِّلِّ الَّذِيْ يَكُوْنُ عِنْدَ الزَّوَالِ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ مِّنْ وَقْتِ الظُّهْرِ یعنی معنے اُسکا یہ ہے کہ وہ وقت ہے واسطے اداے ظہر کے اور اس حدیث مین دلیل ہے واسطے شافعی اور اکثر علما کے کہ تحقیق نہین اشتراک ہے درمیان وقت ظہر کے اور عصر کے بلکہ جب وقت ظہر کا ایک مثل سایہ ہونے کے خارج ہوگیا سوا اوس سایہ کے جو زوال کے وقت ہوتا ہے تو وقت عصر کا داخل ہوگیا اور جب وقت عصر کا داخل ہوا تو ظہر کا وقت کچھ باقی نرہا تھا اور **بعضے** حنفی یہ سند لاتے ہین جو کہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ یعنی جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر دیں تحقیق شدت گرمی کی دوزخ کے جوش سے ہے اور اس حدیث کی تفسیر مین ابوہریرہ نے کہا اِنَّمَا اُخْبِرُكَ فَصَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ رواہ مالك یعنی سوا اسکے نہین کہ مین تجکو خبر دیتا ہون کہ ظہر کی نماز پڑھ جبکہ سایہ تیرا مثل تیری ہوجاوے کہتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے ظہر کا وقت باقی رہتا ہے **سو جواب** اسکے دو ہین اول جواب شیخ سلام اللہ

لوقا اذا دخل وقت العصر ۱۲

حنفی نے مجلے شرح موطا مین یہہ دیا ہے حَیْثُ قَالَ مَعْنَاہُ مَعَ الْفَیْءِ الْاَصْلِیِّ بِحَیْثُ یَکُوْنُ الْمَجْمُوْعُ ذٰلِکَ الْقَدْرَ وَیَحْصُلُ ذٰلِکَ بِالْاِبْرَادِ بِالصَّیْفِ وَالتَّبْکِیْرِ فِی الشِّتَآءِ فَلَا دَلِیْلَ لِمَنْ قَالَ بِبَقَآءِ وَقْتِ الظُّهْرِ بَعْدَ مَا صَارَ الظِّلُّ مِثْلَهُ یعنی معنے اوسکا یہہ ہے کہ ساتھہ سایہ اصلی کے باین طور کہ کل مجموعہ اس قدر ہوجاوے اور یہہ گرمیون مین ساتھہ ابراد کے حاصل ہوگا اور جاڑے مین ساتھہ اول وقت کے پس اس مین دلیل نہین واسطے اوس شخص کے جو بعد ایک مثل کے ظہر کے وقت کے باقی رہنے کا قائل ہے دوسرا جواب یہہ ہے کہ معنے اسکا یہہ ہے کہ ایک مثل کے ہونے تک ظہر پڑھکر فارغ ہوجا جیسے کہ امام نووی نے حدیث جبریل کا یہی معنے کیا ہے پس اس مین سب حدیثون کی تطبیق ہوجاویگی اور بعد ایک مثل کے ظہر کے وقت باقی رہنے پر حنفیہ اس کے سوا اور کئی حدیثون سے سند لاتے ہین لیکن درحقیقت اون حدیثون کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہین ہے چنانچہ معیار الحق اور اختیار الحق وغیرہ مین کمال بسط کے ساتھ بیان اسکا مذکور ہے مَنْ شَآءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْهِمَا اسی وجہ سے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تفسیر مظہری مین لکھتے ہین اَمَّا اٰخِرُ وَقْتِ الظُّهْرِ فَلَمْ یُوْجَدْ فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ وَّلَا ضَعِیْفٍ اَنَّہٗ یَبْقٰی بَعْدَ مَصِیْرِ ظِلِّ کُلِّ شَیْءٍ مِّثْلَہٗ وَلِذَا خَالَفَ اَبَا حَنِیْفَۃَ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَۃِ صَاحِبَاهُ وَوَافَقَا الْجُمْهُوْرَ یعنی بعد ایک مثل کے ظہر کا آخر وقت باقی رہنا کسی حدیث صحیح بلکہ ضعیف مین بھی پایا نہین گیا اسی وجہ سے صاحبین امام صاحب سے اس مسئلہ مین مخالف ہوگئے ہین اور جمہور کے ساتھ موافق ہوگئے ہین **مسئلہ صد و یکم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یُفَادٰی بِالْاُسَارٰی عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْهِمْ یعنے نہ قیدیون کا بدلا لیا جاوے اور نہ اونپر احسان کیا جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے ان چار حدیثون کے **پہلی حدیث** بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ چند سوار نجد کی طرف بھیجے سو وہ ثمامہ بن اثال کو جو یمامہ کا سردار تھا قید کر کے لائے

پس حضرت نے اوسکو تین دن تک مسجد کے ستون کے ساتھ باندہ رکھا پھر تین دن کے بعد فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو پس چلا طرف کھجورون کی نزدیک مسجد کی پس اُس نے غسل کیا پھر مسجد مین داخل ہوا پس کہا کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے خدا کے اور گواہی دیتا ہون کہ تحقیق محمد بندہ اُس کا ہے اور رسول اُس کا ہے **دوسری حدیث** صحیح مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فاخذہم سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی وھو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ یعنی اسّی مرد مکّے والون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہاڑ تنعیم سے اوترے ہتھیار باندہے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کی غفلت چاہتے تھے (یعنی غفلت کے وقت انپر ناگاہ جا پڑین) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو عاجز اور فرمانبردار کرکے پکڑا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو زندہ رکھا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو آزاد کردیا یعنی انپر احسان کیا اور اونکو چھوڑ دیا پس اللہ تعالی نے یہ آیت اُتاری اور اللہ وہ ہے جسنے اون کے ہاتھون کو تمسے روکا اور تمھارے ہاتھون کو اون سے روکا مکّے کے میدان مین **تیسری حدیث** شرح سنہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسر اہل بدر قتل عقبۃ ابن ابی معیط والنضر ابن الحارث ومن علی ابی عزۃ الجمحی ترجمہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل بدر کو گرفتار کیا تو عقبہ بن ابی معیط کو اور نضر بن حارث کو قتل کیا اور ابی عزہ جمحی پر آپنے احسان کیا اور اُس کو

عــه حدیث مشکوۃ کی باب حکم الاسرا فصل اول مین ہی ۱۲

چھوڑ دیا چوتھی حدیث صحیح بخاری مین مروان اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے
اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ
فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ
إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاؤُا
تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا
يَفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا
حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا
إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا یعنی تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے جبکہ آپ کے پاس ایلچی ہوازن کے مسلمان ہوکر
آئے پس اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مالون اور قیدیون کا سوال کیا
پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونون چیزون مین سے ایک چیز کو اختیار
کرلو انہون نے کہا کہ ہمنے اپنے قیدیون کو اختیار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہڑے ہوئے پس اللہ کی تعریف کہی جو اوس کی لائق تہی پہر فرمایا لیکن بعد اس کے پس
تحقیق بہائی تمہارے آئے ہین درحالتیکہ وہ توبہ کرنیوالے ہین اور تحقیق مین نے ارادہ
کیا ہے کہ مین اون کی طرف اون کے قیدیون کو واپس کردون پس جو شخص کہ دوست
رکہے تم مین سے اس بات کو پس چاہیئے کہ کرلیوے اور جو شخص کہ دوست رکہے تم مین سے
اس بات کو کہ اپنے حصہ پر رہے یہانتک کہ دیوین ہم اسکو اول اوس چیز سے جو انعام کرے
اللہ تعالی اوپر ہمارے پس چاہیئے کہ کرلیوے پس لوگون نے کہا کہ ہم اس سے خوش ہوئے
اے رسول اللہ کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کس نے اذن دیا
ہے تم مین سے اور کس نے اذن نہین دیا پس پہر جاؤ یہانتک کہ پہونچاوین ہم تک

ریئس تمہارے امر تمہارے کو پس لوگ پھر گئے اور ریئسون نے اون سے کلام کیا پھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر آئے پس اونکو خبر دیدی کہ لوگ سب خوش ہوگئے ہین اور
سب نے اذن دیدیا ہے **فائدہ** ان حدیثون ؏ سے ثابت ہوا کہ قیدیون پر احسان کرنا
جائز ہے اس لیئے کہ حضرت نے ابی عزہ اور ثمامہ اور مکے کے چالیس آدمیون پر احسان کیا
اور اونکو چھوڑ دیا اور اسیطرح سے آپ نے ہوازن کے قیدیون پر احسان کیا اور اونکو
چھوڑ دیا پس معلوم ہوا کہ قیدیون پر من اور احسان کرنا جائز ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل
نہین حنفیہ کی اور مجرد خیال ہے جو نصوص کے مقابلہ مین قطعًا باطل اور مردود ہے **تنبیہ**
حنفیہ جو ان حدیثون کو نہین مانتے تو وہ کہتے ہین کہ احسان کرنا منسوخ ہے ساتھ آیت
اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ کے یعنی قتل کرو مشرکون کو جہان پاؤ تم اونکو سو
جواب اسکا یہہ ہے کہ یہ دعوی نسخ مردود ہے ساتھہ اون وجوہات کے جو مسئلہ اول
مین مذکور ہوچکے ہین اور نیز یہ آیت مخصوص ہے ساتھ اُن وجوہات کے جو ابتدا مین
مذکور ہوچکی ہین اور نیز ہوازن کے قیدیون پر جو احسان ہوا ہے تو بعد فتح مکہ کے ہوا ہے اور یہ آیت
اوس سے بہت مدت پہلے نازل ہوئی ہے پھر متقدم متاخر کے واسطے کیسے ناسخ ہوسکتا
ہے اور اسکی سوا دوسری حدیثون مین بھی کسی کا تقدم اور تاخر معلوم نہین پھر اوسکو
ناسخ ٹھہرانا کیسی جائز ہوسکتا ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے۔
فیہ جواز المن علی الاسیر وہو مذہبنا و مذہب الجمہور یعنے اس حدیث
ثمامہ مین دلیل ہے اوپر جائز ہونی احسان کے قیدی پر اور یہی ہے
مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا انتہے **مسئلہ صد و دوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا
مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ غَرَّقَ صَبِيًّا او
بَالِغًا فِي الْبَحْرِ فَلَا قِصَاصَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی جس شخص نے کسی نابالغ یا بالغ لڑکے کو
دریا مین غرق کیا تو امام اعظم کے نزدیک اُسپر قصاص نہین ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ
مخالف ہے اِن دو حدیثون کے اور ان دو آیتون کے پہلے یہ آیت ہے "كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى یعنی لکھا گیا ہے تمپر قصاص مقتولون مین دوسری یہ آیت ہے

؏ یہ حدیث صحیح مسلم جلد دوم کے صفحہ ۹۴ مین سے ۱۲

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الآیۃ یعنی لکھا ہمنے اوپر اون کے توریت مین کہ جان بدلے جان کے ہے آخر آیت تک **پہلی حدیث** یہ ہے جو کہ ابوداؤد اور نسائی مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وَمَنْ قُتِلَ عَمَدًا فَهُوَ قَوَدٌ یعنی اور جو شخص جانکر قتل کیا گیا پس بدلہ اُس کا قصاص ہے **دوسری حدیث** یہ ہے جو کہ ہدایہ مین نقل کی ہے مَنْ غَرَّقَ غَرَّقْنَاهُ یعنی جو کسی کو پانی مین غرق کرے اُسکو ہم پانی مین غرق کرینگے **فائدہ** ان آیتون اور حدیثون سے معلوم ہوا کہ جو کسی کو کسی طرح جانکر مار ڈالے خواہ تلوار سے قتل کرے یا پانی مین ڈبو دیوے تو اُسمین قصاص واجب ہے قاتل کو اوسکے قصاص مین مار ڈالنا واجب ہے **مسئلہ صد وسوم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا قِصَاصَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ یعنی نہین قصاص ہے درمیان مرد اور عورت کے سوا جان کے مطلب اسکا یہہ ہے کہ اگر مثلاً مرد عورت کو جان سے مار ڈالے تو مرد کو اُس عورت کے قصاص مین قتل کیا جاوے اور اگر مرد مثلاً عورت کی اونگلی کاٹ ڈالے یا دانت توڑ ڈالے یا آنکھ پھوڑ ڈالے تو اوس کے قصاص مین مرد کا دانت نہ توڑا جاوے اور نہ اُس کی آنکھ پھوڑی جاوے اور نہ اُس کی انگلی کاٹی جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہہ مسئلہ مخالف ہے اس آیت کے وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ یعنی لکھا ہمنے اوپر اون کے توریت مین کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخمون کا بدلہ ہے اور **دوسرا** اس حدیث کے مخالف ہے جو کہ بخاری اور مسلم مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ كِتَابُ اللهِ

الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ الحدیث یعنی ربیع نے انصار کی ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا پس انصار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (یعنی واسطے قصاص لینے کے) پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا پس انس بن نضر نے کہا قسم ہے اللہ کی نہین توڑا جاویگا دانت اُس کا اے رسول اللہ کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای انس کتاب اللہ کے قصاص ہے یعنی اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین قصاص کا حکم فرمایا ہے پس انصار کی قوم راضی ہوگئی اور دیت کو انہون نے قبول کرلیا **فائدہ** اس آیت سے بھی صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ سوا جان کے اور عضا مین جیسے کہ دانت اور کان اور آنکھ وغیرہ اطراف مین بھی قصاص ہے بلکہ سب زخمون کا قصاص ہے اور یہ آیت عام ہے خواہ دونون مرد ہون یا دونون عورتین ہون یا ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو پس آیت سب کو شامل ہے کسی قسم کی اس مین تخصیص اور قید نہین ہے اور نہ کسی قسم کی تخصیص اس مین ممکن ہے اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان سوا جان کے اور عضا اور اطراف مین بھی قصاص ہے جو عضا قصاص کو قبول کرسکتے ہین اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور سلف اور خلف کا انتہی **مسئلہ صد و چہارم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف آیت قرآن کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا اَمَرَ الْمُسْلِمُ نَصْرَانِيًّا بِبَيْعِ خَمْرٍ اَوْ بِشِرَائِهَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ جَازَ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ یعنی اور اگر مسلمان کسی نصرانی کو شراب کے بیچنے یا خریدنے کا حکم کرے اور وہ نصرانی اُسکے حکم سے شراب خرید کرلیوے یا بیچ ڈالے تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے، مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی نصرانی وغیرہ کو وکیل بناکر شراب کی تجارت کر لیوے تو اس حیثیت سے شراب کی تجارت جائز ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ

فَإِنَّهُ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ یعنی اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح مکہ کے دن سنا فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ اور رسول نے حرام کر دیا ہے بیچنا شراب کا اور مردار کا اور خنزیر کا اور بتون کا پس کسی نے سوال کیا آپ مردار کی چربی کا کیا حکم فرماتے ہو پس تحقیق اُس کر ساتھ کشتیون کو طلا کیا جاتا ہے اور چمڑون کو تیل دیا جاتا ہے اور اُس سے چراغ جلاتے ہین پس آپنے فرمایا نہین وہ حرام ہے پھر آپنے اُسوقت فرمایا اللہ تعالی یہودیون کو لعنت کرے تحقیق اللہ تعالی نے جب مردار کی چربی اُنپر حرام کی اُسکو گلا یا پھر اُسکو بیچا پھر اُسکی قیمت کو کھا لیا **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت اور خرید فروخت قطعا حرام اور ناجائز ہے خواہ خود آپ بیچے یا کسی کافر نصرانی وغیرہ کو وکیل کر کے تجارت کرے یہ حدیث عام ہے ہر قسم کی بیع کو شامل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا جو کہ شیخ عبد الحق نے لمعات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى بُطْلَانِ كُلِّ حِيْلَةٍ يُتَوَصَّلُ بِهَا اِلَى الْحَرَامِ یعنی اس حدیث مین دلیل ہے اوپر باطل ہونے ہر حیلہ کے جسکے ذریعہ سے حرام کی طرف پہونچے انتہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اگر مسلمان کسی نصرانی وغیرہ کافر کو وکیل کر کے شراب کی تجارت اور خرید فروخت کرے تو اس حیلہ سے یہ تجارت شراب کی قطعا حرام اور ناجائز ہے اور مخالف ہے اس حدیث کے جو ترمذی اور ابن ماجہ مین انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا وَالْمُشْتَرٰى لَهٗ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب مین دس آدمیون کو لعنت کی ہے اُس کے نچوڑنے والے کو اور اُس کے حکم کرنے والے کو اور اوس کے پینے والے کو اور اوٹھانے والے کو اور جسکی طرف اوٹھایا گیا اور اُسکے پلانے والے کو اور اُسکے بیچنے والے کو اور اُسکی قیمت کھانیوالے کو اور اُسکے خریدنے والے کو اور جس کے واسطے خریدا گیا **فائدہ** مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے هُوَ اَعَمُّ مِنَ الْبَائِعِ اَيْ

عَاقِدٍ ہو لُوْگَانَ وَکِیْلًا اَوْ دَلَّالًا یعنی بیچنے والے سے مراد عام ہے آپ ہووے یا وکیل ہووے یا دلال ہووے اور اوسی مین والمشتری لہا کا یہ معنے لکھا ہے اَیْ لِلشَّارِبِ وَالتِّجَارَةِ بِالْوِکَالَةِ اَوْ غَیْرِہَا یعنے واسطے پینے کے ہو یا تجارت کے واسطے ہو ساتھ وکالت کے ہو یا غیر کے اور مشتری لہ کا یہ معنے لمعات مین لکھا ہے کَالْمُوَکِّلِ وَاِنْ لَمْ یُبَاشِرِ الْعَقْدَ یعنی وکیل کرنیوالے پر بہی لعنت ہے اگرچہ وہ خود عقد بیع نکرے بلکہ اوس کا وکیل ہی کرے پس اس سے ثابت ہوا کہ شراب کی تجارت اور خرید و فروخت ہر طرح حرام و ناجائز ہے خواہ خود آپ اُس کی خرید و فروخت کرے یا کسی وکیل کے ذریعہ سے اُس کی خرید و فروخت کرائے **مسئلہ صد و پنجم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالتَّعْزِیْرُ اَکْثَرُہٗ تِسْعَةٌ وَثَلٰثُوْنَ سَوْطًا یعنی اکثر تعزیر کا اونتالیس کوڑے ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم کا یہ مسئلہ مخالف ہے اوس حدیث کے جو کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ابی بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کوڑے مارے جاوین دس سے اوپر مگر حد مین اللہ کی حدون مین سے **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعزیر مین دس کوڑے سے زیادہ مارنے جائز نہین ہین فقط یہ کل ایک سو اور پانچ مسئلے امام اعظم کے ہین جو کہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین **وعلی ھذا القیاس** امام اعظم کے اس قسم کے مسائل صحیح صحیح حدیثون کے مخالف اسقدر ہین کہ اگر سب کو قلمبند کیا جاوے تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جاوے ولیکن بخوف طول کے انہین چند مسائل پر اکتفا کیا گیا باقی بشرط صحت انشاء اللہ تعالیٰ اور حصون مین **ظفر المبین کی بیان کیے جاوین گے**

بیت اندکے باتو بگفتم و بدل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست +

اب فقہ حنفی کے بعض مسائل کو بیان کیا جاتا ہے جو محض بے دلیل اور بے اصل ہین اور قرآن و حدیث مین انکی کوی سند نہین ہے

[Margin notes (right side): مسئلہ ... ہدایہ ... صفحہ ... التعزیر — largely illegible]

مسئلہ اوّل اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا اَتْلَفَ الْمُسْلِمُ خَمْرَ الذِّمِّي اَوْ خِنْزِيْرَهٗ ضَمِنَ یعنی اگر مسلمان نے ذمی کی شراب یا خنزیرہ کو ضایع کر دیا تو مسلمان اُس کا ضامن ہے یعنی مسلمان پر اُس کی قیمت دینی واجب ہے **مسئلہ دوم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ كَسَرَ لِمُسْلِمٍ بَرْبَطًا اَوْ طَبْلًا اَوْ مِزْمَارًا اَوْ دُفًّا اَوْ اَرَاقَ لَهٗ سُكَرًا اَوْ مُنَصَّفًا فَهُوَ ضَامِنٌ وَبَيْعُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ جَائِزٌ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ یعنی جو شخص کسی مسلمان کی سارنگی یا طنبور یا ستار یا دف (یہ سب راگ اور گانے بجانے وغیرہ کے سازون کے نام ہین) کو توڑ دیوے یا اوس کے شراب کو گرا دیوے تو وہ ضامن ہے یعنی اُس کی قیمت اُسپر واجب ہے اور بیچنا ان چیزون کا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے **مسئلہ سوم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَيَجُوْزُ الشُّرْبُ فِي الْمُفَضَّضِ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ یعنی چاندی کی پانی پھری ہوئی برتن مین پانی پینا جائز ہے نزدیک ابی حنیفہ کے **مسئلہ چہارم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيْرِ مِمَّنْ يَّعْلَمُ اَنَّهٗ يَتَّخِذُهٗ خَمْرًا یعنی نہین ہے کوئی گناہ ساتھ بیچنے شیرہ کے اوس شخص کے پاس جسکا حال معلوم ہو کہ یہ اوس سے شراب تیار کرتا ہے **مسئلہ پنجم** اور ایک بے اصل مسئلہ فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جوکہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اٰجَرَ بَيْتًا لِيُتَّخَذَ فِيْهِ بَيْتُ نَارٍ اَوْ كَنِيْسَةٌ اَوْ بِيْعَةٌ اَوْ يُبَاعُ فِيْهِ الْخَمْرُ فَلَا بَاْسَ بِهٖ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ یعنی جو شخص گھر کرایہ پر دیوے تاکہ اُس مین آتش پرستی کی جاوے یا گرجا گھر بنایا جاوے یا بت خانہ بنایا جاوے یا اُس مین شراب بیچا جاوے تو کچھ گناہ نہین ہے نزدیک امام اعظم کے **مسئلہ ششم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث .... کے نزدیک یہہ ہے جوکہ ہدایہ

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَمَنْ حَمَلَ لِذِمِّيٍّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ يَطْلُبُ الْاَجْرَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ
یعنی جس شخص نے کسی کافر ذمی کا شراب اُٹھا یا پس تحقیق وہ اپنی مزدوری طلب کرے
نزدیک امام اعظم کے **مسئلہ ہفتم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے
نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے قَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُوْنَهٗ مِنَ
النَّجَسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ
مَعَهٗ یعنی ایک درہم یا اوس سے کم نجاست غلیظہ مثل خون کی اور پیشاب کی اور شراب
کی اور پائخانہ مرغی کی اور پیشاب گدہے کی اگر کپڑے کو لگ جاوے تو اوس کے ساتھ
نماز جائز ہے **مسئلہ ہشتم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک
یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَاِنِ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ بِالْفَارِسِيَّةِ اَوْ
قَرَاَ فِيْهَا بِالْفَارِسِيَّةِ اَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰى بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ اَجْزَاهُ عِنْدَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی اگر نماز کو فارسی مین شروع کیا یا اُسمین فارسی کے ساتھ قرآن پڑہا یا
ذبح کیا اور بسم اللہ فارسی مین پڑہی اور حالانکہ عربی اچھی پڑھنی سکتا تھا تو کافی ہے
امام اعظم کے نزدیک **مسئلہ نہم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث
کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَاِنْ مَرَّ ذِمِّيٌّ بِخَمْرٍ
اَوْ خِنْزِيْرٍ عُشِرَ الْخَمْرُ یعنی اگر کوئی کافر ذمی شراب یا خنزیر لیکر مسلمانون کی حد پر گذرے
تو اُس سے شراب کا عُشر یعنے دسوان حصہ لے لینا چاہیے **مسئلہ دہم** اور ایک
مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکہا ہے وَمَنْ جَامَعَ فِيْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ فَاَنْزَلَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ دُوْنَ الْكَفَّارَةِ یعنے
جس شخص نے روزہ مین سوا فرج کے کسی اور چیز مین جماع کیا پس اُسکو انزال ہو گیا
تو اُسپر فقط روزہ کی قضا ہے کفارہ نہین ہے **مسئلہ یازدہم** اور ایک مسئلہ
بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے
كَمَا اِذَا سَمَّى الْخَمْرَ وَالْخِنْزِيْرَ فَيَصِحُّ الْعَقْدُ وَيَجِبُ مَهْرُ الْمِثْلِ یعنی اگر شراب یا خنزیر مہر
مقرر کرکے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو جاوے گا اور مہر مثل دینا واجب ہوگا **مسئلہ**

دوازدهم اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا لِلشَّيْطَانِ اَوْ لِلصَّنَمِ عَتَقَ یعنی جو شخص آزاد کرے غلام کو واسطے شیطان کے یا بُت کے تو آزاد ہو جاویگا **مسئلہ سیزدهم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَمَنِ اشْتَرٰى عَبْدًا بِالْخَمْرِ اَوِ الْخِنْزِيْرِ فَاَعْتَقَهٗ اَوْ بَاعَهٗ اَوْ وَهَبَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ وَعَلَيْهِ الْقِيْمَةُ یعنی جس شخص نے خریدا غلام کو بدلے شراب کے یا خنزیر کے پس اوسکو آزاد کردیا یا بیچ دیا یا ہبہ کردیا تو یہ سب کام جائز ہین اور اوسپر قیمت لازم ہے **مسئلہ چہاردهم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَيَجُوْزُ الْاِنْتِفَاعُ بِشَعْرِ الْخِنْزِيْرِ لِلضَّرُوْرَةِ یعنی خنزیر کے بالون کے ساتھ ضرورت کے وقت نفع اُٹھانا جائز ہے **مسئلہ پانزدهم** اور ایک مسئلہ بے اصل فقہ حنفی کا اہل حدیث کے نزدیک یہہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا رِبٰوا بَيْنَ الْمَوْلٰى وَعَبْدِهٖ وَلَا بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِيِّ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ یعنی نہین ہے سود درمیان مالک اور اوس کے غلام کے اور نہین ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین یعنی اگر مالک اور غلام آپس مین ایک دوسرے سے سود لیوین تو اس مین گناہ نہین ہے اور اگر دار الحرب مین مسلمان اور کافر حربی آپس مین ایک دوسرے سے سود لیوین تو اس مین بھی کچھ گناہ نہین ہے اور اسکو سود نہین کہا جاتا ہے **مغالطۂ سوم** اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین جو کہ فتح المبین مین لکھا ہے کہ اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور مجتہد مع اوس کی شرائط کے آجکل کے زمانے مین بالکل مفقود ہے اب کسی کو یہ طاقت کہان کہ اجتہاد کرسکے اور اپنے اجتہاد کے ساتھ قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط کرسکے یہ کام مجتہدین کے ساتھ ختم ہو چکا ہے بدون مجتہدین کے قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کوئی نہین کرسکتا ہے **سوجواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اوّل** بایں وجہ کہ قرآن مجید مین خدائے تعالی

مضمون حدیث ... / عتق / ہدایہ ج ۲ / ... / وہدایہ ج ... / ہدایہ ج ...

فتح المبین ... اجتہاد ختم ہوگیا ...

نے فرمایا ہے فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ یعنی ہر صاحب علم والے پر علم والا ہے دوسری آیت مین ہے رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا یعنی اے رب میرے مجھکو علم زیادہ دے اور حدیث صحیحین مین آیا ہے اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی جسوقت حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے پس صواب کو پہونچ جاوے پس واسطے اُسکے دو اجر ہین اور جب اجتہاد کرے پس خطا کر بیٹھے پس واسطے اُسکے ایک اجر ہے یعنی اوسکو فقط کوشش کا بدلہ ایک ہی اجر ملے گا اب ان آیتون اور حدیث کا عموم شامل ہے کل افراد زمانہ کو قیامت تک خصوص اشخاص و خصوص ازمنہ کو اُس مین کچھ دخل نہین ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی قید اور تخصیص ہے پس ان آیتون اور حدیث کے عموم سے صاف ثابت ہوگیا کہ ہر زمانے مین ایسے اشخاص ہوسکتے ہین جو قرآن اور حدیث سے اجتہاد کرکے مسائل استنباط کرسکین پس حدیث صحیحین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب کبھی جس زمانے مین کوئی چاہے اجتہاد کرسکتا ہے اور اسی طرح آیت فوق کل ذی علم علیم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک پر ایک زیادہ اعلم ہوسکتا ہے اور ایک سے ایک زیادہ مرتبہ اجتہاد کا حاصل کرسکتا ہے اور اسیطرح آیت رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک سے ایک زیادہ علم حاصل کرسکتا ہے ورنہ زیادتی علم کے واسطے دعا مانگنی لغو ہوجاویگی اور اس زیادتی کی کوئی حد خاص معین نہین ہے پس اجتہاد کو بھی شامل ہوگی پس اجتہاد کا حاصل کرنا ممکن ہوگا پس اجتہاد کو ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین کے ساتھ خاص کرنا رحمت واسعہ خدای تعالی کو بند کرنا ہے **دوم** باین طور کہ مولوی عبد الحی صاحب ۔۔ لکھنوی نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے کہ اجتہاد کے ختم کا دعوی کرنا محض غلط اور مردود ہے اور رجم بالغیب ہے یعنی غیب مین پتھر مارنے ہین چنانچہ نافع کبیر مین دعوی ختم اجتہاد کو بڑے زور وشور سے باطل کردیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ اجتہاد ختم نہین ہوا ہے چنانچہ لکھتے ہین قَالَ الْبَعْضُ وَاَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَدِ اخْتَتَمَ ۔۔۔ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَفَرَّعَ عَلَيْهِ وُجُوبَ تَقْلِيدِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَى الْاُمَّةِ

وَقَدْ رَدَّهٗ بَحْرُ الْعُلُوْمِ مَوْلَانَا عَبْدُ الْعَلِیِّ اللَّکْنَوِیُّ فِیْ شَرْحِ تَحْرِیْرِ الْاُصُوْلِ وَمُسَلَّمِ الثُّبُوْتِ بِاَنَّہٗ قَوْلٌ لَا یُعْبَاءُ بِہٖ بَعِیْدٌ عَنْ حَیِّزِ الثُّبُوْتِ بَلْ هُوَ رَجْمٌ بِالْغَیْبِ بِلَا شَکٍّ وَّلَا رَیْبٍ وَّقَدْ ذَکَرْتُ اَقْسَامَ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَعَدَمَ اِخْتِتَامِ الْاِجْتِهَادِ بِتَصْرِیْحِ الْمُحَقِّقِیْنَ فِیْ رِسَالَتِیَ النَّافِعِ الْکَبِیْرِ لِمَنْ یُّطَالِعُ الْجَامِعَ الصَّغِیْرَ انتہی یعنی بعض نے کہا ہو کہ اجتہاد مطلق چارون امامون پر ختم ہو چکا ہے اور اسی پر وجوب تقلید امام معین کی امت پر بنا کی ہے اور تحقیق رد کر دیا ہے اس دعوے کو بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر الاصول مین اور مسلم الثبوت مین باین طور کہ اس قول کا کچھہ اعتبار نہین ہے مقام ثبوت سے بہت بعید ہے بلکہ وہ غیب مین پتھر مارنے ہین بغیر شک اور شبہ کے اور تحقیق ذکر کیا ہے مین نے مجتہدین کے قسمون کو اور اجتہاد کا نہ ختم ہونا ساتھہ تصریح محققین کے اپنے رسالہ نافع کبیر مین اور نیز مولوی عبد الحی صاحب نے تراجم حنفیہ مین لکھا ہے بَلْ لَا تَخْلُوْ مِائَۃٌ مِّنَ الْمِئَاتِ مِنَ الْمُجَدِّدِیْنَ یَهْتَدِیْ بِهِمْ طَائِفَۃٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِیْنَ بَلْ وَلَا عَصْرٌ مِّنَ الْاَعْصَارِ عَنْ جَمَاعَۃِ الْمُجْتَهِدِیْنَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِیْنَ وَاِنْ کَانُوْا فِی الظَّاهِرِ مِنَ الْمُقَلِّدِیْنَ یعنی کوئی صدی مجددین سے خالی نہین اور نہ کوئی زمانہ مجتہدین سے خالی ہے اگرچہ ظاہر مین وہ مقلدین سے ہون انتہی پس جب آجکل کے حنفیون کے بڑے بھارے رئیس مولوی عبد الحی صاحب دعویٰ ختم اجتہاد کو باطل کرتے ہین تو پھر اب حنفیون کو دم مارنی کی کوئی جگہہ باقی نہین ہے **سوم** باین طور کہ جب بقول حنفیون کے اجتہاد ختم ہو چکا ہے تو اب علم اصول فقہ وغیرہ سب لغو اور بیہودہ شمار کیا جاوے گا اس لئے کہ علم اصول اسی غرض سے وضع ہوا اور خاص اسی فائدہ کے واسطے مدوّن ہوا کہ ہر کس اوسکو پڑھکر اور تحصیل کر کے ملکۂ استنباط حاصل کرے یہ علم اصول محض قصہ اور کہانی نہین ہے کہ بجز تلاوت کے اوسّے کچھ مقصود نہو چنانچہ دراسات مین لکھا ہے کَیْفَ وَتَدْوِیْنُ کُتُبِ الْاُصُوْلِ وَتَبْیِیْنُ قَوَاعِدِهَا الْمُتَعَلِّقَۃِ بِالْحُجَجِ الْاَرْبَعَۃِ لَیْسَ تِذْکَارًا بَحْتًا مِّمَّا کَانَ مِنْ صَنِیْعِ الْاَوَائِلِ وَعَجَزَ عَنْہُ الْاَوَاخِرُ فَتَکُوْنُ اَسَاطِیْرَ الْاَوَّلِیْنَ اِکْتَتَبُوْهَا کَمَا ظُنَّ فِیْهِمَا وَفِیْ کُتُبِ مُتُوْنِ الْاَحَادِیْثِ لَا سِیَّمَا السُّنَنُ

الموضوعة في الاحكام وكتب فنون شتى يتعلق بعلم الحديث بل انما اسست قواعد اصول الفقه ليعمل بها من يحاول الاستنباط واخراج الفروع من اصولها ومن يقتدر بتلك القواعد الماخوذة على ذلك و لو في فرع واحد فهو المجتهد في ذلك الفرع یعنی اجتہاد کے ختم کا دعوے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ کتب اصول فقہ کا مدون ہونا اور چارون دلیلون کے قواعد متعلقہ کا مبین ہونا محض قصہ نہین ہے پہلے لوگون کے پیشہ سے کہ بند کیے گئے ہون اوس سے پچھلے لوگ پس ہونگے کہا نہین پہلون کی جو اونہون نے لکھا ہے جیسے کہ اُس مین گمان کیا گیا ہے اور متن حدیث کی کتابون مین خاصکر جو کتابین حدیث کے بیان مین تالیف ہوئی ہین اور کئی قسم کی کتابین جو علم حدیث سے علاقہ رکھتی ہین بلکہ اصول فقہ کے قواعد کے اسواسطے بنیاد رکھی گئی کہ عمل کرے ساتھ اوس کے جو مسائل کے استنباط کا قصد رکھتا ہو اوس کے اصول سے اور جو شخص ان قواعد اصول کو پڑھکر استنباط پر قادر ہو سکے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو پس وہ مجتہد ہے اس مسئلہ مین انتہی اور جبکہ علم اصول فقط اسی غرض سے موضوع ہوا تو پھر اجتہاد کے ختم ہونے کا کیا معنے اور باوجود اسکے جو کوئی اجتہاد کے ختم ہونے کا دعوے کرے تو تحقیق سمجھ لو کہ وہ شخص اپنے عقل کا دشمن ہے اور اپنے دین ایمان کا عدو ہے **ہان** اگر حنفیہ یہ بات کہدین کہ علم اصول فقہ کو ہمنے بجائی قرآن کے سمجھکر رکھا ہوا ہے گویا کہ ہمارے پیغمبر نعمان علیہ السلام کا یہ قرآن ہے کہ بجز تلاوت اوسی کچھ مقصود نہین ہے تو البتہ ایک صورت رہائی کی نکل سکتی ہے اور یہ بات حنفیہ سے کچھ تعجب نہین ہے اس لئے کہ جب یہ لوگ خاتم المرسلین کی قرآن مجید کو بیکار سمجھتے ہین اور اوسکا سمجھنا مجتہدین کے ساتھ خاص کرتے ہین اور بجز تلاوت کے اوس سے کچھ فائدہ نہین جانتے ہین تو پھر اگر یہ لوگ علم اصول فقہ کو بمنزلہ قرآن کے سمجھین تو کیا عجب ہے اور سوا اسکے کسی صورت سے انکے رہائی بھی نہین ہو سکتی ہے **چھارم** باین طور کہ فتح المبین کے صفحہ ۳۵۹ مین لکھا ہے کہ تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کر دیا ہے

انتہے اور جب کہ تمام کتابین مبوّب اور مفصل ہوگئین اور ہر قسم کے اسباب بہی تیار ہین تو اب علم کتاب اللہ مع اقسامہ اور علم لغت اور قیاس وغیرہ جو مقلدین نے اجتہاد کی شرطین مقرر کی ہین بہت اسہل و آسان ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص اجتہاد حاصل کرنے کا قصد کریگا تو بموجب تصریح فقہا کے ناسخ و منسوخ و صحیح و ضعیف وغیرہ اقسام کو ممتاز کر لیگا پس اندرینصورت خود حنفیہ کے ہی قول سے آجکل مجتہدین کا ہونا ثابت ہوجاویگا پس دعوے ختم اجتہاد خود حنفیہ کے قول سے باطل ہوجاویگا **پنجم** باین طور کہ محققین امت و ناقدین ملت سلفاً و خلفاً دعوے ختم اجتہاد کو بڑے زور شور سے باطل کر چکے ہین بلکہ ختم اجتہاد کے مدعی کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا بتلا چکے ہین چنانچہ بطور نمونہ کے چند علماء ثقات کے اقوال کو نقل کیا جاتا ہے مولانا نظام الدین لکھنوی شرح مسلم مین فرماتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ بَعْضَ الْمُتَعَصِّبِيْنَ قَالُوْا اِخْتَتَمَ الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَلَمْ يُوْجَدْ مُجْتَهِدٌ مُطْلَقٌ بَعْدَهُمْ وَالْاِجْتِهَادُ فِي الْمَذْهَبِ اِخْتَتَمَ عَلَى الْعَلَّامَةِ النَّسَفِيِّ صَاحِبِ الْكَنْزِ وَلَمْ يُوْجَدْ مُجْتَهِدٌ فِي الْمَذْهَبِ بَعْدَهُ هٰذَا غَلَطٌ وَرَجْمٌ بِالْغَيْبِ فَاِنْ سُئِلَ مِنْ اَيْنَ عَلِمْتُمْ هٰذَا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَى اِبْدَاءِ دَلِيْلٍ اَصْلًا ثُمَّ هُوَ تَحَكُّمٌ عَلَى قُدْرَةِ اللّٰهِ فَمِنْ اَيْنَ يَحْصُلُ عِلْمٌ اَنْ لَا يُوْجَدَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَحَدٌ يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِمَقَامِ الْاِجْتِهَادِ فَاجْتَنِبْ عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ التَّعَصُّبَاتِ یعنی جان تو کہ بعض متعصبین نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چارون امامون پر ختم ہوچکا ہے اور بعد اون کے کوئی مجتہد مطلق پایا نہین گیا ہے اور کہتے ہین کہ اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی صاحب کنز پر ختم ہوچکا ہے اور بعد اوسکے مجتہد فی المذہب کوئی نہین ہوا اور یہ قول اون متعصبین کا غلط ہے اور غیب مین پتھر مارنا ہے پس اگر اون سے پوچھا جاوے کہ یہہ بات تمکو کہان سے معلوم ہوئی تو اوس کی دلیل لانے پر ہرگز قادر نہین ہوسکین گے پھر بعد اوس کے اللہ تعالی کی قدرت پر یہ زبردستی ہے پس یہ بات کہان سے معلوم ہوگی کہ قیامت تک کوئی ایک آدمی ایسا پیدا نہوگا جسپر اللہ تعالی مرتبہ اجتہاد کا عنایت کرے پس بچ ایسے تعصبات سے انتہی اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین

مِنَ النَّاسِ مَنْ حَكَمَ بِوُجُوبِ خُلُوِّ الزَّمَانِ عَنِ الْمُجْتَهِدِ...... بَعْدَ الْعَلَّامَةِ النَّسَفِيِّ
وَعَنَوْا بِهَا الْاِجْتِهَادَ فِي الْمَذْهَبِ وَاَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوا اِنَّهُ اخْتَتَمَ بِالْاَئِمَّةِ
الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى اَوْجَبُوا تَقْلِيدَ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْاُمَّةِ وَهٰذَا كُلُّهُ هَوَسٌ
مِّنْ هَوَسَاتِهِمْ لَمْ يَاْتُوا بِدَلِيلٍ وَّلَا يُعْبَأُ بِكَلَامِهِمْ وَاِنَّمَا هُمْ مِّنَ الَّذِيْنَ حَكَمَ
الْحَدِيْثُ عَلَيْهِمْ اَنَّهُمْ اَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وَلَمْ يَفْهَمُوْا اَنَّ هٰذَا
اِخْبَارٌ بِالْغَيْبِ فِيْ خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنْتَهٰى وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنِ ادَّعٰى
بِاَنَّهُ قَدِ انْقَطَعَتْ مَرْتَبَةُ الْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ الْمُسْتَقِلِّ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ انْقِطَاعًا
لَا يُمْكِنُ عَوْدُهُ فَقَدْ غَلِطَ وَخَبَطَ فَاِنَّ الْاِجْتِهَادَ رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
لَا تُقْتَصَرُ عَلٰى زَمَانٍ دُوْنَ زَمَانٍ وَّلَا عَلٰى بَشَرٍ دُوْنَ بَشَرٍ وَمَنِ ادَّعٰى انْقِطَاعَهَا
فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ مَعَ اِمْكَانِ وُجُوْدِهَا فِيْ كُلِّ زَمَانٍ فَاِنْ اَرَادَ اَنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ بَعْدَ
الْاَرْبَعَةِ مُجْتَهِدٌ اتَّفَقَ الْجُمْهُوْرُ عَلَى اجْتِهَادِهِ وَسَلَّمُوا اسْتِقْلَالَهُ كَاتِّفَاقِهِمْ
عَلَى اجْتِهَادِهِمْ فَهُوَ مُسَلَّمٌ وَاِلَّا فَقَدْ وُجِدَ بَعْدَهُمْ اَيْضًا اَرْبَابُ الْاِجْتِهَادِ
الْمُسْتَقِلِّ كَاَبِيْ ثَوْرٍ الْبَغْدَادِيِّ وَ.... دَاوٗدَ الظَّاهِرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ
الْبُخَارِيِّ وَغَيْرِهِمْ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مُطَالِعِ كُتُبِ الطَّبَقَاتِ انتہی یعنی بعضے
لوگ کہتے ہین کہ علامہ نسفی کے بعد کوئی مجتہد نہین ہوا اور مراد اوس سے مجتہد فے
المذہب ہے اور لیکن اجتہاد مطلق پس کہتے ہین کہ وہ چارون امامون پر ختم ہو چکا ہے
یہانتک کہ اون مین سے ایک امام معین کی تقلید...... امت پر واجب کہتے ہین
لیکن یہ ایک ہوس ہے اون کی ہوسون سے اسپر وہ کچھہ دلیل نہین رکھتے ہین اور نہ
اون کی کلام کا کچھہ اعتبار ہے اور سوا اسکے نہین کہ وہ ختم اجتہاد کے مدعی اون لوگون
مین سے ہین جنپر حدیث نے یہ حکم کیا ہے کہ اونہون نے بغیر علم کے فتوے دیا پس آپ
بہی گمراہ ہوے اور لوگون کو بہی گمراہ کیا اور اون لوگون کو یہ سمجھہ نہ آئی کہ یہ غیب کی
خبر دینا ہے اون پانچ چیزون سے جنکو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہے حاصل
اسکا یہ ہے کہ جو شخص اجتہاد مطلق کے چارون امامون پر منقطع ہونیکا مدعی ہے

ایک منقطع ہونا کہ پھر آنا اوسکا ممکن نہو پس تحقیق اُس شخص نے بڑی غلطی کی اور خبط کیا اس لیے کہ اجتہاد اللہ تعالی کی ایک رحمت ہے اور اللہ تعالی کی رحمت کسی خاص ایک زمانے یا کسی خاص آدمی پر بند نہین ہوتی ہے اور جو شخص کہ اجتہاد۷ پر جمہور کا اتفاق ہے ایسا کوئی مجتہد بعد اونکے پایا نہین ...... گیا جسکے مجتہد مستقل ہونے پر جمہور نے اتفاق کیا ہو تو بات مسلم ہے ورنہ چارون امامون کے بعد بھی بہت مجتہد مستقل پائے گئے ہین جیسے کہ ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمعیل بخاری وغیرہم جیسے کہ نہین پوشیدہ ہے اوس شخص پر جو کتب طبقات کا مطالعہ کرے وَقَالَ اِمَامُ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ اَبُوْ شَامَةَ فِي الْكِتَابِ الْمُؤَمَّلِ قَدْ حُرِّمَ الْفُقَهَاءُ فِيْ زَمَانِنَا النَّظَرَ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالْآثَارِ وَالْبَحْثَ عَنْ فِقْهِهَا وَمَعَانِيْهَا وَمُطَالَعَةَ الْكُتُبِ النَّفِيْسَةِ الْمُصَنَّفَةِ فِيْ شُرُوْحِهَا وَغَرِيْبِهَا بَلْ اَفْنَوْا اَزْمَانَهُمْ وَاَعْمَارَهُمْ فِي النَّظَرِ فِيْ اَقْوَالِ مَنْ سَبَقَهُمْ مِّنْ مُّتَاَخِّرِي الْفُقَهَاءِ وَتَرَكُوا النَّظَرَ فِيْ نُصُوْصِ نَبِيِّهِمُ الْمَعْصُوْمِ مِنَ الْخَطَاءِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ شَهِدُوا الْوَحْيَ وَعَايَنُوا الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَهِمُوْا اَنْفَاسَ الشَّرِيْعَةِ فَلَا جَرَمَ حُرِّمَ هٰؤُلَاءِ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ وَبَقُوْا مُقَلِّدِيْنَ عَلَى الْاٰبَادِ وَقَدْ كَانَتِ الْعُلَمَاءُ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ مَعْذُوْرِيْنَ فِيْ تَرْكِ مَا لَمْ يَقِفُوْا عَلَيْهِ مِنَ الْحَدِيْثِ لِكَوْنِ الْاَحَادِيْثِ لَمْ تَكُنْ حِيْنَئِذٍ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مُدَوَّنَةً اِنَّمَا كَانَتْ تُلُقِّيَ مِنْ اَفْوَاهِ الْعُلَمَاءِ وَهُمْ يَتَفَرَّقُوْنَ فِي الْبُلْدَانِ وَقَدْ زَالَ ذٰلِكَ الْعُذْرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بِجَمْعِ الْاَحَادِيْثِ الْمُجْتَمِعِ بِهَا فِيْ كُتُبٍ بَوَّبُوْهَا وَقَسَّمُوْهَا وَسَهَّلُوا الطَّرِيْقَ اِلَيْهَا وَبَيَّنُوا الضُّعْفَ كَثِيْرًا مِّنْهَا وَصِحَّتَهُ وَتَكَلَّمُوْا فِيْ عَدَالَةِ الرِّجَالِ وَجَرْحِ الْمَجْرُوْحِ مِنْهُمْ وَفِيْ عِلَلِ الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَدَعُوْا لِلْمُسْتَعْمِلِ مَا يَتَعَلَّلُ بِهٖ وَفَسَّرُوا الْقُرْاٰنَ وَتَكَلَّمُوْا فِيْ غَرِيْبِهَا وَفِقْهِهَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا فِيْ مُصَنَّفَاتٍ عَدِيْدَةٍ جَلِيْلَةٍ وَّاٰلَاتٍ مُّتَهَيَّاةٍ لِّذِيْ طَلَبٍ صَادِقٍ وَّذَكَاءٍ وَّفِطْنَةٍ وَكَذَا اللُّغَةُ وَصَنَاعَةُ الْعَرَبِيَّةِ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ حَرَّرَهٗ اَهْلُهٗ وَحَقَّقُوْهُ فَالتَّوَصُّلُ اِلَى الْاِجْتِهَادِ بَعْدَ الْجَمْعِ

۷ پس اگر اوس کی یہ مراد ہے کہ جب چاروں کے اجتہاد کے منقطع ہونے کا فی نفس الامر مدعی ہو باوجود ممکن ہونے اوس کے کے ہر زمانے مین

وَالنَّظَرِ فِی الکُتُبِ المُعتَمَدَۃِ اِذَا رُزِقَ الاِنسَانُ الحِفظَ وَالفَہمَ وَمَعرِفَۃَ
اللِّسَانِ اَسہَلُ مِنہُ قَبلَ ذٰلِکَ یعنی فقہا اور محدثین کے امام ابوشامہ نے کہا ہے
کہ تحقیق حرام کیا ہے ہمارے زمانہ کے فقہا نے حدیث اور آثار کی کتابون مین نظر کرنے کو
اور حرام کیا ہے اوس کی فقہ اور معانی مین بحث کرنے کو اور حرام کیا ہے بہت عمدہ
نفیس کتابون کے (جو احادیث کی شرح مین اور اوس کی نادر باتون کے بیان کرنے مین
تصنیف ہوئی ہین) مطالعہ کرنے کو اور فنا اور برباد کیا ہے اونہون نے اپنے تمام عمر کو
کو اقوال فقہا کے مطالعہ کرنے مین اور چھوڑ دیا ہے اونہون نے اپنے نبی معصوم کی
نصوص مین نظر کرنا اور ترک کر دیا ہے اونہون نے اقوال اور آثار صحابہ کو (جنہون نے
وحی کا حضور پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور شریعت کی
عمدہ باتون کو سمجھا) پس لاچار رتبہ اجتہاد سے محروم اور خالی رہگئی اور ہمیشہ مقلد رہگئی
اور علما پہلے زمانے مین معذور رہتے اوس حدیث کے ترک کرنے مین جسپر وہ واقف
نہوئے اس لئے کہ حدیثین اوسوقت ایک جگہہ مین جمع نہین ہوئی تہین سوا اسکے
نہین کہ علما کی زبان سے سیکھی جاتی تھین اور تمام علما شہرون مین متفرق تھے
اور تحقیق یہ عذر دفع ہوچکا ہے اور شکر ہے اللہ کا ساتھ جمع ہونے کتابون
حدیث کے اور علمانے اونکو مبوب اور تقسیم کر دیا ہے اور آسان کر دیا ہے طریق
طرف اوس کی اور راوون مین سے بہت حدیثون کی صحت اور ضعف کو بیان کر دیا
ہے اور کلام کیا ہے اونہون نے راویون کی عدالت مین اور مجروح کی جرح مین
اون مین سے اور کلام کیا ہے اونہون نے حدیث کی علتون مین اور نہین چھوڑا ہے
اونہون نے واسطے عمل کرنیوالے کے کوئی حیلہ اور تفسیر کر دیا ہے قرآن کو یعنی اوسکی
شان نزول کو اور کلام کیا ہے اوس کی غرائب اور فقہ مین اور جو اوس کے متعلق ہے بہت
بڑی کتابون مین اور طیار کئے گئے آلات مین واسطے صاحب طلب صادق کے اور ذکا
اور دانائی کے اور اسی طرح لغت اور صنعت عربی کو لوگون نے لکھہ دیا ہے اور تحقیق
کر دیا ہے پس اجتہاد کی طرف پہونچنا اب بہت سہل اور آسان ہے پہلے سے انتہا

اور علامہ ہارون مرجانی حنفی نے کتاب ناظورۃ الحق مین لکھا ہے وَ الَّذِي يَتَقَوَّلُهُ الْمُخَاطَبُ وَيَفْتَرِي بِهِ الْكَذِبَ عَلَى اللهِ آيَةً يَزْعَمُ أَنَّ التَّمَسُّكَ بِالْأَدِلَّةِ إِنَّمَا هُوَ وَظِيفَةُ الْمُجْتَهِدِ وَالْاِجْتِهَادُ مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ وَبَصِيرَةٌ شَرِيفَةٌ وَرُتْبَةٌ عَظِيمَةٌ صَعْبَةُ الْمُرْتَقَى وَأَهْلُهُ قَدِ انْقَرَضَ وَزَمَانُهُ قَدْ مَضَى یعنی جو مخالف بات بناتا ہے اور اللہ پر جھوٹھ باندھتا ہے سو یہ ہے کہ دلائل کو پکڑنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑھنا مشکل ہے جسکے لوگ تمام ہوئے اور زمانہ اوسکا گذر چکا ہے اور شاہ صاحب وصیت نامہ مین لکھتے ہین دائما تفریعات فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بدبریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا راکہ تقلید عالمے را دستاویز ساختہ تتبع کتاب و سنت را ترک کردہ اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن و قربت خدا جستن بدوری ایشان انتہے یعنی فروعات فقہیہ کو کتاب و سنت پر ہمیشہ پیش کرتے رہنا اور جو موافق ہو اوسکو قبول کرنا ورنہ کھوٹے اسباب کو مالک کی داڑھی پر مارنا امت کو مسائل فقہیہ کتاب اللہ اور سنت پر پیش کرنے سے کوئی چارہ نہین ہے (یعنی مسائل فقہیہ کو کتاب اللہ اور سنت پر ہمیشہ پیش کرتے رہنا ضرور ہے) اور فقہا کی من گھڑی باتون کو (جنھون نے ایک عالم کے تقلید کو دستاویز کرکے کتاب اللہ اور سنت کو ترک کردیا ہے نہ سننا اور اونکی طرف التفات نکرنا اور خدا کی نزدیکی اونکی دوری کے ساتھ طلب کرنا انتہی شاہ صاحب کی اس کلام سے ثابت ہوا کہ اجتہاد ختم نہین ہوا ہے ورنہ مسائل فقہیہ کو ہمیشہ کتاب اور سنت کے مقابلہ مین کرنے کی کوئی معنے نہین اسی وجہ سے حنابلہ کے نزدیک کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین ہوتا ہے اور یہی بات ابن دقیق نے بھی اختیار کی ہے اور زہری کا بھی مذہب یہی ہے اور اونکی دلیل یہ حدیث ہے لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہین گے اور کتب تاریخ اسلامی کی تتبع سے

سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ مین کسی نہ کسی کنارہ زمین مین کوئی نہ کوئی مجتہد ضرور ہے ہوتا رہا ہے خصوصاً علماء شافعیہ اور حنابلہ مین علی الخصوص عارفان کتاب اور سنت مین اجتہاد کوئی ایسی چیز نایاب نہین ہے کہ سوائے چارون امامون کے اور کسی کے ہاتھ نہ لگی ہو بلکہ جو شرائط اجتہاد کے مع شئے زائد اصحاب صحاح ستہ وغیرہ کو حاصل تھے وہ ائمہ اربعہ مین کسی ایک کو بھی حاصل نہ تھی بلکہ جو آلات اور اسباب اجتہاد متاخرین اہل علم کو ملی ہین وہ مجتہدین سابقین کے ہاتھ نہین لگے اسی وجہ سے متاخرین مین ہر زمانے مین کوئی نکوئی مجتہد کسی نہ کسی ملک مین ضرور ہی ہوتا رہا ہے اور دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانہ مین تارکین تقلید اور بلا واسطہ مجتہدین عاملین بالحدیث ہوتے چلے آئے ہین لہذا دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانے کے ایک ایک مجتہد کا نام بطور تمثیل کے لکھا جاتا ہے اول محمد بن جریر طبری ہین مشہور شافعی ہین سنہ ۲۲۴ دو سو چوبیس مین پیدا ہوئے آپ کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ خود مجتہد تھے اور اپنا مذہب مستقل رکھتے تھے جسکے بہت لوگ تابع تھے دوم یحیی بن یحیی مصمودی مشہور مالکی ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور امام مالک کے مذہب کے مخالف فتوی دیا کرتے تھے سنہ ۲۳۴ مین انتقال کیا سوم دارکی مشہور شافعی ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور امام شافعی کے مذہب کے مخالف فتوے دیا کرتے تھے کوئی اعتراض کرتا کہ یہ فتوی امام شافعی کے مذہب کے مخالف ہے تو آپ فرماتے تجھپر افسوس ہے یہ تو حدیث کا فتوے ہے اور کبھی سائل سے یہ کہتے کہ تو امام شافعی کا قول پوچھتا ہے یا جو میری خیال مین ہے وفات انکی سنہ ۳۷۵ مین ہے چہارم حافظ ابن حزم سنہ ۳۸۴ مین پیدا ہوئے مشہور ظاہری ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور تقلید کو برا کہتے تھے ....

.....خیر سبالتل تھے پنجم حافظ ابن مندہ مشہور حنبلی ہین آپ بھی خود مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد سے حدیث سے مسائل استنباط کرتے تھے اور اقوال مخالف حدیث کو ترک کردیتے تھے وفات انکی سنہ ۴۷۰ مین ہے ششم امام ہروی مشہور حنبلی ہین آپ بھی مجتہد تھے اور اہل حدیث کے مذہب پر تھے اور اتباع مین عبد اللہ بن مبارک

کی مثل تھے وفات انکی ۱۸۱ھ مین ہے ہفتم ابوالوفا مشہور حنبلی آپ بہی مجتہد تھے اور فرماتے تھے پیروی دلیل کی واجب ہے نہ پیروی امام احمد کی وفات ان کی سنہ ۵۱۳ھ مین ہے ہشتم امام مغافری مشہور مالکی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور تقلید کے تارک تھے اور کتاب اور سنت سے مسائل استنباط کرتے تھے وفات ان کی سنہ ۵۴۳ھ مین ہے نہم امام رازانی آپ بہی مجتہد تھے اور اہل حدیث کے مذہب کے موافق فتوی دیتے تھے وفات انکی سنہ ۶۰۶ھ مین ہے دہم امام محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات آپ بھی مجتہد تھے اور اتباع حدیث اور ترک تقلید مین بے نظیر تھے اور علم حدیث کے ایک ایسا دریا تھے جسکا کنارہ نظر نہین آتا اور قیاس کے ایسے منکر جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا وفات انکی سنہ ۶۳۸ھ مین ہے یازدہم امام ابوشامہ مشہور شافعی ہین آپ نے مذمت تقلید اور ترغیب عمل بالحدیث مین ایک کتاب مستقل تالیف فرمائی ہے جسکا نام الکتاب المومل فی الرد الی الامر الاول ہے آپ بہی مجتہد تھے وفات انکی سنہ ۶۶۵ھ مین ہے دوازدہم امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ مشہور حنبلی ہین آپ مجتہد مطلق تھے اور آپ کا تارک تقلید ہونا اور باجتہاد خود حدیث کے ساتھہ عمل کرنا آپکے نام سے زیادہ تر مشہور ہے وفات اونکی سنہ ۷۲۸ھ مین ہے سیزدہم امام ابن القیم مشہور حنبلی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور عامل بالحدیث اور مذمت تقلید مین بے مثل وفات انکی سنہ ۷۵۱ھ مین ہے چہاردہم امام محمد ابراہیم وزیر مشہور زیدی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور عامل بالحدیث اور تارک تقلید تھے کسی مذہب زیدی وغیرہ کے مقلد نہ تھے پیدایش اون کی سنہ ۷۷۵ھ مین ہے پانزدہم امام جلال الدین محلی مشہور شافعی ہین آپ بہی مجتہد تھے اور امام شافعی کے مذہب کے ملتزم نہین تھے بلکہ جس شخص کے پاس حق پاتے ادسی کی طرف رجوع کرتے وفات اونکی سنہ ۸۶۴ھ مین ہے شانزدہم امام شہاب الدین منزلادی آپ بہی مجتہد تھے اور کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرتے اور سنی محمدی کہلاتے حنفی شافعی وغیرہ نہ کہلاتے وفات اونکی سنہ ۹۵۱ھ مین ہے ہفدہم امام مقبلی صنعانی آپ بہی مجتہد تھے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر تھے (جو بجز رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے کسی کا اتباع نکرتے) اور تقلید کے ایسے تارک تھے کہ اس کے سبب سے مقلدین نے انپر کفر کے فتوے لگائے جنسے وہ بحکم سلطان روم امتحان کے بعد بری کیے گئے پیدایش اونکی ۷۷۳ھ مین ہے **ہژدہم** امام کوکبانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے پیدایش انکی ۱۰۳۵ھ مین ہے **نوزدہم** زبیدی مشہور حنفی آپ بھی مجتہد تھے اور فرماتے تھے میرا دین وہ نہین (جو ابو حنیفہ) اور اون کے شاگردون کا ہے اگر وہ حدیث صحیح کے مخالف ہو پیدایش انکی ۱۰۵۹ھ مین ہے **بستم** علی ابن عبد اللہ صغانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے حدیث پر عمل کرتے تھے پیدایش اون کی ۱۱۶۵ھ مین ہے **بست و یکم** عبد اللہ بن لطف اللہ صغانی آپ بھی مجتہد تھے اور تقلید سے سخت نفرت کرتے تھے وفات انکی ۱۱۷۲ھ مین ہے **بست و دوم** عبد الرحمن بن احمد صغانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے حدیث پر عمل کرتے تھے پیدایش اون کی ۱۱۸۰ھ مین ہے **بست و سوم** امام محمد بن علی شوکانی آپ بھی مجتہد تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے تھے آپ کے زمانہ مین اور اوس کے بعد آپکے شاگردون مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین جو کسی کے مقلد نہ تھے اور باجتہاد خود عمل بالحدیث کرتے تھے جیسے محمد بن احمد متوفی ۱۲۳۶ھ اور محمد بن حسن متوفی ۱۲۵۷ھ وغیرہ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب وغیرہ سب مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے تھے او کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ تقلید کی مذمت کرتے تھے چنانچہ اون کی تصانیف سے یہ امر اظہر من الشمس ہے اور اب اس زمانہ حال[لہ] مین بھی بہت علما ایسے ہین کہ وہ کسی کے مقلد نہین ہین بلکہ اپنے اجتہاد سے استدلال اور استنباط کرتے ہین اور اپنے اجتہاد سے عمل بالحدیث کرتے ہین اور بعضے دوسرے ایسے بھی ہین کہ بظاہر مقلد کہلاتے ہین مگر درحقیقت وہ اپنے ملکہ سے استنباط کرسکتے ہین اسی وجہ سے مولوی عبد الحی صاحب نے **تراجم حنفیہ** مین لکھا ہو بل

لَا يَخْلُوْ مِائَةٌ مِّنَ الْمِأتِ مِنَ الْمُجَدِّدِيْنَ يَهْتَدِيْ بِهِمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِيْنَ بَلْ وَلَا عَصْرٌ مِّنَ الْاَعْصَارِ عَنْ جَمَاعَةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ الْاَرْضِيْنَ وَاِنْ كَانُوْا فِي الظَّاهِرِ

[لہ] جیسے کہ جناب معلی القاب نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب و شیخنا و شیخ الکل سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی و شیخ محمد صاحب مچھلی شہر والہ وغیرہ مین نفعنا اللہ ببرکاتہم ومتعنا بطول حیاتہم

مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ انتہی ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا ہے پس اس بیان با برہان سے ثابت ہوگیا کہ ہر زمانے مین مجتہد ہوتے آئے ہین اور کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین رہا ہے اور اسی طرح زمانہ حال مین بھی کوئی نکوئی مجتہد کسی نکسی ملک مین ضرور ہوگا بلکہ اب زمانہ حال مین بہ نسبت زمانہ سابق کے اجتہاد کرنا اور کتاب وسنت سے مسائل استنباط کرنا بہت سہل وآسان ہے اسلیے کہ اللہ تعالی کے فضل سے جو اسباب وآلات علوم وفنون کے اب اس زمانے مین علما کو میسر ہوئے ہین علماء زمانہ سابق کو ایسے اسباب کبھی خواب مین بھی میسر نہوے تھے اور جسقدر کتب تفاسیر اور کتب حدیث اور کتب اصول وفقہ وغیرہ علوم مختلفہ وفنون شتے کے اب اس زمانہ مین جمع ہوئے ہین کسی علماء زمانہ سابق کے پاس کبھی جمع نہین ہوے تھے پھر باوجود اس کے اجتہاد کے ختم کا دعوے کرنا بڑی سخت گمراہی اور بڑا درجہ کی جہالت اور کج فہمی ہے **ششم** اس طور کہ یہ شرائط اجتہاد کے جو بعض متعصبین نے لگائے ہین تو مجتہد مطلق کے واسطے لگائے ہین جو جمیع احکام مین فتوے دیوے اور جو شخص کہ کسی ایک حکم مین مثلا مجتہد ہو اوس کے واسطے یہ شرائط ضروری نہین ہین بلکہ اوسکو اوسی قدر علم حاصل کرنا ضرور ہے جو اوس مسئلے کے متعلق ہو چنانچہ تلویح مین لکھا ہے ثُمَّ هٰذِهِ الشَّرَائِطُ اِنَّمَا هُوَ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ الَّذِيْ يُفْتِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْكَامِ وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِيْ حُكْمٍ دُوْنَ حُكْمٍ فَعَلَيْهِ مَعْرِفَةُ مَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ الْحُكْمِ كَذَا ذَكَرَهُ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ انتہی اور **کشاف اصطلاحات الفنون** مین لکھا ہے وَاَمَّا الْمُجْتَهِدُ فِيْ مَسْئَلَةٍ فَيَكْفِيْهِ عِلْمُ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا وَلَا يَضُرُّهُ الْجَهْلُ بِمَا لَا يَتَعَلَّقُ بِهَا هٰكَذَا فِي الْعَضُدِيْ وَحَوَاشِيْهِ اور **دراسات** مین لکھا ہے وَمَا قِيْلَ مِنْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ زَمَانِنَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ مَمْنُوْعٌ كَوْنُهٗ مِمَّا نُوْقِشَ فِيْهِ وَلَوْ سُلِّمَ فَهُوَ نَفْيٌ لِلْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ لَا مُطْلَقِ الْاِجْتِهَادِ الشَّامِلِ لِلْاِجْتِهَادِ الْجُزْئِيِّ لِعَدَمِ خُلُوِّ الْاَعْصَارِ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى عَصْرِنَا هٰذَا اَفَادَنِيْ مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاِجْتِهَادُ الْجُزْئِيُّ اَمْرٌ قَرِيْبُ الْحُصُوْلِ يَقْضِيْ وَطَرَهٗ قَلِيْلٌ مِّنَ الْعِلْمِ انتہی حاصل یہہ ہے کہ اجتہاد جزئی یعنی فقط ایک ہی مسئلہ مین اجتہاد کرنا اس کے واسطے یہ شرائط ضروری نہین جو مجتہد

مطلق کے واسطے لگاتے ہین بلکہ اوسکو اتنا ہی علم کافی ہے جو اُس مسئلہ کے متعلق ہو
اور کوئی زمانہ اس سے خالی نہین ہے اس کے واسطے تھوڑا علم کافی ہے فقط

مغالطۂ چہارم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین جو کہ فتح المبین مین لکھا ہے کہ بغیر تحقیق اقوال ائمہ مجتہدین کے صحیح حدیث پر عمل کر لینا حسن ظن تو ہے مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین اور یہ مغالطہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** اسوجہ سے کہ اصول حنفی مین لکھا ہے کہ اگر راوی صحابی اپنی مروی مین تاویل کرے تو وہ موجب جرح نہین ہو سکتی ہے چنانچہ تلویح مین لکھا ہے وَاِنْ عَمِلَ بِبَعْضِ مُحْتَمَلَاتِہٖ بِطَرِیْقِ التَّاْوِیْلِ لَا یَکُوْنُ جَرْحًا انتہی اور جبکہ راوی صحابی کی تاویل اوسکو حجت ہونے سے خارج نہین کرتی ہے تو پھر ائمہ مجتہدین کی تاویلات جو صدہا برس کے بعد پیدا ہوئے کس گنتی اور شمار مین ہین اور حدیث کو حجت ہونے سے کیسے خارج کر سکتے ہین **دوم** بایں طور کہ خود فتح المبین کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ مین لکھا ہے کہ خود مجتہدین اکابر دین کو آج تک کسی مسئلہ کی تحقیق نہین ہوئی ہے انتہی پس اب عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکھنا بنا فاسد علی الفاسد ہے **سوم** یہہ کہ امام اعظم صاحب اور امام محمد کے نزدیک تو صحیح حدیث پر عمل کر لینا بلا تحقیق تاویل و نسخ کے جائز ہے چنانچہ بحر الرائق مین لکھا ہے وَاِنْ لَّمْ یَسْتَفْتِ وَلٰکِنْ بَلَغَہُ الْخَبَرُ وَھُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْغِیْبَۃُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ وَلَمْ یَعْرِفِ النَّسْخَ وَلَا تَاْوِیْلَہٗ فَلَا کَفَّارَۃَ عَلَیْہِ عِنْدَھُمَا لِاَنَّ ظَاھِرَ الْحَدِیْثِ وَاجِبُ الْعَمَلِ **انتہی** یعنی اگر کسی سے فتوی نہ پوچھا و لیکن اوسکو یہ حدیث پہونچ گئی کہ پچھنی لگانے والی اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اور نہین پہچانتا ہو اُسکے منسوخ ہونے کو اور نہ اُس کی تاویل کو تو اُسپر کچھ کفارہ نہین ہے نزدیک امام اعظم اور محمد کے اس لئے کہ ظاہر حدیث کا واجب العمل ہے انتہی پس اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ ظاہر حدیث کا معنے واجب العمل ہے تاویلات ائمہ مجتہدین کا اُس کے

۵ یعنی اگر عمل کیا ہے تہہ بعض محتملات اوسکے کے بطور تاویل کے تو یہ جرح نہین ہے

آگے کچھ اعتبار نہین اور جب کہ بغیر تحقیق اقوال ائمہ کے حدیث پر عمل کرنا امام اعظم کے نزدیک جائز بلکہ واجب ہے تو پہر اُسکو حماقت اور تکبر کہنا گو یا کہ امام اعظم کو احمق اور متکبر ٹھہرانا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **چہارم** یہ کہ ظاہر نصوص مین تاویل کرنا اور نص کو ظاہر معنے سے پہیر دینا اکثر علمار حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلق حرام ہے چہ جائیکہ تاویلی معنے پر عمل کیا جاوے یا ائمہ مجتہدین کی تاویلات کیطرف التفات کیا جاوے بلکہ اگر صحابی راوی بہی اپنی مروی کے ظاہر معنے کے برخلاف تاویل کرے اور اپنی تاویل کی کوئی سند نہ بتاوے تو اکثر حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اوسکی تاویل بہی قابل عمل نہین بلکہ ظاہر معنے حدیث واجب العمل ہے اور تاویل صحابی کی طرف رجوع جائز نہین ہے اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور حنفیہ مین سے امام کرخی اور جمہور علما کا یہی قول ہے چنانچہ **حصول المامول** مین لکہا ہے اَلسَّادِسُ اَنْ یَّکُوْنَ الْخَبَرُ ظَاهِرًا فِیْ شَیْءٍ فَیَحْمِلُهُ الرَّاوِیْ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلٰی غَیْرِ ظَاهِرِهٖ اِمَّا بِصَرْفِ اللَّفْظِ عَنْ حَقِیْقَتِهٖ اِلٰی مَجَازِهٖ اَوْ بِاَنْ یَّصْرِفَهٗ عَنِ الْوُجُوْبِ اِلَی النَّدْبِ اَوْ مِنَ التَّحْرِیْمِ اِلَی الْکَرَاهَةِ وَلَمْ یَاْتِ بِمَا یُفِیْدُ صَرْفَهٗ عَنِ الظَّاهِرِ فَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ مِنْ اَهْلِ الْاُصُوْلِ اَنَّهٗ یُعْمَلُ بِالظَّاهِرِ وَلَا یُصَارُ اِلٰی خِلَافِهٖ بِمُجَرَّدِ قَوْلِ الصَّحَابِیِّ اَوْ فِعْلِهٖ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ لِاَنَّا مُتَعَبَّدُوْنَ بِرِوَایَتِهٖ لَا بِرَاْیِهٖ خِلَافًا لِلْحَنَفِیَّةِ یعنی حدیث کے حالات سے چھٹا حال یہ ہے کہ حدیث ایک معنے مین ظاہر الدلالۃ ہو اور صحابی اوس کا راوی اُسکو غیر ظاہر معنے پر حمل کرے بایں طور کہ اوس کے حقیقی معنے چہوڑ کر مجازی معنے لے یا اوسکو وجوب سے استحباب کی طرف پہیر دیوے یا اُسکو حرمت سے کراہت کی طرف پہیر دیوے اور اپنی اس تاویل پر کوئی دلیل ظاہر نکرے تو ایسی صورت مین جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ ظاہر حدیث کا واجب العمل ہے اور صحابی کے قول یا فعل مخالف ظاہر حدیث کی طرف رجوع جائز نہین ہے اور یہی بات حق ہے اس لئے کہ ہم صحابی کی روایت پر عمل کرنے کے ساتہہ مکلف ہین نہ اُس کی رای پر عمل کرنے کے ساتہہ اسمین حنفیہ کو اختلاف ہے اور تحریر الاصول شیخ ابن ہمام اور اوسکی شرح مین لکہا ہے

وَإِذَا حَمَلَ الصَّحَابِيُّ مَرْوِيَّهُ الظَّاهِرَ فِي حُكْمِهِ عَلَى غَيْرِ الظَّاهِرِ حُكْمُهُ فَذَهَبَ الْأَكْثَرُ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَالْكَرْخِيُّ أَنَّ الْمَعْمُولَ بِهِ هُوَ الظَّاهِرُ دُونَ مَا حَمَلَ عَلَيْهِ الرَّاوِي مِنْ تَأْوِيلِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ كَيْفَ أَتْرُكُ الْحَدِيثَ بِقَوْلِ مَنْ لَوْ عَاصَرْتُهُ لَحَاجَجْتُهُ انتهى يعنى جب صحابی راوی (اپنے قول وفعل سے) اپنی روایت کے ظاہر معنے کے خلاف تاویل کرے اور اوسکو ظاہر معنے سے پہیر دیوے تو جمہور علما امام شافعی اور امام کرخی وغیرہ کے نزدیک حدیث کا ظاہر معنے واجب العمل ہے اور تاویل صحابی کی ساتھ عمل کرنا جائز نہین ہے امام شافعی نے فرمایا مین حدیث کو ایسے شخص کے قول سے کسطرح چہوڑدون کہ اگر مین اُسکا ہمعصر ہوتا تو اوس کے ساتھ جہگڑا تا پس یہان سے ثابت ہوگیا کہ اگر صحابی راوی حدیث مین ظاہر معنے کے برخلاف تاویل کرے تو اوسکی تاویل اکثر علما کے نزدیک قابل عمل نہین ہے اور احکام آمدی مین لکہا ہے وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ إِنْ عُلِمَ مَأْخَذُهُ فِي الْمُخَالَفَةِ وَكَانَ ذَلِكَ مَا يُوجِبُ حَمْلَ الْخَبَرِ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الرَّاوِي وَجَبَ اتِّبَاعُ ذَلِكَ الدَّلِيلِ لِأَنَّ الرَّاوِيَ عَمِلَ بِهِ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَمَلُ أَحَدِ الْمُجْتَهِدِينَ حُجَّةً عَلَى الْآخَرِ وَإِنْ جُهِلَ مَأْخَذُهُ فَالْوَاجِبُ الْعَمَلُ بِظَاهِرِ اللَّفْظِ وَذَلِكَ لِأَنَّ الرَّاوِيَ عَدْلٌ وَقَدْ جَزَمَ بِالرِّوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الْأَصْلُ فِي وُجُوبِ الْعَمَلِ بِالْخَبَرِ وَمُخَالَفَةُ الرَّاوِي لَهُ مُحْتَمِلٌ أَنَّهُ كَانَ لِنِسْيَانٍ طَرَأَ عَلَيْهِ وَيَحْتَمِلُ أَنَّهُ كَانَ لِدَلِيلٍ اجْتَهَدَ فِيهِ وَهُوَ مُخْطِئٌ فِيهِ أَوْ هُوَ مِمَّا يَقُولُ بِهِ دُونَ غَيْرِهِ مِنَ الْمُجْتَهِدِينَ كَمَا عُرِفَتْ مِنْ مُخَالَفَةِ مَالِكٍ لِخَبَرِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ بِمَا رَآهُ مِنْ إِجْمَاعِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى خِلَافِهِ وَيَحْتَمِلُ أَنَّهُ عَلِمَ بِذَلِكَ عِلْمًا لَا مِرَاءَ فِيهِ مِنْ قَصْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا تَرَدَّدَ بَيْنَ هَذِهِ الْاحْتِمَالَاتِ فَالظَّاهِرُ لَا يُتْرَكُ بِالشَّكِّ وَالْاحْتِمَالِ وَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ فِيهِمَا [وَالْقَسِيمُ] لِلْخَبَرِ لَا يَكُونُ فَاسِقًا حَتَّى يَمْتَنِعَ الْعَمَلُ بِرِوَايَتِهِ وَبِهَذَا يَنْدَفِعُ قَوْلُ الْخَصْمِ أَنَّهُ إِنْ أُحْسِنَ الظَّنُّ بِالرَّاوِي وَجَبَ حَمْلُ الْخَبَرِ عَلَى مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ وَإِنْ أُسِيءَ بِهِ الظَّنُّ امْتَنَعَ بِرِوَايَتِهِ یعنی پسندیدہ اور مختار بات یہ ہے کہ اگر راوی کی ظاہر حدیث کی

خلاف کرنے کی کوئی وجہ (دلیل) معلوم ہو اور اس تاویل کی جو راوی نے اختیار کی ہو دلیل
بن سکے تو اس دلیل کی پیروی واجب ہے اور ظاہر حدیث کا ترک کرنا جائز ہے نہ
اس لئے کہ وہ راوی کا عمل ہے اس واسطے کہ کسی مجتہد کے لئے حجت نہین ہو سکتا ہے
بلکہ اس دلیل کی نظر سے جو معلوم ہوئی اور اگر اس تاویل صحابی راوی کی کوئی دلیل معلوم نہو
تو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور راوی کی تاویل و مخالفت کا یہ سبب بھی ہو سکتا
ہے کہ وہ اس حدیث کو بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس تاویل و مخالفت ظاہر
حدیث مین کسی دلیل سے مستدل ہوا ہو جس مین اُس سے خطا ہو گئی ہو یا وہ ایسی
دلیل ہو جسکا صرف وہی قائل ہو نہ دوسرے مجتہدین اور یہ بھی احتمال ہے کہ اُس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو یقیناً جان لیا ہو اور جب ان سب احتمالون مین
تردد و شک رہا تو ظاہر معنے حدیث کو اوس کے شک و تردد سے چھوڑا نہین جا سکتا
ہے اور راوی بہر حال اس مخالفت کے سبب سے فاسق بھی نہین ہو سکتا ہے تا کہ
اُس کی اس روایت پر عمل کرنا جائز نہو انتہی بعضے حنفیہ کہتے ہین کہ تاویل صحابی ظاہر
حدیث پر مقدم ہے اس لیے کہ ظاہر حدیث کے ترک کرنے کو صحابی خود حرام جانتا تھا
ومع ذالک اُس نے ظاہر کو ترک کیا تو اُس سے معلوم ہوا کہ اُس نے کوئی دلیل ظاہر
حدیث کے ترک کرنے پر پائی ہوگی تب ہی اُسکو ترک کیا سو حنفیون کی اس دلیل کا جواب
احکام آمدی کی اس کلام مین آچکا ہے باین طور کہ جیسے صحابی کے ظاہر حدیث کے ترک
کرنے مین یہ احتمال تم نکالتے ہو ویسے ہی یہ بھی احتمال ہے کہ صحابی راوی اُس حدیث کو
بھول گیا ہو اور یہ بھی احتمال کہ وہ اس تاویل اور مخالفت ظاہر حدیث مین کسی دلیل سے
متمسک ہوا ہو جسمین اُس نے خطا کی ہو یا وہ ایسی دلیل ہو جسکا فقط وہی قائل ہو
نہ دوسرے مجتہدین اور جب کہ اوس کی تاویل مین اتنے احتمال ہین تو وہ قطعی دلیل
نہین ہو سکتی اور ظاہر حدیث قطعی دلیل ہے پس اس تاویل ظنی اور محتمل سے اوس کا ترک
کرنا جائز نہین ہے اور **دراسات** مین لکھا ہے اَقُولُ وَقَدْ عُلِمَ مِنْهُ اَنَّ اَكْثَرَ
الْعُلَمَاءِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ قَائِلُونَ بِعَدَمِ تَرْكِ ظَاهِرِ النُّصُوصِ

بتأويل الصحابة بخلافه فضلاً عن تأويل تابعي ومن تبعه من دونه من طبقات العلماء وعلم ايضاً ان ذلك كان حراماً في زمن الصحابة ومن بعدهم مستفيضاً مشهوراً يعني مين كہتاہون کہ تحقیق معلوم ہوچکاہے اس سے کہ اکثر علماء شافعیہ اور حنفیہ صحابہ کی تاویل مخالف سے ظاہر نصوص کے ترک کرنے کو جائز نہین رکہتے ہین پس تابعین اور تبع تابعین اور جو لوگ بعد اونکے پیدا ہوئے اون کی تاویل مخالف ظاہر حدیث کا تو کیا ہی ٹہکانا ہے اور یہہ بہی معلوم ہوچکا کہ تاویل کے ساتہہ ظاہر حدیث کو ترک کرنا صحابہ کے زمانہ مین حرام تہا اور یہ مشہور معروف تہا انتہے اور نیز دراسات مین لکہاہے والاقل المجوزون انما جوزوه في تاويل الصحابة خاصة لتعليل تجويزهم ذلك بما يخص الصحابة فحسب یعنی یہ سب اختلاف فقط تاویل صحابی مین ہے اکثر علما اوسکو ظاہر حدیث کے مقابلہ مین لائق عمل نہین جانتے ہین اور بعض قابل عمل سمجہتے ہین مگر جو لوگ کہ صحابہ کے بعد پیدا ہوئے ہین جیسے تابعین اور تبع تابعین و من بعدہم اونکی تاویل تو ظاہر نص کے مقابلہ مین بالاتفاق مقبول نہین ہے اسلیے کہ جو بعض حنفیہ صحابہ کی تاویل کے ساتہہ عمل کرنا جائز رکہتے ہین وہ دلیل اُس کی ایسی بیان کرتے ہین جو فقط صحابہ ہی کے ساتہہ خاص ہے دوسرون مین وہ دلیل پائی نہین جاتی ہے پس جب کہ ظاہر حدیث کے مقابلہ مین صحابی کی تاویل کا کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ ظاہر نص واجب العمل ہے نزدیک جمہور علما کے تو پہر تابعین اور تبع تابعین وغیرہ مجتہدین کے اقوال اور تاویلات کا تو ظاہر حدیث کے مقابلہ مین بطریق اولی کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ اس سے ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین کی تاویلات ظاہر حدیث کے مقابلہ مین بالاتفاق مقبول نہین ہین اور ظاہر حدیث کے مقابلہ مین اون کے ساتہہ عمل کرنا بالاتفاق جائز نہین ہے بلکہ قطعاً حرام و ناجائز ہے پس حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق اقوال ائمہ مجتہدین پر موقوف رکہنا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور کون مسلمان اسکو جائز کہہ سکتا ہے اور سلف و خلف اہل اسلام سے یہ کسکا مذہب ہے جسکو آج کل کے جعلی حنفیون نے اختیار کیا ہے پنجم باین طور کہ جب حدیث صحیح پر عمل کرنا بلا تحقیق

اقوال ائمہ کے جائز نہین تو اب اقوال ائمہ پر بلا تحقیق و تفتیش ماخذ کے عمل کرنا بطریق اولی جائز نہوگا پس لابد ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کی بہی تحقیق کی جاوے پس یا تو اقوال ائمہ کی تحقیق حدیث سے کیجاویگی اور اونکا صحیح ہونا یا ضعیف ہونا حدیث سے معلوم کیا جاویگا یا کسی دوسرے امام کے قول سے بر شق اول دور لازم آویگا یا تسلسل اس لئے کہ حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تم تحقیق اقوال ائمہ پر موقوف کر چکی ہو اور جب اقوال ائمہ کی حدیث پر موقوف ہوئی تو دور لازم آویگا یا تسلسل اور بر شق ثانی بہی دور لازم آویگا پس جب دونون شقین باطل ہوئین تو مدعا ہمارا ثابت ہوا اور حدیث پر عمل کرنا جائز ہوا **ششم** باین طور کہ ائمہ مجتہدین کی تحقیق مختلف طور سے ہے مثلاً ایک حدیث کے امام شافعی کچھ معنے کرتے ہین اور مالک اوسکا معنے کچھہ اور کرتے ہین اور امام اعظم اوسکا معنے کچھہ اور بتلاتے ہین وعلی ہذا القیاس اور ائمہ مجتہدین اوس مین کچھہ اور ہی راے لگاتے ہین اور تخصیص ایک امام کی ترجیح بلا مرجح ہے پس اب کس امام کی تحقیق پر عمل کیا جاوے بلکہ اب کسی امام کی تحقیق پر عمل کرنا جائز نہوا خصوصاً عامی تو بقول مؤلف فتح المبین کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہے نہین سکتا ہے اور آجکل کے علما بہی بقول مؤلف فتح کے عوام کے مساوی ہین پس وہ بہی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین دلیکتے ہین پس اب کیا کیا جاوے اور عوام الناس کیا کرین اور کدہر جاوین اور نیز بقول مؤلف فتح المبین جب کہ خود مجتہدین ہی کو کسی مسئلہ کی تحقیق ابہی تک نہین ہوئی تو پہر آجکل کے علما سے کسی مسئلہ کی تحقیق ہونا کیسے ممکن ہے پس ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا بہی اون سے ممکن نہوا اس لئے کہ یہ بہی مسئلہ منجملہ اونکی تحقیق سے ہے پس حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکھنا قطعاً باطل ہوا **ہفتم** جب حنفیہ حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تحقیق ائمہ مجتہدین پر موقوف رکھتے ہین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا معنے وہی معتبر ہے جو تمام ائمہ مجتہدین نے اتفاق کرکے اپنی تحقیق سے اوس کا ایک معنے مقرر کیا ہو پس اب اس سے ثابت ہوا کہ ایک امام کی تحقیق کا کوئی اعتبار نہین جب تک کہ اوسپر

تمام ائمہ مجتہدین کا اتفاق نہو جاوے پس اب مثلاً امام اعظم اگر اکیلے اپنی تحقیق سے کسی حدیث کا کوئی معنی کریں یا اوس کی کوئی تاویل کریں تو اُس کا بھی کچھ اعتبار نہوگا جب تک کہ تمام مجتہدین اوس معنے ۔۔۔۔ یا اوس تاویل پر اتفاق نکرلیویں پس حنفی مذہب کی تو اس سے بیخ وبنیاد اوکھڑ گئی اس لئے کہ امام صاحب کی تو کل تاویلات و تحقیقات ایسے ہین کہ کوئی امام مجتہد اون کے ساتھہ کسی تحقیق مین متفق نہین ہے الا ماشاء اللہ **هشتم** باین طور کہ تمام علما محققین وثقات ماہرین کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حدیث صحیح پر بغیر تحقیق تاویل ونسخ وتفتیش اقوال ائمہ کے عمل کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور سب علما برملا یہی منادی کرتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف نہین ہے لہذا چند اقوال علما محققین وائمہ مجتہدین کے اوس کی تصدیق کیواسطے نقل کیئے جاتے ہین - قَالَ وَلِيُّ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ اَلدَّلِيْلُ يُعْطِي الْجَوَازَ يَعْنِي الْعَمَلَ بِالْاَمْرِ لِمَا تَقَرَّرَ اَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ مَا كَانَ كُلُّهُمْ فُقَهَاءَ عَلَى اصْطِلَاحِ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْقَرَوِيَّ وَالْبَدَوِيَّ وَمَنْ سَمِعَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاحِدًا اَوْ صَحِبَهُ مَرَّةً وَلَا شَكَّ اَنَّ مَنْ سَمِعَ مِنْهُمْ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَخَذَ عَنِ الصَّحَابَةِ كَانَ يَعْمَلُ بِهٖ عَلٰى حَسَبِ فَهْمِهٖ فَقِيْهًا كَانَ اَوْ لَا وَلَمْ يُعْرَفْ اَنَّ غَيْرَ الْفَقِيْهِ مِنْهُمْ كُلِّفَ بِالرُّجُوْعِ اِلَى الْفَقِيْهِ فِيْمَا سَمِعَهٗ مِنَ الْحَدِيْثِ لَا فِيْ زَمَانِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بَعْدَهٗ فِيْ زَمَانِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَهٰذَا تَقْرِيْرٌ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ لِغَيْرِ الْفَقِيْهِ وَاِجْمَاعٌ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلَيْهِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاَمَرَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ غَيْرَ الْفُقَهَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ سِيَّمَا اَهْلَ الْبَوَادِيْ اَنْ لَا يَعْمَلُوْا بِمَا اَخَذُوْا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشَافَهَةً اَوْ بِوَاسِطَةٍ حَتّٰى يَعْرِضُوْا عَلَى الْفُقَهَاءِ مِنْهُمْ وَلَمْ يُرْوَ مِنْ هٰذَا عَيْنٌ وَلَا اَثَرٌ وَهٰذَا ظَاهِرُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَنَحْوِهٖ مِنَ الْاٰيَاتِ حَيْثُ لَمْ تَتَقَيَّدْ بِاَنَّ ذٰلِكَ عَلٰى فَهْمِ الْفُقَهَاءِ وَمِنْ هُنَا عَرَفْتَ اَنَّهٗ لَا يَتَوَقَّفُ الْعَمَلُ بَعْدَ وُصُوْلِ الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ عَلٰى مَعْرِفَةِ عَدَمِ النَّاسِخِ وَعَدَمِ الْاِجْمَاعِ عَلٰى خِلَافِهٖ

وعدم المعارض بل ينبغي العمل به الى ان يظهر شيء من الموانع فينظر في ذلك ويكفي
في العمل كون الاصل عدم هذه العوارض المانعة من العمل وقد بنى الفقهاء على
اعتبار اصل الشيء احكاما كثيرة في الماء ونحوه لا يخفى على المتتبع ومعلوم ان
من اهل البوادي والقرى البعيدة من كان يجيء عنده صلى الله عليه وسلم مرة
او مرتين ويسمع شيئا ثم يرجع الى بلاده ويعمل به والوقت كان وقت نسخ و
تبديل ولم يعرف انه صلى الله عليه وسلم امر احدا من هؤلاء بالمراجعة ليعرف
الناسخ من المنسوخ بل انه صلى الله عليه وسلم قرر من قال لا ازيد على هذا ولا
انقص على ما قال ولم ينكر عليه بانه يحتمل النسخ بل قال دخل الجنة ان صدق
او كما قال وكذلك ما امر الصحابة اهل البوادي وغيرهم بالعرض على فقيه ليميز
لهم الناسخ والحجة بلوغه لا وجوده ويدل على ان المعتبر البلوغ لا الوجود ان
المكلف مأمور بالعمل على وفق المنسوخ كحديث نسخ القبلة الى الكعبة الشريفة
انتهى كذا نقله في الدراسات **ترجمه** علامہ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے
دلیل سے جواز عمل بالحدیث معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب لوگ علم
کی اصطلاح پر مجتہد نہ تھے بلکہ اونمین شہری لوگ بہی تھے اور جنگلی بھی تھے اور بعض ایسے
بہی تھے جنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فقط ایک ہی حدیث سنی تھی اور ایک
ہی مرتبہ صحبت حاصل کی تھی اور اس مین شک نہین ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے کوئی حدیث سنتا یا اور صحابہ سے کچھ سنتا تو موافق سمجھ کے اوسپر عمل کرتا مجتہد
ہو یا نہو یہ امر ثابت نہین ہوا کہ جو اون مین مجتہد نہ تھا اُسپر یہ حکم لگایا گیا ہو کہ وہ مجتہد کی
طرف رجوع کرکے (اس سے اسکا معنے پوچھکر) اُس سُنی ہوئی حدیث پر عمل کرے نہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یہ امر پایا گیا نہ بعد آپ کے صحابہ کے زمانے مین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غیر مجتہد کے واسطے عمل بالحدیث کی تقریر و اجازت پائی
جاتی ہے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہے اگر یہ بات نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا
راشدین غیر مجتہد صحابہ کو حکم دیتے خصوصاً اون لوگون کو جو جنگل مین رہتے تھے حکم دیتے

کہ جو کچھ اونہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اور اصحاب کے
سنا ہے اسپر عمل نکرین جب تک کہ اوسکو مجتہدین صحابہ پر پیش نکرلیوین اور اس حکم مین کوئی
امر مروی نہین ہے اور اس حکم کا نہونا اس قول خدا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تمکو
رسول دے سو لے لو اور جس سے روکے رکجاؤ ایسے ہی اور آیات ہین کہ اُن مین فہم مجتہد
کی قید نہین ہے اور یہان سے تو جان لیا کہ حدیث پر عمل کرنا بعد پہونچ جانے حدیث
صحیح کے اثبات پر موقوف نہین ہے کہ ہم اُسکا منسوخ نہونا یا اُس کے برخلاف اجماع
نہونا یا اوس کے مقابلے مین اور حدیث کا نہونا جان لین پس اُس حدیث پر عمل کرنا
واجب ہے جب تک کہ کوئی امر ان امور سے ظاہر نہو جب معلوم ہو تو پہر اُس مین نظر کی
جاویگی اور اُسپر عمل کرنے کو ... عارضی یکایک نہ ہونا اصل ہے اور ... ان امور ہے کافی ہی
بہت سے احکام پانی وغیرہ کے باب مین اس اصل پر بنا کئے ہین چنانچہ ناظرین کتب
پر مخفی نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہے کہ جنگلی اور دور دور بستیون کے لوگ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یا دو دفعہ آتے اور کچھ حدیثین سن جاتے پہر اپنے شہرون
کی طرف پہر جاتے تو اوسی پر عمل کرتے رہتے اور حالانکہ وہ وقت نسخ اور تبدیل کا تہا
پہر یہ معلوم نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو فرمایا کہ ناسخ اور منسوخ کو پہچان
لیا کرین یعنی تب ان حدیثون پر عمل کرین بلکہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فقط
ایک ہی حدیث سنی اُس نے چند احکام سیکھ کر کہا تہا کہ مین اس سے کم و بیش نکرون گا
اُسکی بات کو آپ نے مسلم رکہا اور یہ نفرمایا کہ تو کیون کہتا ہے یہ احکام نسخ کا احتمال رکہتے
ہین بلکہ آپ نے اوسکو یہ فرمایا کہ یہ شخص جنت مین داخل ہوویگا اگر سچ کہا ہے اسی طرح
رسول اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے جنگل والے لوگون کو یہ نہین فرمایا کہ حضرت کی حدیثون کو
مجتہدین کے سامنے پیش کر لیا کرین تاکہ وہ اونکو ناسخ اور منسوخ مین تمیز کر دیا کرین نسخ
کے باب مین ناسخ کا پہونچ جانا حجت ہے نہ اُس کا فی الواقع موجود ہونا دلیل اسپر یہہ ہے
کہ مکلف منسوخ پر عمل کرنے کے ساتھہ حکم کیا گیا ہے جب تک کہ اوس کا ناسخ اوسپر ظاہر
نہو جاوے اور جب ظاہر ہوا تو اُسکو اپنے پچھلے عمل کا قضا کرنا نہین آتا ہی جیسے حدیث

نسخ قبلکی انتہے اور علامہ بہاء الدین مرجانی حنفی نے اپنی کتاب
ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق میں لکھا ہے والذی یقولہ
المخاطب ویفتری بہ الکذب علی اللہ انہ یزعم ان التمسک بالادلۃ انما
ہو وظیفۃ المجتہد والاجتہاد ملکۃ راسخۃ وبصیرۃ شریفۃ ورتبۃ عظیمۃ
صعبۃ المرقی واہلہ قد انقرض وزمانہ قد مضی وکل آیۃ وحدیث وخبر
مخالف لقول اصحابنا لا یجوز العمل بہ ویقدم اقوال الفقہاء علی الحدیث
ثم قال واذا اورد علیہ الحدیث یہذی ویقول انہ لم یاخذ بہ الفقیہ و
المجتہد فلا یعمل بمقتضاہ قلت کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم
تشابہت قلوبہم واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا
ما وجدنا علیہ آباءنا وانا لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب وقالوا ما نفقہ
کثیرا مما تقول الی غیر ذلک من مقالاتہم المستہجنۃ وکلماتہم المستقبحۃ
المحکیۃ فی کتاب اللہ تعالی ویمحی اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ کتاب
لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من رب العلمین
ما لکم کیف تحکمون ام لکم کتاب فیہ تدرسون ان لکم فیہ لما تخیرون
وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم ارداکم فاصبحتم من الخسرین ثم قال
وتقدیم اقوال الرجال علی الحدیث رد النصوص ورجم بالغیب وہو کفر بلا ریب
ولو لم یثبت الحکم الشرعی عند ذلک الکذاب المفتری علی اللہ الا بقول
الفقیہ لزم الدور او التسلسل فانہ اذا قیل لہ لم وجب الاخذ بقول الفقیہ
وما الذی رجحہ علی قول غیرہ ماذا یقول فان قال وجب الاخذ بہ وترجح علی
غیرہ بقول آخر للفقیہ ینقل الکلام الی وجوب الاخذ بقول ہذا الفقیہ الآخر
وہکذا فاما ان یدور او یتسلسل وہو باطل او ینتہی الی قول الرسول
او بفعلہ صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** جو مخاطب بات بناتا ہے اور اللہ پر جھوٹھ
باندھتا ہے سو یہ ہے جو خیال کرتا ہو کہ دلائل کو پکڑنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد

لہ اس عبارت کو مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں نقل کیا ہے ۱۲

مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی ہے اور عالی مرتبہ ہے جہان چڑہنا دشوار ہے جس کے
لوگ تمام ہوئے اور اوس کا زمانہ گذر چکا اور جب اُسپر کوئی حدیث وارد کی جاتی ہے تو
بیہودہ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا ہے پس اسپر عمل نکیا
جاویگا (اس کے جواب مین) مین کہتا ہون (جو قرآن مجید مین اللہ تعالی نے کفار کے
جواب مین فرمایا ہے) کہ ایسا ہی اون لوگون نے کہا ہے جو اُن سے پہلے تھے ان کی
بات کی طرح ان کے دل ایک جیسے ہو رہے ہین اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ اوس کی
طرف آؤ جو اللہ تعالی نے اوتارا ہے اور رسول کی طرف تو کہتے ہین کہ ہمکو وہی کافی ہے
جسپر پایا ہمنے اپنے باپ دادون کو اور ہم اُس چیز سے جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو شک
مین ہین جو بے چین کر رہا ہے اور کہتے ہین ہم تمہاری بات نہین سمجھتے ہین ایسی ہی
اور بہت سی کہتے ہین جو اللہ تعالی کی کتاب مین منقول ہین اور اللہ تعالی ان جھوٹی
باتون کو دیتا ہے اور حق کو اپنی باتون سے پختہ کرتا ہے وہ کتاب اللہ کی ایسی ہی جس کے
آگے پیچھے باطل نہین پہکتا ہے وہ خدا کی طرف سے اُتاری گئی تمہین کیا ہوا
تم کیا کہتے ہو تمہارے پاس کوئی کتاب آسمانی ہے جس مین یہ باتین پڑہتے ہو جو تم
پسند کرتے ہو تمہارے اس گمان نے جو تم خدا کے ساتھ رکھتے ہو تمہین ہلاک کر دیا ہے
سو تم نقصان والے ہوگئے اور لوگون کے اقوال کو حدیث پر مقدم کرنا حدیثون کو رد
کرنا ہے اور رجم بالغیب ہے جو بیشک کفر ہے اور اگر حکم شرعی اس کذاب مفتری کے
نزدیک بجز شہادت قول فقیہ کے ثابت نہین ہوتا ہے تو دور یا التسلسل لازم آوے گا
اس لیے کہ جب اُسکو کہا جاوے کہ اس مجتہد کی بات کو لے لینا کیون واجب ہے اور
اُسکو دوسرے مجتہد کے قول پر کس نے ترجیح دی ہے تو کیا کہیگا اگر یہ بات کہے کہ
اس فقیہ کے قول کو لے لینا دوسرے مجتہد کے کہنے سے ہے تو پھر اوس دوسرے
مجتہد کی بات لے لینے مین کلام منتقل ہوگی باین طور کہ اس کی بات کو کس کے کہنے سے
لے لیا اور اُسکو غیرون پر کس نے ترجیح دیدیا اور اسی طرح الی غیر النہایہ تک پس یا تو
دور لازم آویگا یا التسلسل اور یہ دونون امر باطل ہین اور یا قول اور فعل رسول صلے اللہ

علیہ وسلم کی طرف پھر آیا پس مدعا حاصل ہوا انتہی اور علامہ ابن القیم نے اعلام
کے خاتمہ میں لکھا ہے الفائدۃ الثامنۃ والاربعون اذا کان عند الرجل الصحیحان
او احدھما او کتاب من سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موثوق بما فیہ فھل لہ
ان یفتی بما یجدہ فیہ فقالت طائفۃ من المتاخرین لیس لہ ذلک لانہ قد یکون
منسوخا ولہ معارض او فھم دلالتہ خلاف ما یدل علیہ او یکون امر ندب فیفھم
منہ الایجاب او یکون عاما لہ مخصص او مطلقا لہ مقید فلا یجوز لہ العمل ولا
الفتیا حتی یسأل اھل الفقہ والفتیا وقالت طائفۃ بل لہ ان یعمل بہ و
یفتی بہ بل یتعین علیہ کما کان الصحابۃ رضی اللہ تعالی یفعلون اذا بلغھم
الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدث بہ بعضھم بعضا بادروا الی العمل
بہ من غیر توقف ولا بحث ولا یقول احد منھم قط ھل عمل بھذ فلان و
فلان ولو راوا من یقول ذلک لانکروا علیہ اشد الانکار وکذلک التابعون
وھذا معلوم بالضرورۃ لمن لہ ادنی خبرۃ بحال القوم وسیرتھم وطول العھد
بالسنۃ وبعد الزمان وعتقھا لا یسوغ ترک العمل بھا والاخذ بغیرھا ولو کانت
سنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسوغ العمل بھا بعد صحتھا حتی یعمل
بھا فلان وفلان لکان قول فلان وفلان عیارا علی السنن ومزکیا لھا وشرطا
فی العمل بھا وھذا من ابطل الباطل وقد اقام اللہ سبحانہ وتعالی الحجۃ
برسولہ دون آحاد الامۃ وقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتبلیغ سنتہ ودعا
لمن بلغھا فلو کان من بلغتہ لا یعمل بھا حتی یعمل بھا الامام فلان والامام
فلان لم یکن فی تبلیغھا فائدۃ وحصل الاکتفاء بقول فلان وفلان قالوا
والنسخ الواقع فی الاحادیث التی اجتمعت علیہ الامۃ لا یبلغ عشرۃ احادیث
البتۃ بل ولا شطرھا فتقدیر وقوع الخطاء فی الذھاب الی المنسوخ اقل
بکثیر من وقوع الخطاء فی تقلید من یصیب ویخطی ویجوز علیہ التناقض
والاختلاف ویقول القول ویرجع عنہ ویحکی عنہ فی المسئلۃ الواحدۃ عدۃ

اَقْوَالٍ وَّ وُقُوْعُ ۔ اَلْخَطَاءُ فِيْ فَہْمِ كَلَامِ الْمَعْصُوْمِ اَقَلُّ بِكَثِيْرٍ مِّنْ وُّقُوْعِ الْخَطَاءِ فِيْ كَلَامِ الْفَقِيْهِ الْمُعَيَّنِ فَلَا يُفْرَضُ احْتِمَالُ خَطَاءٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِالْحَدِيْثِ وَاَفْتٰى بِهٖ اِلَّا وَاَضْعَافُ اَضْعَافِهٖ حَاصِلٌ لِّمَنْ اَفْتٰى بِتَقْلِيْدِ مَنْ لَّا يُعْلَمُ خَطَاءُهٗ مِنْ صَوَابِهٖ انتہیٰ **ترجمہ** جب کسی کے پاس بخاری اور مسلم دونون ہون یا ایک ہو یا کوئی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کی (جیسے ابوداؤد یا ترمذی وغیرہ) ایسی موجود ہو جسکے نسخے پر بھروسا ہو تو کیا اوس کو ان حدیثون پر جو ان مین ہین فتوی دینا جائز ہے ایک جماعت متاخرین یعنی پچھلے لوگون کی کہتی ہے کہ جائز نہین ہے اس لیئے کہ حدیث کبھی منسوخ ہوتی ہے یا کوئی اوس کی معارض دوسری حدیث ہوگی یا اُس کے معنے وہ سمجھہ مین آئین گے جو اصلی نہین ہونگے یا اوس مین ایک امر استحباب کا حکم ہوگا اور اوس سے واجب ہونا سمجھا جاویگا یا وہ حکم بظاہر عام ہوگا اور اوس کا کوئی مخصص ہوگا یا مطلق ہوگا جسکا کوئی مقید ہوگا پس اُسپر عمل جائز نہین اور نہ اُسپر فتوی دینا جائز ہے جب تک کہ اہل فتوی اور فقہ والون سے پوچھہ نلیوے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ یون نہین بلکہ اُسپر عمل کرنا جائز ہے اور فتوی دینا درست ہے بلکہ یہی امر اُس کے واسطے لازم اور متعین ہے اس لئے کہ صحابہ ایسا ہی کیا کرتے تھے جب اُنکو کوئی حدیث پہونچ جاتی اور ایک دوسرے کو سناتا تو بلا توقف عمل کی طرف دوڑ پڑتے اور اوس کے منسوخ ہونے اور معارض کی بحث نکرتے اور کوئی اون مین سے کبھی یہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا نہین بلکہ اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اُسپر سخت انکار کرتے اور اُسپر بہت غصے ہوتے ایسا ہی تابعین کرتے رہے اور یہ بات اوسکو بالبداہت معلوم ہی جسکو ادنی احوال سیرت قوم سے کچھہ خبر ہے اور سنت کے زمانے کا دور دراز ہو جانا اور اوس کا پُرانا ہو جانا اوس کے عمل کو ترک کرنے اور اوس کے سوا اور چیزون کے لے لینے کو جائز نہین کر دیتا ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر باوجود اون کے صحت کے عمل جائز نہو جب تک کہ فلان فلان امام اوسپر عمل نکرلے تو اون لوگون کے اقوال حدیثون کی کسوٹی ٹھہرنے

اور اونکو پاک اور ستہرا کرنے والے اور اون کے عمل کیلیئے شرط مقرر ہوتی اور یہ بات بڑی باطل ہے باطل ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دستاویز بنایا ہے اور امت سے کسی ایک کو حجت نہین گردانا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثون کے پہونچانے کا حکم فرمایا ہے اور پہونچانے والے کے واسطے دعا کی ہے پہر اگر جسکو وہ حدیث پہونچے اوسکو اُسپر عمل جائز نہو جب تک کہ فلان فلان امام اُسپر عمل نکرلے تو اوس کے پہونچانے کا کچہہ فائدہ نہ تہا اسی امام کا قول کافی ہوتا (ائمہ محدثین) کہتے ہین کہ اتفاقی نسخ حدیثون کا جسپر تمام امت نے اجماع کیا ہے وہ یقیناً دس حدیث بلکہ اوس کے نصف تک بہی پہونچتا ہے پس منسوخ حدیث پر چلنے کے احتمال سے خطا اوس خطا کی نسبت بہت کم ہے جو تقلید مجتہد مین ہے جو صواب کے ساتہہ خطا بہی کرتا ہے اور اوس کے اقوال مین تناقض اور اختلاف بہی ہوسکتا ہے اور کبہی وہ بات کہتا ہے اور پہر اُس سے پہر جاتا ہے اور اُس سے ایک ایک مسئلہ مین کئی کئی مختلف روایات آئی ہین اور معصوم کی کلام سمجہنے مین خطا نہایت ہے کم اُس خطا سے جو فقیہ کے کلام سمجہنے مین واقع ہوتی ہے پس کوئی احتمال خطا کا عمل بالحدیث اور اوسپر فتوے دینے مین نہین ہے مگر اوس کئی گنا زیادہ در زیادہ فقیہ کی کلام مین خطا کا احتمال حاصل ہے جسکے صواب اور خطا معلوم نہین انتہی اور نیز علامہ **ابن القیّم** اوسی مین فرماتے ہین وَقَدْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُئِلُوْا عَنْ مَسْئَلَةٍ يَقُوْلُوْنَ قَالَ اللّٰهُ كَذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَذَا اَوْ فَعَلَ كَذَا وَلَا يَعْدِلُوْنَ عَنْ ذٰلِكَ مَا وَجَدُوْا اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَطُّ فَمَنْ تَاَمَّلَ اَجْوِبَتَهُمْ وَجَدَهَا شِفَاءً لِمَا فِي الصُّدُوْرِ فَلَمَّا طَالَ الْعَهْدُ وَبَعُدَ النَّاسُ مِنْ نُوْرِ النُّبُوَّةِ صَارَ هٰذَا عَيْبًا عِنْدَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ اَنْ يَذْكُرُوْا فِي اُصُوْلِ دِيْنِهِمْ وَفُرُوْعِهٖ قَالَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا اُصُوْلُ دِيْنِهِمْ فَصَرَّحُوْا فِي كُتُبِهِمْ اَنَّ قَوْلَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَا يُفِيْدُ الْيَقِيْنَ فِي مَسَائِلِ اُصُوْلِ الدِّيْنِ وَاِنَّمَا يَحْتَجُّ بِكَلَامِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فِيْهَا الْحَشْوِيَّةُ وَالْمُجَسِّمَةُ وَاَمَّا فُرُوْعُهُمْ فَقَنَعُوْا بِتَقْلِيْدِ مَنِ اخْتَصَرَ لَهُمْ بَعْضَ الْمُخْتَصَرَاتِ الَّتِيْ لَا يُذْكَرُ فِيْهَا نَصٌّ عَنِ اللّٰهِ وَلَا عَنْ رَسُوْلِهٖ وَلَا عَنِ الْاِمَامِ الَّذِيْ زَعَمُوْا اَنَّهُمْ

قلدوه في دينهم بل عمدتهم فيما يفتون ويقضون به وينقلون به الحقوق ويبيحون به الفروج والدماء والاموال على قول ذلك المصنف واجلهم عند نفسه وزعيمهم عند بني جنسه من يستحضر لفظ الكتاب ويقول هكذا قال وهذا لفظه فالحلال ما احله ذلك الكتاب والحرام ما حرمه والواجب ما اوجبه والباطل ما ابطله والصحيح ما صححه هذا واني لنا بهؤلاء في مثل هذه الازمان فقد دفعنا الى امر تضج منه الحقوق الى الله ضجيجا وتعج منه الفروج والاموال والدماء الى ربها عجيجا تبدل فيه الاحكام وتقلب الحلال بالحرام ويجعل فيه المعروف في اعلى مراتب المنكرات والمنكر الذي لا يشرعه الله ورسوله من افضل القربات والحق فيه غريب واغرب منه من يعرفه واغرب منهما من يدعو اليه وينصح به نفسه والناس انتهى **ترجمه**

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو وہ جواب مین کہتے اللہ تعالی یون فرماتا ہے اور اوس کا رسول یون ارشاد کرتا ہے اس سے نہ پہرتے جب تک اوس کیطرف راہ پاتے جو کوئی اونکے جوابون کو سوچے وہ اپنی سینون کی مرضون کے لئے اونکو شفا پاوے پہر جب زمانہ دراز ہوگیا اور لوگ نور نبوت سے دور پڑ گئے تو پچھلے علما کے نزدیک یہ عیب ہوگیا کہ اپنے اصول و فروع مین قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر کرین اصول دین مین تو اونہون نے صاف کہدیا ہے کہ اللہ اور اوس کے رسول کا کلام اس باب مین مفید یقین نہین ہے اسلئے وہ سند پکڑتا ہے جو ظاہر ہے یا (خدا کا جسم بتانیوالا) رہے فروعات سو اوس مین اُنہون نے ان مختصر کتابون کی تقلید پر قناعت کرلی ہے جس مین اللہ اور رسول کے قول کا ذکر نہین ہے اور نہ اُس امام کا جس کی تقلید کے وہ مدعی ہین پس اُنکا بہروسا اُون باتون مین جنپر فتوے دیتے ہین اور قضا کرتے ہین اور ایک دوسرے کو حقوق دلاتے ہین اور عورتون کے شرمگاہ اور خون حلال کرتے ہین اس کتاب کے مصنف کے قول پر ہے اور نہین بڑا بزرگ اپنے آپ مین اور سب کا کفیل اپنی ہمجنسون مین وہ ہے جو کتاب کے الفاظ کو یاد رکھے اور یون کہدے کہ اوس کتاب مین یون کہا ہے

اور اوس کے الفاظ یہ ہین پس حلال وہ ہے جسکو اس کتاب نے حلال کیا اور حرام وہ ہے جسکو اس کتاب نے حرام کیا اور واجب وہ ہے جسکو وہ واجب کرے اور باطل وہ ہے جسکو وہ باطل کرے اور صحیح وہ ہے جسکو وہ صحیح کہے یاد رکھ اس بات کو اور ہمسے ان لوگون کے ساتھہ اس زمانے مین کیونکر مقابلہ ہو سکے ہم ایسے وقت مین پیدا کئے گئے ہین کہ اس سے حقوق العباد خدا کی طرف چلا رہے ہین اور شرمگاہ اور مال اور خون (جسکو وہ ناحق حلال کر رہے ہین) اپنے رب کو پکار رہے ہین اس مین احکام بدل گئے اور حرام حلال ہوگئے جائز بات اس مین بڑے درجے کے ناجائز ہو رہے ہے اور ناجائز بات جس کو اللہ اور رسولؐ نے ناجائز بنایا ہے جائز ہو رہی ہے اور حق اس زمانے بہت کمیاب ہے اور حق کو پہچاننے والا اوس سے بھی زیادہ تر کمیاب ہے اور جو شخص کہ لوگون کو راہ حق کی طرف بلاوے اور اپنے نفس کو سمجھاوے اوس سے بھی زیادہ کمیاب ہے انتہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین فرمایا ہے فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْنَا طَاعَتَہٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ یَدُلُّ عَلٰی خِلَافِ مَذْھَبِہٖ وَتَرَکْنَا حَدِیْثَہٗ وَاتَّبَعْنَا ذٰلِکَ التَّخْمِیْنَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ انتہی ترجمہ پس اگر ہمکو رسول معصوم کی حدیث پہونچ جاوے جسکی اطاعت اللہ تعالی نے ہمپر فرض کی ہے ساتھہ سند صحیح کے جو مذہب امام کی مخالف ہو اور ہم حدیث کو چھوڑ دیوین اور اس بناوٹی بات (یعنی قول امام) کے پیچھے لگین پس ہمسے کون زیادہ تر ظالم ہے اور اُسدن ہمارا کوئی عذر نہین ہے جسدن تمام لوگ رب العلمین کے سامنے کھڑے ہونگے انتہی اور نیز شاہ صاحب نے فوز الکبیر مین فرمایا ہے اگر نمونہ یہود خواہی بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند و خوگرفتہ بتقلید سلف و معرض از کتاب و سنت و تعمق و تشدد و استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پرواشدہ باشند و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را مقتدا ساختہ باشند تماشا کن کانہم ہم انتہی یعنی اگر یہودیون کا نمونہ تو دیکھنا چاہے تو برے علماؤن کو جو دنیا کے طالب ہین اور پہلون کی تقلید کے خوگیر ہین اور کتاب اور

سنت سے روگردان ہین اور تعمق اور تشدد و ایک عالم کو سند پکڑکر کلام شارع معصوم سے بے پروا ہوگئے ہین اور موضوع حدیثون کو اور تاویلات فاسدہ کو اپنا مقتدا بنا رکہا ہے دیکھو گویا کہ یہودیہی مقلدین ہین انتہے اور امام شعرانی نے میزان مین کہا ہے ویحتمل ان الذی اضاف الی الامام ابی حنیفة انہ یقدم القیاس علی النص ظفر بذلک فی کلام مقلدیہ الذین یلزمون العمل بما وجدوہ عن امامہم من القیاس و یترکون الحدیث الذی صح بعد موت الامام فالامام معذور و اتباعہ غیر معذورین وقولہم ان امامنا لم یاخذ بھذا الحدیث لا ینتھض حجة لاحتمال انہ لم یظفر بہ او ظفر بہ لکن لم یصح عندہ وقد تقدم قول الائمة کلھم اذا صح الحدیث فھو من ھبنا ولیس لاحد معہ قیاس ولا حجة الا طاعة اللہ ورسولہ بالتسلیم لہ انتھی یعنی قیاس کا نص پر مقدم کرنا جو شخص امام اعظمؒ کی طرف منسوب کرتا ہے احتمال ہے کہ اُسنے امام کے مقلدین کی کلام مین یہ بات پائی ہوگی جو امام کے قیاس پر عمل کرنے کو واجب جانتے ہین اور صحیح حدیث کو (جو امام کی موت کے بعد صحیح ہوئی) چہوڑ دیتے ہین پس امام اس مین معذور ہے اور یہ مقلدین اون کے معذور نہین ہین اور اون کا یہ قول کہ ہمارے امام نے اس حدیث کو نہین لیا ہے حجت کی لائق نہین ہوسکتا ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ یہ حدیث امام کو نہ پہونچی ہو یا پہونچی ہو لیکن اُسکے نزدیک صحیح نہوئی ہو اور سب امامون کے قول پہلے گذر چکے ہین کہ جب کوئی حدیث صحیح کو پہونچ جاوے تو وہی مذہب ہمارا اور حدیث صحیح کے ساتھ کسی کے قیاس اور حجت کا اعتبار نہین ہے مگر اللہ اور رسول کی اطاعت ساتھ قبول کرلینے اوس کے انتہا اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین ومن الادب معہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یستشکل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بل یستشکل اراء الرجال واقوال الغیر لقولہ علیہ السلام ولا یعارض نصہ بقیاس بل یھدر الاقیسة وتلقی لنصوصہ

ولا يحرّف كلامه عن حقيقته بخيال يسمّيه اصحابه معقولا نعم هو
مجهول وعن الصواب معزول ولا يوقف قبول ما جاء به على موافقة
احد فكل هذا من قلة الادب معه وهو عين الجرءة وراس الادب
معه صلى الله عليه وسلم كمال التسليم والانقياد لامره بالقبول والصدق
دون ان يحمله بمعارضة خيال باطل يسمّيه اهله معقولا ويسمّيه شكا
او شبهة ويقدّم آراء الرجال وزيادات اذهانهم فيوحّده بالتسليم
والتحكيم والانقياد والاذعان كما وحّد المرسل بالعبادة والخضوع والانابة
والتوكل فهما توحيدان لا نجاة للعبد من عذاب الله الا بهما
توحيد المرسل وتوحيد متابعة الرسول فلا يحاكم الرسول الى غيره
فلا يرضى بحكم غيره انتهى كذا نقله في الدراسات **ترجمہ** ادب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ یہہ ہے کہ اُس کے قول مین کوئی شبہ نکیا جاوے بلکہ لوگون
کی رای اور قیاس مین شبہ کیا جاوے ساتھہ قول علیہ السلام کے اور حضرت کی نص کا
قیاس کے ساتھہ معارضہ نکیا جاوے بلکہ اوس کی نص کے مقابلہ مین تمام قیاسون کو چھوڑ
دیا جاوے اور اوس کی نص کو لے لیا جاوے اور حضرت کی کلام کو حقیقی معنے سے تحریف
نکیا جاوے ساتھہ خیالات نکمّے معقولیون کے کہ در اصل وہ مجہول ہین اور راہ
صواب سے برکنار ہین اور نہ موقوف رکھا جاوے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے
ہین کسی امام کی موافقت پر پس یہ سب بے ادبی اور عین جرئت ہے حضرت کے بہت خدمت
مبارک مین اور اصل ادب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ یہہ ہے کہ اُنکے
حکم کے کمال تسلیم اور فرمانبرداری کی جاوے پس یہہ دونون توحیدین ہین نہین نجات
ہے واسطے بندے کے اللہ کے عذاب سے مگر ساتھہ ان دونون کے توحید اللہ تعالے کی
اور توحید متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس نہ محاکمہ کیا جاوے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم طرف غیر کی اور نہ راضی ہونا چاہیے ساتھہ حکم غیر کے انتہے اور دراسات
مین لکھا ہے والامام ليس بمعصوم حتى تاوّل له الشريعة نخصوص فنترك

حَقِيقَةِ كَلَامِ الشَّارِعِ وَلَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ وَلَا رَسُولُهُ بِهٰذِهِ النُّصْرَةِ وَمَا أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ مَذْهَبٍ مِّنَ الْمَذَاهِبِ فَضْلًا عَنْ اتِّبَاعِ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ وَارْتِكَابِ التَّحَلَّاتِ لِصِحَّتِهِ انتہی **ترجمہ** امام معصوم نہین ہے تاکہ اُس کے واسطے شریعت کی نصوص کی تاویل کی جاوے اور حقیقت کلام شارع کو چھوڑ دیا جاوے اور نہین اذن دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ اُس کے رسول نے ساتھہ اس نصرت کے اور نہین حکم کیا ہمکو مطلق کسی مذہب کی تابعداری کرنیکا چہ جائیکہ مذہب معین کی تابعداری کی جاوے اور اوس کی صحت کے واسطے حیلے لگائے جاوین انتہی

اور جو دلائل کہ ہمنے دعوی ختم اجتہاد کے باطل کرنے پر بیان کیے ہین اکثر وہ بھی یہان جاری ہو سکتے ہین **نہم باین** طورکہ عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکھنا مبنی ہے وجوب تقلید امام معین پر اور تقلید امام معین کا واجب ہونا بالاجماع باطل ہے چنانچہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی معیار الحق اور اختیار الحق و بحر الزخار وغیرہ کتابون مین بہت بسط اور تفصیل کے ساتھہ مذکور ہے من شاء فلیرجع الیہا اور امام **ابن حزم** نے نبذ الکافیہ مین لکھا ہے وَقَدْ صَحَّ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ وَإِجْمَاعُ التَّابِعِينَ أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ وَإِجْمَاعُ تَبَعِ التَّابِعِينَ أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ عَلَى الْامْتِنَاعِ وَالْمَنْعِ مِنْ أَنْ يَقْصُدَ أَحَدٌ قَوْلَ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ أَوْ مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَأْخُذُ كُلَّهُ فَلْيَعْلَمْ مَنْ أَخَذَ بِجَمِيعِ أَقْوَالِ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ مَالِكٍ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ الشَّافِعِيِّ أَوْ جَمِيعِ أَقْوَالِ أَحْمَدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَلَا يَتْرُكُ قَوْلَ مَنِ اتَّبَعَ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ إِلَى قَوْلِ غَيْرِهِ وَلَمْ يَعْتَمِدْ عَلَى مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ غَيْرَ صَارِفٍ ذٰلِكَ إِلَى قَوْلِ إِنْسَانٍ بِعَيْنِهِ أَنَّهُ قَدْ خَالَفَ إِجْمَاعَ الْأُمَّةِ كُلِّهَا أَوَّلِهَا عَنْ آخِرِهَا بِيَقِينٍ لَا إِشْكَالَ فِيهِ وَأَنَّهُ لَا يَجِدُ لِنَفْسِهِ سَلَفًا وَلَا إِمَامًا فِي جَمِيعِ الْأَعْصَارِ الْمَحْمُودَةِ الثَّلَاثَةِ فَقَدِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ انتہی **ترجمہ** تحقیق صحیح ہو چکا ہے اجماع کل صحابہ کا پہلون اور پچھلون کا اور اجماع

کل تابعین کا پہلون اور پچھلون کا اور اجماع کل تبع تابعین پہلون اور پچھلون کا اوپر منع ہونے اور منع کرنے کے اس بات سے کہ کسی خاص معین آدمی کے قول کو اون مین سے قصد کیا جاوے پس اُسی کے تمام اقوال کو لے لیا جاوے پس لازم ہے کہ جان رکھے وہ شخص جو امام ابو حنیفہ کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا مالک کو تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا شافعی کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے یا احمد کے تمام اقوال کو لے لیتا ہے اور جس کی تابع ہوا اوس کے قول کو غیر کے قول کی طرف نہین اوتارتا ہے اور نہین اعتبار کرتا ہے اوسکا جو قرآن اور حدیث مین وارد ہوا اس حالت مین کہ اسکو کسی انسان معین کی قول کی طرف نہین پھیرتا ہے تحقیق اُس شخص نے مخالفت کی اجماع کل امت کے پہلے اور پچھلے کے ساتھہ یقین کے جس مین کوئی شک نہین ہے اور اوس کا اس باب مین کوئی پیشوا اور امام نہین ہے تینون زمانون بہتر مین پس تحقیق وہ شخص تابع ہوا ہے غیر راہ مسلمانون کے پناہ پکڑتے ہین ہم ساتھہ اللہ کے ایسی جگہہ سے انتہی اور ابن امیر الحاج شرح تحریر مین لکھا ہے اِنَّ القُرُونَ المَاضِيَةَ مِنَ العُلَمَاءِ اَجْمَعُوا عَلٰى اَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِحَاكِمٍ وَّ لَا مُفْتٍ تَقْلِيدُ رَجُلٍ وَاحِدٍ بِحَيْثُ لَا يَحْكُمُ وَ لَا يُفْتِيْ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الاَحْكَامِ اِلَّا بِقَوْلِهٖ انتہی یعنی پہلے گذرے ہوئے زمانون کے علمانے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ کسی حاکم اور مفتی کے واسطے ایک مرد معین کی تقلید حلال نہین ہے ایسے طور سے کہ تمام احکام مین فقط اوسی ایک ہی امام کے قول پر فتوی دیوے انتہے اور جبکہ سرے سے تقلید ہی جائز نہوئی تو پھر عمل بالحدیث کو تحقیق ائمہ پر موقوف رکہنا بنا ر فاسد علی الفاسد ہے **دہم** باین طور کہ چارون اماموں سے ثابت ہو چکا ہے اِذَا صَحَّ الحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبُنَا یعنے جب حدیث صحت کو پہونچ جاوے تو وہی ہے مذہب ہمارا جیسے کہ ابہی امام شعرانی کے کلام مین مذکور ہو چکا ہے بلکہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے میرے قول کو دیوار کے ساتھہ ٹیک مارو اور امام احمد نے فرمایا کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ مین کسی کے قول کا اعتبار نہین نہ میری تقلید کرو اور نہ

نہ مالک کے اور نہ اوزاعی اور نہ نخعی وغیرہ کے اور احکام کو قرآن و حدیث سے لوجہان سے اونہون نے لیا انتہی کذا ذکرہ الامام الشعرانی فی الیواقیت پس ان چارون امامون کے اقوال سے صاف ثابت ہوگیا کہ حدیث صحیح کے ساتھہ عمل کرنا ائمہ کی تحقیق اور تنقیح پر موقوف نہین ان مین سے یہ کسی نے نہین فرمایا کہ حدیث صحیح پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف ہے بلکہ مدار عمل بالحدیث سب امامون نے فقط صحت ہی کو ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ صحیح حدیث پر عمل کرنا تحقیق ائمہ پر موقوف نہین ہے بلکہ مدار عمل بالحدیث فقط صحت ہی ہے ولس **یازدھم** باین طور کہ تمام حنفیہ کے نزدیک نص عام پر عمل کرنا قبل بحث و تفتیش مخصص کے جائز بلکہ واجب ہے یہانتک کہ اُسپر قرون ثلثہ کے اجماع منعقد ہونے کا دعوے کرتے ہین چنانچہ مسلم الثبوت اور اوس کی شرح فواتح الرحموت مین لکھا ہے یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِالْعَامِّ قَبْلَ الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ وَ اسْتِقْصَاءٍ وَّ تَفْتِیْشٍ عِنْدَنَا وَ عَلَیْهِ الصَّیْرَفِیُّ وَالْبَیْضَاوِیُّ وَالْاُمَوِیُّ وَیَلُوْحُ اٰثَارُ رِضٰی صَاحِبِ الْمَحْصُوْلِ ثُمَّ قَالَ وَبِالْجُمْلَةِ لَمْ یُنْقَلْ مِنْ وَّاحِدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ قَطُّ التَّوَقُّفُ فِی الْعَامِّ اِلَی الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ کَذَا فِی الْقَرْنِ الثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَالْحَنَفِیَّةُ یُوْجِبُوْنَ الْعَمَلَ بِهٖ قَبْلَ الْبَحْثِ فِی الْعَامِّ عَنِ الْمُخَصِّصِ وَلَا اِنْکَارَ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ فِی الْمُنَاظَرَاتِ عَلٰی مَنْ تَمَسَّکَ بِالْعَامِّ قَبْلَ الْبَحْثِ فَاسْتَقَرَّ هٰذَا الْمَذْهَبُ اِلَی الْاٰنَ فَاَیْنَ الْاِجْمَاعُ وَقَدْ تَقَدَّمَ النَّقْلُ عَنِ الْقَاضِی الْاِمَامِ اَبِیْ زَیْدٍ مِّنْ اَنَّ التَّوَقُّفَ مُبْتَدِعٌ بَعْدَ الْقَرْنِ الثَّالِثِ انتہی حاصل اس کلام کا یہہ ہے کہ حنفیون کے نزدیک نص عام پر عمل کرنا بدون بحث و تحقیق مخصص کے جائز بلکہ واجب ہے اور اُس مین توقف کرنا کسی ایک صحابی سے بھی منقول نہین ہے بلکہ اُس مین توقف کرنا مبتدع ہے بعد قرن ثالث کے پیدا ہوا انتہی وعلی ھذا القیاس اسی طرح نص منسوخ پر عمل کرنا بدون بحث و تفحص ناسخ کے حنفیہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ مسلم الثبوت مین لکھا ہے مَذْهَبُ الْحَنَفِیَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْحَاجِبِ لَا یَثْبُتُ حُکْمُ النَّاسِخِ بَعْدَ تَبْلِیْغِ جِبْرِیْلَ قَبْلَ

ف مدار عمل بالحدیث فقط صحت ہی بقول چاروں اماموں کے۔

تَبْلِيغِهِ إِلَى الْأُمَّةِ لَنَا وَاقِعَةُ أَهْلِ الْقُبَاءِ فَإِنَّهُمُ اسْتَدَارُوا وَمَا أَعَادُوا
انتہی یعنی مذہب حنفیون اور حنبلیون کا اور اوسی کو اختیار کیا ہے ابن حاجب نے
یہ ہے کہ حکم ناسخ کا ثابت نہین ہوتا ہے بعد تبلیغ جبرئیل کے قبل پہنچانے اوس کے
طرف امت کی دلیل ہماری قصہ اہل قبا کا ہے پس تحقیق وہ نماز ہی مین قبلہ کیطرف
پہر گئے اور نماز کو نہ دوہرایا انتہی اور جب کہ حنفیہ نص عام پر اور نص منسوخ پر بدون
بحث اور تحقیق مخصص اور ناسخ کے عمل کرنا جائز بلکہ واجب جانتے ہین باوجود ہونے
مخصص اور ناسخ کے دلیل مستقل اولاً اربعہ سے اور ناسخ قوی عمل سے تو پہر اب
حدیث صحیح پر عمل کرنا بدون تحقیق وتفتیش اقوال ائمہ کے کیسے ناجائز ہوسکتا ہے
اور تحقیق وتاویل مجتہد کی نص مخصص اور ناسخ کے برابر کیسے ہوسکتے ہے بیّنوا توجروا
دوازدھم باین طور کہ ہم بطور معارضہ کے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث پر عمل کرنا تو عین ایمان واصل اسلام ہے پس جو شخص یہ بات کہے کہ حدیث
پر عمل کرنا گمراہی ہے وہ شخص ہرگز ہرگز مسلمان نہین ہوا اور نہ اوس کے دین ایمان کا کچھ
اعتبار ہے اوسکو لازم ہے کہ اس قول سے جلدی توبہ کرے ایسا نہو کہ بغتةً ناگہان
سر پر موت آجاوے اور ایمان سے خالی ہاتھ جاوے یہ نصیحت اور خیر خواہی کے طور سے
ہمنے یہ بات کہی ہے آیندہ اوسکو اختیار ہے خواہ توبہ کر لیوے خواہ بے ایمان ہوکر
مرے **ہان** یہ بات کہنی صحیح ہے کہ امام اعظم کے اجتہادات اور اقوال پر بلا تحقیق
دلیل وماخذ کے عمل کر لینا حسن ظن تو ہے مگر شقاوت اور ضلالت سے خالی نہین اس لئے
کہ جب اون کی اجتہادات پر بلا تحقیق کے عمل کیا تو ایک نہ ایک دن خدا ورسول کے
خلاف مین پہنسکر اپنے ایمان کو کہو بیٹہے گا وما علینا الا البلاغ **سیزدھم**
باین طور کہ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وغیرہ آیات قرآنیہ مین خدا ورسول
کی اطاعت کا حکم آچکا ہے اور جب کہ بغیر تحقیق ائمہ کے قرآن وحدیث پر عمل کرنا
جائز نہوا تو یہ سب آیتین بیکار ہوگئین نعوذ باللہ من ذلک اور اگر عمل بالحدیث تحقیق
ائمہ پر موقوف ہوتا تو پہر رسول ؐ کی اطاعت کے حکم کرنیکا کیا فائدہ تھا بلکہ مجتہدین کی

تقلید کا حکم ہوتا یعنی طور اطیعوا ابا حنیفہ ؒ اوسکی کی اطاعت مین رسول کی اطاعت بھی آجاتی پس ان وجوہ سے باطل اور فاسد ہوگیا یہ مغالطہ مقلدین کا کہ حدیث پر عمل کرنا حسن ظن تو ہے مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین اور جو کہ رسول کی حدیث پر عمل کرنے کو حماقت اور تکبر ٹھہراوے وہ شخص بھی اگر اپنے آپ کو مسلمان سمجھے تو اوس سے بڑھکر تمام جہان مین کوئی سفیہ اور بیوقوف نہین ہے نعوذ باللہ من ذالک استغفر اللہ **مغالطہ پنجم** اور ایک مغالطہ مقلدین حنفیہ حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث صحیح مین کئی احتمالات مین احتمال ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو (۲) احتمال ہے کہ اوس کے معارضہ مین اوس سے بڑھکر اقوی حدیث موجود ہو (۳) احتمال ہے کہ وہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا جس کے حق مین وارد ہوئی ہے اوس سے مخصوص ہو (۴) احتمال ہے کہ اگر عام ہو تو مخصوص البعض ہو (۵) احتمال ہے کہ مؤول ہو ان احتمالون کی سبب سے حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ احتمالات خمسہ (باستثناء احتمال چہارم) ہر حدیث مین جائز رکھنے محض وہم اور مجرد تخمین ہے جسپر کوئی دلیل نہین اور وہم محض جو کسی دلیل سے پیدا نہو لائق التفات و اعتبار نہین ہے رہا احتمال چہارم سو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تخصیص فقط اسی قدر تاثیر رکھتی ہے کہ عام کو قطعی الدلالۃ رہنے ندے نہ یہ کہ پایۂ عمل و اعتبار سے ساقط کر ڈالے اگر ایسا ہو تو لغت اور شرع سے امان اوٹھ جاوے اور اکثر خطابات شارع بیکار ہو جاوین چنانچہ توضیح و تلویح وغیرہ مین مصرح ہے اور **ثانیاً** یہ احتمالات کتب فقہ کی روایات مین حدیث سے بڑھکر ہین مثلاً اگر حدیث مین نسخ کا احتمال ہے تو اقوال مجتہد (جنکے مجموعہ کا نام فقہ ہے) مین بھی رجوع کا احتمال ہے اور اگر حدیث مین تعارض کا احتمال ہے تو اقوال المجتہدین مین اوسی دس گنا بڑھکر تعارض موجود ہے ایک امام ابو حنیفہ سے مثلاً محمد کچھہ روایت کرتے ہین اور ابو یوسف کچھہ اور حسن اور زفر کچھہ اور پھر ایک ایک مسئلہ مین تین تین چہار چہار روایات آئی ہین **ثالثاً** ان احتمالات کا تدارک اور فیصلہ کتب حدیث مین بخوبی ہو چکا ہے کتب حدیث مین سب حدیثون منسوخہ کو الگ کر دیا ہے اور احادیث

متعارضہ مین تطبیق یا ترجیح بہی دیگئی ہے اس کی شہادت مین علامہ **ہارون بہاؤالدین** کی کلام نقل کی جاتی ہے قال العلامۃ ہارون بن بہاؤالدین المرجانی الحنفی فی کتاب ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق والذی یقولہ المخاطب ویفتری بہ الکذب علی اللہ انہ یزعم ان التمسک بالادلۃ انما ہو وظیفۃ المجتہد والاجتہاد ملکۃ راسخۃ وبصیرۃ شریفۃ ورتبۃ عظیمۃ صعبۃ المرتقی واہلہ قد انقرض وزمانہ قد مضی وکل آیۃ وحدیث وخبر مخالف لقول اصحابنا لا یجوز العمل بہ ویقدم اقوال الفقہاء علی الحدیث لاحتمال ان یکون موضوعا او منکرا ولو ثبت فیحتمل ان یکون منسوخا او مقیدا او مؤولا او معارضا **ترجمہ** اور جو مخاطب بات بناتا ہے اور اللہ تعالی پر جہوٹھ باندہتا ہے سو یہ ہے کہ خیال کرتا ہے کہ دلائل کو پکڑنا اور اوسی مسائل استنباط کرنا مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ جہان چڑہنا دشوار ہے جس کے لوگ تمام ہوئے اور اوس کا زمانہ گذر چکا اور جو آیت یا حدیث ہمارے فقہا کے قول سے مخالف ہو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے او فقہا کے قول حدیث پر مقدم ہین اس لئے کہ حدیث مین یہ احتمال ہے کہ موضوع ہو یا منکر ہو اور اگر صحیح بہی ہو تو اوس مین یہ احتمال ہے کہ منسوخ ہو یا مخصوص ہو یا مقید ہو یا موول ہو ثم قال واذا اورد علیہ الحدیث یہذی ویقول انہ لم یاخذ بہ الفقیہ والمجتہد فلا یعمل بمقتضاہ قلت کذلک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم یعنی پہر کہا کہ جب اوس مقلد پر حدیث وارد کی جاتی ہے تو بیہودہ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا ہے پس اسپر عمل نہوگا (اسکے جواب مین) مین کہتا ہون (جو قرآن مجید مین خدای تعالی نے کافرون کے جواب مین کہا ہے) کہ ایسا ہی اُن لوگون نے کہا ہے جو انسے پہلے تہے انکے بات کی طرح انکے دل ایک جیسے ہو رہے ہین آخر تک جو آیتین اوپر گذر چکے ہین ثم قال والذی اجمع علیہ الائمۃ واتفق علیہ کلمۃ فقہاء الامۃ ان ما صح من خبر الواحد فضلا عن الکتاب والسنۃ المتواترۃ

والمشهورة اذا لم يعرف مخالفته لما هو فوقه وهو في حادثة لا تعم به البلوى ولم يكن متروك المحاجة عند الحاجة فهو حجة لازمة والعمل به واجب لا محالة وكتب الاصول والفروع بنقله مشحونة والآيات والاحاديث الدالة على وجوب ذلك غير محصورة وانما الشذ وذ خالفوا فيما تعم به البلوى وفي متروك المحاجة عند الحاجة وهم يمنعون عن العمل بقول لم يعرف دليله وان صح عنهم نقل الفتوى به فكيف اذا لم يرفع اليهم بنقل صحيح وكان مخالفا للحديث الصحيح **ترجمہ** اور جس بات پر تمام اماموں اور فقہاء ہت کا اتفاق ہے سو یہ ہے کہ جو حدیث صحیح خبر واحد (جو ایک راوی کی نقل سے ثابت ہو) چہ جائیکہ کتاب اللہ ہو یا حدیث متواتر یا حدیث مشہور جب وہ اپنے اوپر کے درجے کی نص کے مخالف نہو اور وہ ایسے موقع مین وارد ہو جس سے اکثر لوگون کا کام نہ پڑے اور ایسے بہی نہو جسپر ضرورت کے وقت عمل چہوٹ گیا ہو تو وہ حجت لازم ہے اور اُسپر عمل واجب ہے کتب اصول (علم قواعد استنباط کا نام ہے) اور فروع (فقہیات وغیرہ) اس مسئلے کی نقل سے پُر ہین اور آیات اور احادیث اس کے وجوب پر حد سے زیادہ ہین اور سوا اس کے نہین کہ فقط چند نادر لوگون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے سو وہ بہی ایسی حدیث مین ہے جنمین عام لوگون کا کام پڑے اور اُسپر ضرورت کے وقت عمل نہوا ہو یہ لوگ بلا دلیل قول پر عمل کرنے سے منع کرتے ہین اگرچہ اونکا فتوی دینا نقل صحیح سے لوگون کو پہونچ جاوے پس چہ جائیکہ وہ فتوی نقل صحیح ان تک نہ پہونچے اور حدیث صحیح کے مخالف ہو انتہی قال ومن مذهبه الردي ان التمسك بالادلة انما هو وظيفة المجتهد والحديث في اصله كلام الرسول المعصوم الذي لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى علمه شديد القوى وانما يتطرق اليه مظنة تلك الشبهات من الوضع والنكارة والضعف يدفعه صحة سنده وثبوت نقله اما برفع اسناده الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل الثقة عن الثقة سالما عن الشذوذ والعلة و

تَفْتِيْشِ رِجَالِهِ وَالْبَحْثِ عَنْ اَحْوَالِ رُوَاتِهِ وَاِمَّا بِوِجْدَانِهِ فِي الْاُصُوْلِ الْمُعْتَبَرَةِ وَالْجَامِعِ الْمُعْتَمَدَةِ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا اور یہ اُس مقلد کا ردّی اور نکما مذہب ہے کہ دلیل سے استدلال کرنا مجتہد ہی کا کام ہے (اس لیے) کہ حدیث در اصل رسول معصوم کی کلام ہے جو اپنی خواہش نفس سے کچھ نہین کہتا ہے جو وہ کہتا ہے وہ وحی ہوتی ہے بڑی قوت والی نے سکھائی ہے (یعنی جبریل نے) اس حدیث مین جو شبہ راہ پاتے ہین کہ موضوع ہو یا منکر ہو یا ضعیف ہو تو اوس کی سند کی راہ سے اور راویون کے حالات کی وجہ سے آپہنچتے ہین اور جو احتمالات پیچھے ذکر ہوئے (یعنی منسوخ یا مخصوص یا مقید یا موول ہونا) یہہ اوس کی وجوہ دلالت اور معانی کو عارض ہوتی ہے (سو جواب اس کا یہہ ہے) کہ احتمال موضوع اور منکر ہونے کو اوس کی سند کا صحیح ہونا اور راوس کی نقل کا ثبوت کو پہنچنا دفع کر دیتا ہے اور اس احتمال کو باطل کر دیتا ہے یا تو اوس کی سند بواسطے نقل ثقات کے جو علت اور شذوذ سے خالی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کر اور اوس کے رجال کے احوال مین خوب بحث و تفتیش کو عمل مین لا کر اور یا صحیح نسخون اور معتبر کتابون جامعہ مین اوس کو پا کر **ثُمَّ قَالَ** وَقَوْلُ الْفُقَهَاءِ يَحْتَمِلُ الْخَطَأَ فِي اَصْلِهِ وَغَالِبُهُ خَالٍ عَنِ الْاِسْنَادِ الْكَثِيْرِ وَرَفْعِهِ بِطَرِيْقٍ مَقْبُوْلٍ مُعْتَمَدٍ عَلَيْهِ وَكُلُّ احْتِمَالٍ ذُكِرَ فِي الْحَدِيْثِ قَائِمٌ فِيْهِ فَاِنَّهُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ مَوْضُوْعًا قَدِ افْتُرِيَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ اَلَا تَرَى اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيَّ وَاَبَا الْعَبَّاسِ الْاَصَمَّ وَغَيْرَهُمَا رَوَوْا عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَكَمِ اَنَّهُ سَمِعَ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ فِي اِتْيَانِ الْمَرْاَةِ مِنْ دُبُرِهَا مَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَحْلِيْلِهِ وَلَا تَحْرِيْمِهِ شَيْءٌ وَالْقِيَاسُ اَنَّهُ حَلَالٌ وَحُكِيَ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ اَبَاحَ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ وَكَذَا اَمْثَالُهُ عَنْ غَيْرِهِ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ عَلَيْهِمْ وَقَدْ حَكَى اَبُوْ نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ اَنَّ الرَّبِيْعَ كَانَ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ كَذَبَ ابْنُ الْحَكَمِ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي ذٰلِكَ وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وُجُوْبُ الْحَدِّ عَلٰى مَنْ وَطِئَ بِنِكَاحِ الْمُتْعَةِ یعنی پھر علامہ ہارون نے فرمایا کہ فقہا کا قول سرے سے محتمل خطا ہوتا ہے اور نیز اکثر وہ اسناد سے خالی ہوتا ہے یعنی بے سند

ہوتا ہے حدیث کی طرح اوس کی سند مسلسل متصل نہین ہوتی ہے اور اس امر سے کہ وہ بطریق مقبول و معتبر مجتہد کی طرف پہونچے اور سب احتمالات جو حدیث مین ذکر کئے گئے ہین سو وہ سب احتمالات فقہ مین موجود اور قائم ہین اس لیے کہ مجتہد کا قول موضوع ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ کسی نے مجتہد پر افترا کیا ہو۔ (راقم کہتا ہی جب کہ کذاب اور جھوٹے لوگ پیغمبر معصوم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کر چکے ہین اور موضوع حدیثین گھڑکی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر چکے ہین تو پھر اور لوگون مجتہدین وغیرہ پر افترا کرنا تو بطریق اولی ہوسکتا ہے) کیا تو نے نہین دیکھا کہ طحاوی اور ابوالعباس اصم وغیرہ نے محمد بن حکم سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام شافعی سے سنا کہ عورت کی دبر مین دخول کرنے مین کوئی حکم حلال یا حرام ہونے کا نہین آیا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ حلال ہو اور امام مالک سے منقول ہے کہ اوس نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہی ایسا ہے اور لوگون سے منقول ہی جو انپر موضوع اور افترا ہے اور ابونصر بن صباغ نے بیان کیا کہ ربیع قسم کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابن حکم نے اس بات مین جھوٹ بولا ہے اور امام شافعی پر افترا کیا ہے اور امام مالک کے مذہب مین نکاح متعہ مین حد مارنا واجب ہے

فائدہ راقم کہتا ہے کہ یہ افترا امام مالک پر ہدایہ شریف (جسکو حنفیہ قرآن وحدیث کے برابر سمجھتے ہین) مین بھی موجود ہے اور ہدایہ کے شارحین اس کو کذب اور جھوٹ سمجھتے ہین الفاظ ہدایہ کے یہ ہین وَقَالَ مَالِکٌ ہُوَ جَائِزٌ یعنی امام مالک نے کہا کہ نکاح متعہ جائز ہے اور شیخ الحنفیہ ابن ہمام اوسکو کذب سمجھتا ہے چنانچہ اوس نے **فتح القدیر** حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے نِسْبَتُہٗ اِلٰی مَالِکٍ غَلَطٌ وَلَا خِلَافَ فِیْہِ بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ وَعُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ اِلَّا طَائِفَۃً مِّنَ الشِّیْعَۃِ انتہی یعنی نکاح متعہ کے جائز ہونے کو امام مالک کی طرف نسبت کرنا غلط ہے اور اس مسئلہ مین بجز شیعہ کے کسی کا علما و ائمہ سے اختلاف نہین ہے اور **عینی حنفی** نے بھی **شرح ہدایہ** مین اس بات کو رد کر دیا ہے چنانچہ لکھا ہے قَالَ الْاَکْمَلُ مُعْتَذِرًا عَنِ الْمُصَنِّفِ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ شَمْسُ الْاَئِمَّۃِ الَّذِیْ اَخَذَ مِنْہُ الْمُصَنِّفُ وَجَدَ قَوْلًا لِمَالِکٍ فِیْ جَوَازِہَا قُلْتُ

لَمْ يُذْكَرْ فِي كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ اَنَّهَا تَجُوزُ یعنی اکمل نے صاحب ہدایہ کی طرف سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ احتمال ہے کہ شمس الائمہ (جس سے صاحب ہدایہ نے یہہ بات نقل کی ہے) نے کوئی قول امام مالک کا متعہ کے جواز مین پایا ہوگا مین کہتا ہون (عینی کا قول ہے) کہ مالکیون کی کسی کتاب مین اس کا جواز پایا نہین جاتا ہے اور ہمارے زمانے کے بڑے مشہور حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی حنفی نے بھی اس بات کو رد کر دیا ہے چنانچہ اپنے رسالہ مذیلۃ الدرایہ مین اُس کو اُن غلطیون سے شمار کیا ہے جو نصف اول ہدایہ مین واقع ہوئی ہین چنانچہ لکھتے ہین قَالَ الْكَاكِي هٰذَا سَهْوٌ فَاِنَّ الْمَذْكُورَ فِي كُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَرَدَّهُ الْعَيْنِيُّ اَيْضًا بِاَنَّهُ لَمْ يُذْكَرْ فِي كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ رِوَايَةُ جَوَازِهِ وَبِالْاِحْتِمَالِ نَقْلُ قَوْلِ الْاِمَامِ غَيْرُ مُوَجَّهٍ یعنی کاکی نے کہا کہ یہ صاحب ہدایہ کی سہو ہے اس لئے کہ مالکیون کی تمام کتابون مین متعہ کا حرام ہونا مذکور ہے اور عینی نے بھی اوسکو رد کر دیا ہے باین طور کہ مالکیون کی کسی کتاب مین اس کے جائز ہونے کا ذکر نہین ہے اور محض احتمال سے کسی امام کا قول نقل کر دینا اچھی بات نہین ہے انتہی ثُمَّ قَالَ وَيَكُونُ مُنْكَرًا لِاتِّهَامِ نَاقِلِهِ وَضَعِيفًا لِاضْطِرَابِ رَاوِيهِ كَرِوَايَةِ اَبِي عِصْمَةَ نُوحِ ابْنِ مَرْيَمَ فَاِنَّ رِوَايَاتِهِ اَنْكَرُوهَا عَلَيْهِ وَرِوَايَاتِ هِشَامِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيِّ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ فَاِنَّهُ كَانَ يَضْطَرِبُ فِي رِوَايَاتِهِ قَالَ الْقَاضِي اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الضَّمِيرِيُّ كَانَ مَعَ عَظِيمِ شَانِهِ لَيِّنًا فِي الرِّوَايَةِ سَمِعْتُ الشَّيْخَ اَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ ابْنَ مُوسٰى يَذْكُرُ عَنْ اَبِي بَكْرٍ الرَّازِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ اَنْ يُقْرَاَ عَلَيْهِ الْاَصْلُ بِرِوَايَةِ سُلَيْمَانَ اَوْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَمَاعَةَ لِصِحَّتِهِمَا وَضَبْطِهِمَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُقْرَاَ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ هِشَامٍ لِمَا فِيهِ مِنَ الْاِضْطِرَابِ انتہی وَاَمْثَالُ ذٰلِكَ كَثِيرَةٌ خُصُوصًا عِنْدَ تَنَزُّلِ الزَّمَانِ وَشُيُوعِ الْكِذْبِ وَالْهَذَيَانِ یعنی پھر علامہ ہارون نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ قول مجتہد کا منکر ہو واسطے متہم ہونے اوس کے راوی کے اور احتمال ہو کہ ضعیف ہو واسطے ضعیف ہونے راوی اوس کے کے جیسے کہ ابو عصمہ نوح ابن مریم کی

روایات ہین اوس کی روایات کا علمانے انکار کردیا ہے یعنی اونکو نہین مانا ہی ایسے ہی ہشام بن عبداللہ کی روایات اس کی روایات مین اضطراب اور اختلاف ہے قاضی ابو عبداللہ ضمیری نے فرمایا کہ یہ شخص باوجود بزرگی شان کے روایت مین ڈہیلا تھا مین نے شیخ ابوبکر سے سنا کہ وہ ابوبکر رازی سے نقل کرتے تھے کہ امام محمد کی کتاب جو سلیمان یا محمد بن سماعہ کی روایت سے منقول ہے پڑہنے کو کہتے اور جو ہشام کی روایت سے منقول ہے اوس کے پڑہنے کو پسند نکرتے اسواسطے کہ اسمین اختلاف ہے اس کی مثالین بہت ہین خصوصا زمانہ کے تنزل کیوقت مین اور جہوٹہ اور بہو وہ پہیل جانے کے وقت مین ثُمَّ قَالَ ...... کَوَصَحَّ وَثَبَتَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَنْسُوخًا قَدْ رَجَعَ عَنْهُ وَأَفْتَى بِخِلَافِهِ فَإِنَّ كُلًّا مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ وَمَالِكٍ وَشَافِعِيٍّ وَأَحْمَدَ وَغَيْرِهِمْ قَدْ رَجَعُوا مِنْ أَقْوَالٍ إِلَى أَقْوَالٍ بِمَا تَرَجَّحَتْ عِنْدَهُمْ مِنْ شَوَاهِدَ دَلَائِلَ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مُؤَوَّلًا أَلَا تَرَى إِلَى مَالِكٍ فَإِنَّهُ نَصَّ فِي كِتَابِهِ عَلَى وُجُوبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ وَصَرَفَهُ أَصْحَابُهُ عَنْ ظَاهِرِهِ وَحَمَلُوهُ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَنَّهُ حَقٌّ مُتَأَكَّدٌ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو عُمَرَ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ هُوَ مُؤَوَّلٌ أَيْ وَاجِبٌ فِي السُّنَّةِ أَوْ فِي الْمُرُوَّةِ أَوْ فِي الْأَخْلَاقِ الْجَمِيلَةِ كَقَوْلِ الْعَرَبِ وَجَبَ سُنَّةً حَقُّكَ ثُمَّ أَخْرَجَ بِسَنَدِهِ عَنْ أَشْهَبَ أَنَّ مَالِكًا سُئِلَ عَنْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَوَاجِبٌ هُوَ قَالَ هُوَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوفٌ یعنی پہر علامہ ہارون نے فرمایا پہر اگر قول مجتہد کا صحیح و ثابت بہی ہو جاوے تو اوسمین احتمال ہے کہ منسوخ ہو جس سے مجتہد نے رجوع کرلیا ہو اور اوس کے برخلاف فتوی دیا ہو یہ اسواسطے کہ ہر ایک نے چارون اامون وغیرہم سے اپنے اقوال سے رجوع کرلیا ہے ان اقوال کی طرف جو انکے نزدیک دلائل سے مرجح ٹہر گئے اور نیز قول مجتہد کا یہ بہی احتمال رکہتا ہے کہ موول ہو کیا تونے نہین دیکہا کہ امام مالک نے اپنی کتاب (موطا وغیرہ) مین جمعہ کے دن غسل کرنے کو واجب کہا ہے اور اون کے مقلدین نے اوسکو ظاہر معنے سے پہیر کر اس معنی پر حمل کیا ہے کہ مراد اون کی یہ ہے کہ وہ حق اور سنت ہے چنانچہ حافظ ابو عمر و

ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ قول مؤول ہے یعنی سنت اور مروت اور اخلاق حسنہ کے رو سے واجب ہے کہ اوس نے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا حکم پوچھا کیا واجب ہے امام مالک نے کہا کہ وہ سنت ہے اور دین مین معروف ہے **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین امام اعظم کے بہت اقوال ایسے ہین کہ مقلدین حنفیہ نے اوس کی تاویل کر دی ہے اور ظاہر معنے چہوڑ کر اوس سے کچہہ اور مراد رکھی ہے چنانچہ ناظر کتب فقہ پر یہ بات مخفی نہین ہے **ثُمَّ قَالَ** أَوْ يَكُونُ مُخَصَّصًا أَوْ مُقَيَّدًا فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ نَصَّ عَلَى أَنَّ الْإِشْعَارَ مَكْرُوهٌ وَحَمَلَهُ الطَّحَاوِيُّ عَلَى إِشْعَارِ أَهْلِ زَمَانِهِ وَرُبَّمَا يَكُونُ مُعَارِضًا وَلَا مَحَالَةَ مِنْ مُعَارَضَةِ قَوْلِ غَيْرِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ يعنی پہر علامہ ہارون نے کہا کہ مجتہد کے قول مین یہہ بہی احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو دیکہو امام ابوحنیفہ نے اشعار کو عام اور مطلق طور پر مکروہ کہدیا ہے اور طحاوی حنفی نے اوسکو مقید کیا ہے اور اپنے زمانہ کے مروج اشعار پر محمول کیا ہے اور نیز کبہی مجتہد کا قول آپس مین معارض بہی ہوتا ہے (اگر اپنے قول سے تعارض نہو) تو اس سے چارہ نہین کہ دوسرے مجتہد کے قول سے معارض ہو یعنی ایک مجتہد کا قول دوسرے کسی نکسی مجتہد کے قول سے تو ضرور ہی معارض ہوگا **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ علامہ ہارون کی کلام سے ثابت ہوگیا کہ یہ سب ہی احتمالات فقہ مین موجود ہین بلکہ فقہ مین تو ایسا اندہیر پڑا ہوا ہے کہ جسکا کچہہ تدارک ممکن نہین ہے اکثر مسائل فقہ مین امام صاحب وصاحبین کا اختلاف ہے یہانتک کہ دو ثلث مذہب مین صاحبین امام صاحب سے جدا ہو گئے ہین اور نیز ایک ہی امام صاحب سے ایک ایک مسئلہ مین مختلف روایات آئی ہین مثلاً گہوڑے کے جوٹہے مین امام صاحب سے چہار روایات آئی ہین اور پہر اون کی تطبیق یا ترجیح کی کوئی صورت بیان نہین کی گئی ہے اور نہ اونکے واسطے کوئی قواعد اور اصول مقرر ہوئے ہین جنسے اونمین تطبیق یا ترجیح دیجا دے اور نیز مسائل مفتی بہا مین سخت اختلاف ہے کسی کے نزدیک کوئی مسئلہ مفتی بہ ہے اور کسی کے نزدیک کوئی مسئلہ مفتی بہ ہے اور پہر وہ مفتی بہی مجہول ہے اُسکا کچہہ حال

یا جیسے عربی لوگ کہتے ہین تیرا حق واجب ہوا یعنی ثابت ہوا (اس تاویل کی تائید مین) اپنی سند کے ساتھ اشہب سے نقل کیا ہے

معلوم نہین کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے اور پھر اوسکو کونسی وجہ ترجیح کی نظر آئی جسکے سبب سے اوس نے اُس مسئلہ کو مفتی بہ ٹھہرایا آور نیز صدہا اقوال ہین صاحبین کے قول پر فتوی دیدیا ہے اور امام صاحب کا قول متروک کر دیا گیا ہے آور نیز احتمال ہے کہ امام صاحب نے اپنے اُس قول سے رجوع کیا ہوا ور احتمال ہے کہ مؤول ہو اور احتمال ہے کہ موضوع ہو کسی نے افترا کرکے اونکی طرف نسبت کر دیا ہو اور احتمال ہے کہ منکر ہو واسطے متہم ہونے راوی کے اور احتمال ہے کہ ضعیف ہو واسطے ضعیف ہونے راوی کے اور احتمال ہے کہ مخصص ہو یا مقید ہو اور احتمال ہے کہ معارض ہو اگرچہ دوسرے کسی مجتہد کے قول سے بلکہ اس سے تو کسی طرح چارہ نہین آور نیز مجتہد کا قول در اصل خطا کا احتمال رکھتا ہے لان المجتہد یخطی ویصیب آور نیز اکثر مجتہد کا قول بے سند ہوتا ہے یعنی حدیث کی طرح اوس کی کوئی اسناد مسلسل نہین ہوتی ہے بلکہ اگر فقہ کی اسناد اور احوال رواۃ کے تحقیق وتنقید کے موافق قواعد وضوابط اصول حدیث وفقہ کے کیجاوے تو امید نہین ہے کہ فقہ کا کوئی ایک مسئلہ بہی امام سے ثابت ہو اور پھر اون کے بعد فقہاء مقلدین متاخرین کا تو کچھہ اور ہی حال ہے کوئی کچھہ کہتا ہے اور کوئی کچھہ کہتا ہے کسی مقلد کا کوئی خیال ہے اور کسی متعصب کی کچھہ مقال ہے اور نیز کتب فقہ مین معتزلہ وجبریہ وقدریہ وغیرہ مذاہب باطلہ کے اقوال وروایات بہی بہت ملگئے ہین مثلاً صاحب قنیہ کہ باعتراف صاحب اشباہ والنظائر کی معتزلی مذہب ہے پہر بھی فقہ مین اوس کے بہت مسائل غلط ملط ہوگئے ہین آور نیز عبد القادر بدایونی حنفی نے بوارق شیخ نجدی مین لکہا ہے اندراج خوارج ومعتزلہ درکتب حنفیہ زائد از حد ست ہزاران ہزار خوارج ومعتزلہ در فروع فقہیہ حنفی مذہب بودہ اند تلامذہ خاص امام اعظم وابو یوسف متمذہب بمذاہب باطلہ گذشتہ وہزاران ہزار روایت از انکسان مطابق مذہب ایشان درکتب فتاوی دخل ست انتھی

آور نیز صدہا مسائل فقہ کی کتابون مین ایسے ہین کہ اونکی دلیل کتاب وسنت مین کہین پائی نہین جاتی ہے آور نیز صدہا چیزونکو فقہ مین ناجائز ٹھہرایا اور ہزار ہا امور کو جائز وحلال بتایا ہو مگر اوس کی دلیل کا کہین بہی پتہ نہین ملتا نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے اور نیز

اجماع امت سے اور نیز فقہ مین کوئی ایک بہی ایسی کتاب نہین ہے جس مین کہ اوسکے مصنف نے صحت کا التزام کیا ہو پس فقہ کی کتابین حاطب اللیل (جو رات کو ایندہن بناتا ہے اور اوس مین سانپ بچہو سوکہی گیلی سب بہر لاتا ہے) کا ایندہن ہین پس ایک نہ ایک دن اوسکو سانپ یا بچہو ضرور ہی کاٹ کہائیگا ایسے ہی کتب فقہ پر اعتماد کلی جائز نہین ہے اور بلا تحقیق اصل و ماخذ کے اوس کے کسی مسئلہ پر عمل کرنا جائز نہین جو شخص بلا تحقیق و تفتیش اسپر عمل کریگا وہ ایک نہ ایک دن خدا رسولؐ کے خلاف مین پہنسکر اپنا ایمان اور اسلام کہو بیٹہے گا اور نیز جب کہ فقہ کی کتابون مین معتزلہ اور خوارج وغیرہ مذاہب باطلہ کے اقوال و روایات حد سے زیادہ داخل ہو گئے ہین اور اون کی تمیز کی بہی کوئی صورت نہین ہے تو اب اسوجہ سے کتب فقہ سب بے اعتبار ہو گئین کسی کا اعتبار نہ رہا بخلاف کتب حدیث کے کہ اوس مین بہت کتابین احادیث کی ایسی ہین جنکے مصنفون نے اون مین صحت کا التزام رکہا ہے خصوصا صحیح بخاری اور مسلم کہ جنکے ملتزم الصحۃ ہونے پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہے انکے ملتزم الصحۃ ہونے مین کسی مسلمان کو کلام نہین اور تطبیق بہی اُن مین بوجہ احسن موجود ہے اور سب احتمالات بہی اون کے تراجم مین مدفوع ہو چکے ہین انکے تراجم مین اکثر انہین باتون کا تدارک ہوتا ہے اور عام اور منسوخ پر قبل بحث و تفحص مخصص اور ناسخ کے حنفیہ کے نزدیک عمل کرنا جائز ہے کما مر بیانہ پس جب سب احتمالات دفع ہو چکے تو اب عامل بالحدیث کے واسطے یہ کتابین ایسی ہین کہ بے دہڑک اُسپر عمل کرے اب بعد اُس کے علامہ ہارون ان باتون کا بے اعتبار ہونا ثابت کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین وَطَرِيقُ مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ فِي هٰذِهِ الْأَعْصَارِ الْمُتَأَخِّرَةِ الْاعْتِمَادُ عَلَى الْأَئِمَّةِ الْمَوْثُوقِ بِهِمْ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ وَالْآثَارِ بِالرُّجُوعِ إِلَى كُتُبِهِمْ كَالصَّحِيحَيْنِ وَجَامِعِ التِّرْمِذِيِّ وَمُوَطَّا مَالِكٍ وَمُسْنَدِ الدَّارِمِيِّ وَسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَآثَارِ الطَّحَاوِيِّ وَمَنْ يَلْتَحِقُ بِهِمْ فِي سَعَةِ الْحِفْظِ وَالْاطِّلَاعِ وَقُوَّةِ الضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْعَارِفِينَ بِأَحْوَالِ الْأَحَادِيثِ الْمُمَيِّزِينَ بَيْنَ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ

فَاِنَّهُمْ جَمَعُوْا وَدَوَّنُوْا وَصَحَّحُوْا وَحَسَّنُوْا وَضَعَّفُوْا وَفَرَغُوْنَا عَنِ الْاِسْنَادِ وَتَفْتِيْشِ رِجَالِهٖ
وَالْبَحْثِ عَنْ اَحْوَالِ رُوَاتِهٖ وَتَوَاتَرَتْ عَنْهُمْ كُتُبُهُمْ وَذَاعَتْ وَشَاعَتْ بَيْنَ عُلَمَاءِ
الْاُمَّةِ وَتَلَقَّتْهَا بِالْقَبُوْلِ الْحُذَّاقُ مِنَ الْاَئِمَّةِ وَمِنْهُمْ مَنِ الْتَزَمَ اِخْرَاجَ مَا اتَّفَقَ عَلٰى
صِحَّتِهٖ اَهْلُ الشَّاْنِ كَالْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَمِنْهُمْ مَنِ الْتَزَمَ اِخْرَاجَ مَا صَحَّ عِنْدَهٗ كَاَبِيْ
عَوَانَةَ وَابْنِ خُزَيْمَةَ وَمِنْهُمْ مَنْ بَيَّنَ صَحِيْحَ الْاِسْنَادِ عَنْ حَسَنِهٖ وَمَيَّزَ حَسَنَهٗ عَنْ
ضَعِيْفِهٖ كَالتِّرْمِذِيِّ وَالطَّحَاوِيِّ وَمِنْهُمْ مَنْ اَطْلَقَ فِيْمَا تَرْجَمَ فِيْهِ الصِّحَّةَ وَصَرَّحَ
بِغَيْرِهٖ كَاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ وَلَا يُشْتَرَطُ فِي الرُّجُوْعِ اِلَيْهَا وَالْاِعْتِمَادِ عَلَيْهَا اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ
بِهَا رِوَايَةٌ اِلٰى مُؤَلِّفِيْهَا بَلْ اِذَا صَحَّتْ عِنْدَهُ النُّسْخَةُ مِنْهَا بِمُقَابَلَتِهَا عَلٰى اَصْلٍ
مُعْتَمَدٍ غَيْرِ مُتَّهَمٍ صَحَّ الْاِحْتِجَاجُ بِهَا وَوَجَبَ الْعَمَلُ بِمُوْجَبِهَا وَيَقُوْمُ حُجَّةً عَلٰى كُلِّ
مُسْلِمٍ صَحَابِيٍّ اَوْ مُجْتَهِدٍ اَوْ غَيْرِهٖ یعنی پھر علامہ ہارون نے کہا کہ اور طریق حدیث کے
پہچاننے کا پچھلے زمانون مین یہ ہے کہ حدیث کے امامون پر جنپر اس علم مین اعتبار ہے
اعتماد کرین اور اون کی کتابون کی طرف رجوع فرماوین جیسے صحیحین ہین اور جامع
ترمذی اور موطا امام مالک اور مسند دارمی اور سنن ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ اور
آثار طحاوی اور اون لوگون کی تصانیف جہان امامون مین سے فراخی حافظہ اور اطلاع اور قوت
ضبط و مضبوطی مین ملتے ہین اور حدیث کا حال خوب پہچانتے ہین اور ثقہ اور ضعیف اور
متروک راویون مین خوب تمیز کرتے ہین یہ اس لئے کہ ان لوگون نے کتابین بنادی ہین
اور حدیث کو صحیح و حسن و ضعیف بتلا دیا ہے اور ہمکو اسناد اور تلاش و بحث حال رواۃ
سے فارغ کر دیا ہے اور اون کی کتابین علماء امت مین مشہور و معروف ہوگئی ہین اور
ہمارے تک تواتر سے پہونچ گئی ہین اور ائمہ ماہرین نے قبول کر لی ہین ان مین بعضے ائمہ
محدثین ایسے ہین جنہون نے حدیث صحیح متفق علیہ لانے کا التزام کر رکھا ہے جیسے امام
بخاری و مسلم اور بعضے ایسے ہین جنہون نے اپنے نزدیک صحیح لانے کا التزام کر رکھا ہے
جیسے امام ابوعوانہ اور ابن خزیمہ اور بعض وہ ہین جنہون نے صحیح و حسن و ضعیف سب
مفصل بیان کر دیا ہے جیسے کہ ترمذی اور طحاوی اور بعض وہ ہین جنہون نے اپنی جانچ

مین صحیح حدیث کو مطلق (بے بیان) چھوڑ دیا ہے اور غیر صحیح کا حال بتلا دیا ہی جیسے ابوداؤد اور نسائی اور ان کتابون کی طرف رجوع کرنے اور انپر اعتماد کرنے مین یہ شرط نہین کہ ان کتابون کی سندان کے مصنفون تک پہونچا ئے جاوے بلکہ جب نسخہ صحیح ملجاوے جو نسخہ صحیح سے مقابل کیا گیا ہو اور اوس مین کسی قسم کا شبہ یا بدگمانی نہو تو اوس سے حجت پکڑنا اور اوس کے مقتضای پر عمل کرنا واجب اور وہ ہر مسلمان پر دلیل قائم ہے صحابی ہو خواہ مجتہد ہو ثمّ قال وَاَمَّا احتِمَالُ النَّسخِ وَالتَّاوِیلِ وَالتَّخصِیصِ وَالتَّقیِیدِ فَاِن ظَهَرَ النَّاسِخُ وَمُوجِبُ التَّخصِیصِ وَالتَّقیِیدِ وَالتَّاوِیلِ فَلَا کَلَامَ فِی ثُبُوتِ مُقتَضَاهُ مِنَ التَّفصِیلِ وَاِلَّا فَمَا لَا یَحتَمِلُ النَّسخَ وَالتَّاوِیلَ وَالتَّقیِیدَ هُوَ القِسمُ المُختَصُّ بِاسمِ المُحکَمِ مِن اَقسَامِ النَّظمِ وَالَّذِی یَحتَمِلُ النَّسخَ هُوَ المُفَسَّرُ وَالَّذِی یَحتَمِلُهُمَا هُوَ الظَّاهِرُ وَکُلُّ ذٰلِکَ یُوجِبُ الحُکمَ قَطعًا وَاِنَّمَا یَظهَرُ التَّفَاوُتُ عِندَ المُعَارَضَةِ فَیُقَدَّمُ المُحکَمُ عَلَی المُحتَمَلِ وَلَا یَجُوزُ تَرکُ العَمَلِ بِمُجَرَّدِ الاِحتِمَالِ ثمّ قال وَاتَّفَقُوا عَلٰی اَنَّ العَمَلَ بِالمَنسُوخِ جَائِزٌ اِلٰی اَن یَظهَرَ نَاسِخُهُ وَاَنَّ النَّاسِخَ لَا یَلزَمُ حُکمُهُ اِلَّا بَعدَ العِلمِ بِهٖ وَاستَدَلُّوا بِتَحوِیلِ القِبلَةِ ثُمَّ قَالَ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ اَجمَعَ المُسلِمُونَ عَلٰی اَنَّ مَنِ استَبَانَت لَهٗ سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَم یَحِلَّ لَهٗ اَن یَدَعَهَا لِقَولِ اَحَدٍ وَقَالَ ابنُ عَبدِ البَرِّ یَجِبُ عَلٰی کُلِّ مَن بَلَغَهٗ شَیءٌ مِنَ الحَدِیثِ اَن یَستَعمِلَهٗ عَلٰی عُمُومِهٖ حَتّٰی یَثبُتَ عِندَهٗ مَا یُخَصِّصُهٗ اَو یَنسَخُهٗ انتہی یعنے پھر علامہ ہارون نے فرمایا لیکن احتمال نسخ اور تاویل اور تخصیص اور تقیید کا اگر ناسخ اور دلیل تخصیص و تقیید و تاویل ثابت ہو تو اوس کی مقتضائے کے ثبوت مین کلام نہین یعنی جہان ناسخ معلوم ہو وہان نسخ کا حکم لگا دیا جاویگا اور جہان مخصص ظاہر ہو وہان عموم کی تخصیص کر دیگا اور اگر یہ سب ظاہر نہون تو پھر نصوص شرعیہ کئی قسم ہین ایک وہ قسم ہے جو نسخ اور تاویل اور تخصیص اور تقیید کا احتمال مطلق نرکھے اسکو نص محکم کہتے ہین اور ایک وہ قسم ہے جو سوای نسخ کے دوسرا کوئی احتمال نرکھے اسکو مفسر کہتے ہین اور ایک قسم وہ ہے جو ان سب کا احتمال رکھے اوسکو ظاہر کہتے ہین

اور یہ اقسام (باوجود ان احتمالات کے) سب حکم کو ثابت کرتے ہین یعنی مجرد احتمال سے وہ
اقسام ساقط الاعتبار نہین سمجھے جاتے ہین فرق ان مین آپس مین اتنا ہے کہ یہ بوقت باہمی
تعارض کے ایک دوسرے سے مقدم ہوتا ہے پس جو محکم ہو (احتمال سے خالی ہو) وہ محتمل پر مقدم
ہوتا ہے اور مجرد احتمال سے (جسکی کوئی دلیل نہو) نص کا چہوڑ دینا جائز نہین ہے پہر کہا کہ ہم
سب متفق ہین کہ نص منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے جب تک کہ اوسکا ناسخ ظاہر نہو اور یہ کہ
ناسخ کا حکم اوسکے جاننے کے بعد ثابت ہوتا ہے اور اوسپر کعبہ کی طرف پہر جانے کے ساتھ
استدلال کرتے ہین پہر کہا امام شافعی کہتے ہین کہ سب مسلمانون کا اسپر اتفاق ہو چکا ہے کہ
جسپر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو جاوے تو اُسپر حلال نہین ہے کہ کسی کے قول
سے اوسکو چہوڑ دیوے امام ابن عبد البر نے کہا ہے جسکو کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی پہونچی اوسپر واجب ہے کہ اوس کو علے العموم عمل مین لاوے جب تک اوس کے
نزدیک اوس کی تخصیص یا نسخ ثابت نہو جاوے ثُمَّ قَالَ وَالصَّحَابِيُّ مَحْجُوجٌ بِالْحَدِيثِ
الصَّحِيحِ فَكَيْفَ دُونَهُمْ وَلَوْ ظَهَرَ الْفَتْوَى مُخَالِفًا لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ يُحْمَلُ عَلَى أَنَّ صَاحِبَهُ
لَمْ يَبْلُغْهُ هٰذَا الْحَدِيثُ وَلَوْ بَلَغَهُ لَرَجَعَ إِلَيْهِ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِهِ فِيمَنْ هُوَ أَهْلُهُ
إِذْ لَمْ يُخَالِفْهُ لِقِلَّةِ الْمُبَالَاةِ وَالتَّهَاوُنِ بِهِ يَسْقُطُ عَدَالَتُهُ وَلَا يُقْبَلُ فَتْوَاهُ وَلَا
رِوَايَتُهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّ الْاِحْتِمَالَ الْمَحْضَ لَا عِبْرَةَ لَهُ أَصْلًا كَالْجَرْحِ الْمُبْهَمِ انتہی
یعنی پہر علامہ ہارون نے کہا اور صحابی پر حدیث صحیح حجت ہو سکتی ہے چہ جاے اُس سے
نیچے کے لوگ جب کوئی فتوی حدیث کے مخالف ہو تو حسن ظنی کے واسطے اُس مین یہہ
تاویل واجب ہے کہ اس فتوے دینے والے کو حدیث نہین پہونچی اگر پہونچتی تو وہ اس
کی طرف رجوع کرتا اس لئے کہ اگر اوسکو حدیث پہونچی اور اوس نے بے پرواہی اور
سستی سے اوسکا خلاف کیا تو اوس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے یعنی فاسق ہو جاتا
ہے نہ اُسکا فتوی قبول ہوتا ہے اور نہ اوس کی روایت مقبول ہوتی ہے اور یہہ تم جان
چکے ہو کہ احتمال محض کا کچھہ اعتبار نہین جیسے کہ جرح مبہم کا کچھہ اعتبار نہین ہے
رہی یہ بات کہ نسخ و تخصیص و معارضات و تطبیق و ترجیح کا کتب حدیث مین پورا

بیان عمل آچکا ہے اور ان امور کا فیصلہ و تدارک ان مین بخوبی طور سے ہو چکا ہے
سوا اسپر شہادت یہ ہے جو کہ امام شیخ الاسلام حافظ **ابن حجر** نے **مقدمہ فتح الباری**
مین لکھا ہے **ثُمَّ رَأى** اَنْ لَا یُخْلِیَہٗ مِنَ الْفَوَائِدِ الْفِقْہِیَّۃِ وَالنُّکَتِ الْحِکْمِیَّۃِ
فَاسْتَخْرَجَ بِفَہْمِہٖ مِنَ الْمُتُوْنِ مَعَانِیَ کَثِیْرَۃً فَرَّقَہَا فِیْ اَبْوَابِ الْکِتَابِ بِحَسْبِ
تَنَاسُبِہَا قَالَ الشَّیْخُ مُحْیِی الدِّیْنِ لَیْسَ مَقْصُوْدُ الْبُخَارِیِّ الْاِقْتِصَارَ عَلَی الْاَحَادِیْثِ فَقَطْ
بَلْ مُرَادُہُ الْاِسْتِنْبَاطُ مِنْہَا وَالْاِسْتِدْلَالُ لِاَبْوَابٍ اَرَادَہَا اِلٰی اَنْ قَالَ وَقَدْ یَکُوْنُ
التَّرْجَمَۃُ بِلَفْظِ الْمُتَرْجَمِ لَہٗ اَوْ بِبَعْضِہٖ اَوْ بِمَعْنَاہُ یعنی پہر امام بخاری نے یہ مناسب سمجھا
کہ اس کتاب کو فوائد فقہیہ اور حکمتی نکتون سے خالی نچھوڑے پس اپنے فہم کے ساتھ
حدیثون سے بہت مطالب نکالے جنکو کتاب کے بابون مین بحسب موقع متفرق بیان
کیا شیخ محی الدین یعنی امام نودی نے لکھا ہے کہ امام بخاری کا یہ مقصود نہین کہ فقط حدیثون
کی روایت کرے بلکہ اوس کا یہی مطلب ہے کہ ان سے مسائل استنباط کرے اور کئی
بابون مین دلائل قائم کرے جنکو اوس نے چاہا ہے ابن حجر نے کہا کہ صحیح بخاری کا ترجمۃ
الباب کبھی اوس لفظ سے ہوتا ہے جسکے واسطے وہ ترجمہ ٹھہرایا ہے یا اوس کے کسی
حصہ یا اوس کے ہم معنے لفظ سے **ثُمَّ قَالَ** وَھٰذَا فِی الْغَالِبِ قَدْ یَاْتِیْ مِنْ ذٰلِکَ
مَا یَکُوْنُ مَعْنٰی لَفْظِ التَّرْجَمَۃِ فِیْ اِحْتِمَالٌ لِاَکْثَرَ مِنْ مَعْنًی وَاحِدٍ فَیُعَیِّنُ اَحَدَ الْاِحْتِمَالَیْنِ
بِمَا یَذْکُرُ تَحْتَہَا مِنَ الْحَدِیْثِ وَقَدْ یُوْجَدُ فِیْہِ مَا ھُوَ بِالْعَکْسِ مِنْ ذٰلِکَ بِاَنْ یَکُوْنَ
الْاِحْتِمَالُ فِی الْحَدِیْثِ وَالتَّعْیِیْنُ فِی التَّرْجَمَۃِ وَالتَّرْجَمَۃُ حِیْنَئِذٍ بَیَانٌ لِتَاْوِیْلِ ذٰلِکَ الْحَدِیْثِ
نَائِبَۃٌ مَنَابَ قَوْلِ الْفَقِیْہِ مَثَلًا الْمُرَادُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ الْعَامِّ الْمَخْصُوْصُ اَوْ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ
الْخَاصِّ الْعَامُّ اَوْ اَنَّ ذٰلِکَ الْخَاصَّ الْمُرَادُ بِہٖ مَا ھُوَ اَعَمُّ مِمَّا یَدُلُّ عَلَیْہِ ظَاھِرُہٗ بِطَرِیْقِ
الْاَعْلٰی اَوِ الْاَدْنٰی وَیَاْتِیْ فِی الْمُطْلَقِ وَالْمُقَیَّدِ نَظِیْرُ مَا ذُکِرَ فِی الْعَامِّ وَالْخَاصِّ وَکَذَا
فِیْ شَرْحِ الْمُشْکِلِ وَتَفْسِیْرِ الْغَامِضِ وَتَاْوِیْلِ الظَّاھِرِ وَتَفْصِیْلِ الْمُجْمَلِ وَھٰذَا الْمَوْضِعُ
ھُوَ مُعْظَمُ مَا یُشْکِلُ فَمِنْ ثَمَّ اشْتَہَرَ مِنْ قَوْلِ جَمْعٍ مِّنَ الْفُضَلَاءِ فِقْہُ الْبُخَارِیِّ فِیْ
تَرَاجِمِہٖ انتہیٰ پہر کہا اور یہ غالبًا وہان آتا ہے جہان معنی لفظ ترجمہ مین ایک سے

زیادہ معانی کا احتمال ہو پس امام بخاری اوس حدیث سے (یعنی جو اوس کی ذیل مین لاتا ہے) ایک احتمال کو مقرر کر دیتا ہے اور کبھی اوس مین اُسکا عکس پایا جاتا ہے اسطرح کہ حدیث مین کئی معانی کا احتمال ہو اور ترجمہ مین ایک معنے کی تعیین اسوقت وہ ترجمہ اس حدیث کی تاویل کا بیان ہوگا فقہ کے اس قول کے قائم مقام کہ اس حدیث عام سے یہ معنی خاص مراد ہین یا اس حدیث خاص سے یہہ معنے عام مراد ہین یا اس خاص سے بطریق اعلی یا ادنی وہ معنی مراد ہین جو اوس کے ظاہر مدلول سے عام ہین اور مطلق و مقید مین بھی ایسا ہی لاتا ہے جو عام مین مذکور ہوا ایسا ہی مشکل کی تفسیر مین اور پوشیدہ لفظ کے بیان اور ظاہر کی تاویل اور مجمل کی تفصیل مین یہ بڑی جگہ ہے جو صحیح بخاری مین مشکل ہے اسیواسطے جماعت فضلا مین مشہور ہو رہا ہے کہ بخاری کی فقہ (یعنی اجتہاد) اوس کے تراجم ابواب مین ہے **وقال الشیخ الاجل ولی اللہ الدھلوی فی مقدمۃ شرحہ علی تراجم البخاری** تراجم ابوابہ تنقسیم اقساماً منہا انہ یترجم بحدیث مرفوع لیس علی شرطہ لمسئلۃ استنبطہا من الحدیث بنحو من الاستنباط من نصہ او اشارتہ او عمومہ او ایمائہ او فحواہ ومنہا انہ یترجم بمذھب ذھب الیہ ذاھب قبلہ ویذکر فی الباب ما یدل علیہ بنحو من الدلالۃ او یکون شاھداً لہ فی الجملۃ ومنہا انہ یذھب فی کثیر من التراجم الی طریقۃ اھل السیر فی استنباطہم خصوصیات الوقائع والاحوال من اشارات طرق الحدیث وربما یتعجب الفقیہ من ذلک لعدم ممارستہ ھذا الفن ولکن اھل السیر لھم اعتناء شدید بمعرفۃ تلک الخصوصیات وقد فرق البخاری فی تراجم الابواب علما کثیرا من شرح غریب القرآن وذکر آثار الصحابۃ والتابعین ومن دونہم والاحادیث المعلقۃ ومنہا انہ یترجم بمسئلۃ اختلف فیہ الاحادیث فیاتی بتلک الاحادیث علی اختلافہا لیقرب الی الفقیہ من بعدہ امرھا مثالہ باب خروج النساء الی البراز جمع فیہ حدیثین مختلفین ومنہا انہ قد یتعارض الادلۃ و

يَكُونَ عِنْدَ البُخَارِيِّ وَجْهُ تَطْبِيقٍ بَيْنَهُمَا بِحَمْلِ كُلِّ وَاحِدٍ عَلَى مَحْمَلٍ فَيُتَرْجِمُ بِذٰلِكَ
المَحْمَلِ إِشَارَةً إِلَى التَّطْبِيقِ وَكَثِيرًا مَّا يَأْتِي بِشَوَاهِدِ الحَدِيثِ مِنَ الآيَاتِ وَبِشَوَاهِدِ
الآيَاتِ مِنَ الأَحَادِيثِ تَظَاهُرًا أَوْ لِتَعْيِينِ بَعْضِ المُحْتَمَلَاتِ دُونَ البَعْضِ فَيَكُونُ
المُرَادُ بِهٰذَا العَامِّ الخُصُوصُ أَوْ بِهٰذَا الخَاصِّ العُمُومُ وَنَحْوُ ذٰلِكَ وَمِثْلُ
هٰذَا لَا يُدْرِكُهُ إِلَّا بِفَهْمٍ ثَاقِبٍ وَقَلْبٍ حَاضِرٍ انتهى یعنی کہا شیخ ولی اللہ صاحب نے
شرح تراجم بخاری مین کہ تراجم بخاری کے کئی قسم پر منقسم ہین بعض ان ترجمون
مین سے یہہ ہے کہ بخاری ترجمة الباب مین ایک حدیث لاتا ہے جو اوس کے شرط پر نہین
ہوتی ہے واسطے ایک مسئلہ کے جو اوس نے اوس حدیث سے استنباط کیا ہے ساتھہ
کسی قسم استنباط کے اوس کی نص سے یا اوس کے اشارے سے یا اوس کے عموم سے
یا اوس کے ایما سے یا اوس کے فحوای سے آور بعض اون سے ایسے ہین کہ کسی ترجمہ
مین کسی متقدم علما کا مذہب بیان کرتا ہے اور ذکر کرتا ہے اوس باب مین وہ چیز جو
کسی قسم سے اوسپر دلالت کرتی ہے اور فی الجملہ اوس کی شہادت دیتی ہے آور بعض
اون سے یہہ ہے کہ امام بخاری اکثر ترجمون مین اہل سیر کی طرف چلا جاتا ہے بیچ استنباط
کرنے اون کے کے خصوص واقعات اور حالات کو طرق حدیث کے اشارون سے
اور اکثر وقت حیران ہوجاتا ہے فقیہ واسطے نہ تجربہ ہونے اوس کے کے ساتھہ اس
فن کے مگر اہل سیر کو خصوصیات کے معرفت کا بہت بڑا اہتمام ہے اور تحقیق متفرق
کر دیا ہے امام بخاری نے تراجم مین بہت علمون کو قرآن کے غریب الفاظ کی شرح اور
صحابہ اور تابعین کے آثار کو ذکر کرنے اور حدیثون متعلق کے بیان کرنے سے آور بعض
ان تراجم سے یہہ ہے کہ وہ ایسا مسئلہ ترجمة الباب مین لاتا ہے جسمین حدیثون کا اختلاف
ہوتا ہے اور وہ سبھی حدیثین اختلاف کے ساتھہ نقل کر دیتا ہے تاکہ سمجھہ دار کو مسئلہ
کی طرف نزدیک کر دیوے مثال اوس کی وہ ہے جو عورتون کی قضا حاجت کے لیے
باہر جانے کا باب لایا ہے اور دو حدیثون مختلف کو ذکر کیا ہے آور بعض اون سے
یہہ ہے کہ کبھی حدیثون مین تعارض ہوتا ہے اور بخاری کے پاس اون مین تطبیق کی

وجہ موجود ہوتی ہے تو وہ اوسکو ترجمۃ الباب ٹھیراتا ہے اور اوس ہی تطبیق کی طرف اشارہ
کردیتا ہے اور بہت وقت حدیث کے شواہد آیات سے اور آیات کے شواہد حدیثوں سے
ایک سے دوسرے کی مدد کو یا بعض احتمال کی تعیین کے لیئے لاتا ہے (جس سے معلوم ہو)
کہ اس عام سے یہ خاص مراد ہے یا اس خاص سے عام مراد ہے اور یہ باتین اوسی شخص
کو معلوم ہو سکتی ہین جسکا روشن فہم اور دل حاضر ہو **فائدہ** راقم کہتا ہے اِن باتون کی
تفصیل اور ان امرون کی توضیح کا جو کوئی طالب ہو وہ صحیح بخاری کے صہ ۱۲ ۸۳-
۹۶-۱۷۱-۶۳ ۲- ۸۳۷ وغیرہ کو مطالعہ کرے اور صحیح مسلم کے صہ ۲۰۰-۲۰۳-
۲۰۸-۲۴۷-۲۵۵-۳۶۱-۴۵۰ وغیرہ کو ملاحظہ کرے اور جملہ بیان امور مذکورہ (یعنی
نسخ و تخصیص و تعمیم و تطبیق و تاویل) کا اس مین صاف صاف دیکھہ لیوے یہہ تو خاص کر
صحیحین مین ان امور مشکلہ کے فیصلہ و تدارک کے موجود ہونے پر شہادت گذری ہے اب
باقی حدیث کی کتابون سنن وغیرہ پر شہادت سننی چاہیئے **قَالَ رَئِيْسُ الْحَنَفِيَّةِ
مِنْ عُلَمَاءِ السِّنْدَةِ فِي الدِّرَاسَاتِ** العِلْمُ بِانْعِدَامِ المُعَارِضِ وَالْجَوَابِ
الْقَوِيِّ فِي نَفْسِ الْاَمْرِ وَالْوَاقِعِ لَاسَبِيْلَ اِلَی عِلْمِهِ الْيَقِيْنِيِّ وَاِنْ حَكَمَ بِهِ اَلْفُ حَافِظٍ
وَاَلْفُ مُجْتَهِدٍ اِذْ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ فَلَمْ يُكَلَّفُ الْمَأْمُوْرُ بِمَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ نَعَلَی
كُلِّ مُجْتَهِدٍ وَكُلِّ مُقَلِّدٍ عَالِمٍ اِذَا اطَّلَعَ عَلَی الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ بَلْ وَكُلِّ مُقَلِّدٍ جَاهِلٍ اِذَا سَمِعَ
مِنْ عَالِمٍ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ عَلٰی خِلَافِ اِمَامِهِ اَنْ يَّبْذِلَ وُسْعَهُ بِمَا يَلِيْقُ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ
فِي الْفَحْصِ عَنِ الْاَمْرَيْنِ فَاِنْ وَجَدَ اَحَدَ الْاَمْرَيْنِ فِيْهِمَا وَالَّا يَجِبُ عَلَيْهِ فَوْرُ الْعَمَلِ بِمَا فِي
الْحَدِيْثِ فَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَوْ وَجَدَ مِنْهُمَا وَاحِدًا يَّجِبُ عَلَی الْمُجْتَهِدِ الرُّجُوْعُ عَلٰی مَا هُوَ
الشَّائِعُ الذَّائِعُ مِنَ الْقَرْنِ الْاَوَّلِ اِلٰی زَمَانِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فَكَيْفَ عَلَی الْمُقَلِّدِ اِلٰی اَنْ قَالَ
وَخِدْمَةُ هٰذَا الْعِلْمِ الشَّرِيْفِ لَمْ يَتْرُكُوْا لِلْعَالِمِ بَعْدَهُمْ حَاجَةً اِلَّا اِلٰی فَتْحِ كِتَابٍ
صَنَّفُوْا فِيْ نَوْعٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ اِلٰی اَنْ ذَكَرَ مُصَنَّفَاتٍ صَنَّفُوْا فِيْ اَنْوَاعِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ
ثُمَّ قَالَ وَاِذَا وَجَدَ حَدِيْثَيْنِ مُتَعَارِضَيْنِ فَاِنْ يَّنْبَغِيْهِ عَلٰی جَمْعِهِمَا اَوْ يَتَنَبَّهُ مِنْ
تَرْجَمَةِ صَاحِبِ كِتَابٍ عَلٰی جَمْعِهِ كَمَا يُتَنَبَّهُ مِنْ بَعْضِ تَرَاجِمِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيِّ

فی مجتباه او الملع من التخریجات وبعض الشروح فیها والا یرجع الی الفن المؤلف
المفرد لذلک ویسمی بفن . . . مختلف الحدیث فان وجد الجمع عمل بحکمه
والا یشتغل بالترجیح ان قدر علی ترجیح احد الحدیثین من حیث حال
المخرجین فی التزام الصحة او الحسن وعدم ذلک فیهما والا یرجع الی الکتب التی
اشرنا الی التزام مصنفیها علی الاحادیث فان وجد فیها والا ینظر فی وجوه الترجیح
فی مائة وجه حاضرة عنده فی ورقة واحدة لو کتبها ولما فرغ السیوطی [illegible] عن
عدها فی التدریب قال فهذه اکثر من مائة مرجح وثم مرجحات اخر لا تنحصر ومدارها
علی غلبة الظن انتهی فلا اقل من ان تجد لاحد الحدیثین واحدة من تلک الوجوه
فان وجدت فیها والا یرجع الی کتب فن مختلف الحدیث فان علماء ذلک
الفن یتکلمون اولا فی جمع المتضادین ثم یرجحون احدهما علی الآخر وقد
صنف فیه الشافعی کتابه المعروف ثم صنف فیه ابن قتیبة وآخرون
وکتاب الحازمی وان کان فی الناسخ والمنسوخ ولکن اطرافا کثیرة منه
جرت علی الجمع والترجیح فی الابواب الفقهیة جریا حسنا قل مماثله فی
الکتب الحاضرة عندنا **ترجمہ** علماء حنفیہ کے رئیس نے کتاب دراسات
میں کہا ہے کہ علم یقینی اور نفس الامری کسی حدیث کے نہ معارض ہونیکا تو ہزار حافظ
حدیث اور ہزار مجتہد کو بھی نہیں ہوتا اس لئے کہ ہر ایک علم والے سے زیادہ علم والا ہے
پس انسان پر اوس چیز کا حکم نہیں جسپر وہ قادر نہو پس ہر مجتہد کو اور ہر مقلد عالم کو جب
وہ حدیث صحیح پر مطلع ہو بلکہ ہر ایک مقلد جاہل کو بھی جب وہ حدیث صحیح خلاف مذہب
امام کے کسی عالم سے سن لے لازم ہے کہ وہ تلاش معارض و جواب قوی میں حسب
لیاقت و مناسب حال کوشش کریں پھر اگر کسی حدیث کا معارض اور جواب پاویں
تو اُسپر عمل کریں ورنہ فوراً اسی حدیث پر عمل کرے پھر اگر اس کے بعد اسکا جواب
یا معارض پاویں تو اپنے قول و عمل سابق سے مجتہد بھی ہوں تو رجوع فرما دیں پس جب
صحابہ سے زمانہ مجتہدین تک عام رواج یہی رہا ہو پس چہ جائیکہ آپ مقلد ہوں

کہا کہ اس علم کے خامون نے آپ سے پچھلے علما کے لیئے بجز اس کے حاجت باقی نہیں چھوڑی کہ کتاب کو کھولین (اور اوس مین مسئلہ دیکھہ لین) یہانتک کہ کئی کتابین جو علم حدیث مین تصنیف ہوئین ذکر کین پہر بعد اوس کے کہا کہ جب دو حدیثین باہم متعارض پاوے پہر اگر اون مین خود بخود تطبیق کر سکے یا کسی مصنف کے بتانے سے ترجمۃ الباب مین سمجہہ جاوے چنانچہ نسائی کے بعض تراجم سے پتہ معلوم ہوتا ہے یا اوس پر بعض تخریجات (وہ تصانیف ہین جنمین کسی کتاب کی بے نشان حدیثون کا پتہ لگا یا جاوے) مین یا بعض شروح مین اطلاع پاوے تو اسے کام ہوگیا ورنہ اون کتابون کی طرف رجوع کرے جو فقط متعارض حدیثون کے بیان مین تصنیف ہوئین جسکو فن مختلف الحدیث کہتے ہین پس اگر ان مین وجہ تطبیق کی پائی گئی تو اوس کے حکم پر عمل کرے ورنہ ترجیح مین مشغول ہو پہر اگر آپ خود بخود ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح دیسکے تو بہتر ورنہ اون کتابون کی طرف رجوع کرے جنمین اس قسم کی کلام ہونے کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہین اگر اون کتابون مین وجہ تطبیق کی پاوے تو بہتر ورنہ خود وجوہ ترجیح مین فکر کرے جو شمار مین سو ہین اور ایک ورق مین لکھے جاسکتے ہین۔ امام سیوطی جب اون وجوہ ترجیح کو (تدریب الراوی مین) لکھہ چکا تو فرمایا کہ یہ سو سے زیادہ وجوہ ترجیح ہین اور یہان اور بہی وجوہ ہین جو شمار مین نہین آتی ہین جنکا مخرج غلبہ ظن ہے پس کم سے کم ایک وجہ تو اون وجوہ سے ضرور پاویگا اگر انمین پاوے تو بہتر ورنہ مختلف الحدیث کے فن کی طرف رجوع کرے اس لیئے کہ اس فن کے علمانے دو معارضون کی جمع و تطبیق مین کلام کی ہے پہر ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہے امام شافعی نے اس مین اپنی کتاب مشہور بنائی ہے پہر ابن قتیبہ وغیرہ نے بہی اس باب مین تصانیف کین ہین اور کتاب (ابوبکر) حازمی کی اگرچہ ناسخ و منسوخ مین تصنیف ہوئی ہے لیکن اوس کی کلام فقہی حدیثون کے باب مین جمع و تطبیق و ترجیح مین اچھی چال چل گئی ہے ایسی کتاب اون کتابون مین جو ہمارے پاس موجود ہین کم ہے وَقَالَ اَیْضًا فِی اَوَّلِ الْکِتَابِ

واكثرذا بهم انهم يوردون في كتب السنن متون الاحاديث المتعارضة في
بابين متصلين افردوا التصنيف فيما لامعارض له من الاحاديث وماله معارض
وافردوا الكتب في الناسخ والمنسوخ وافادوا عن كيفية التعارض والجمع
والترجيح وعدّوا وجوهه بل حصروها في مائة وجه ثم قال ومن عبر
سنن ابي داؤد وحده يرى من غرائب تراجم ونوادر المسائل في الاحاديث
ما لا يوجد في كتب الفقه ولهذا قال الامام الغزالي ان سنن ابي داؤد مجمع
موارد الاجتهاد يكفي للمؤمن مصحف وسنن ابي داؤد وهذا في احاديث كتاب
واحد فما الحال باستيعاب احاديث الكتب المشهورة من هذا العلم الشريف
واما السؤال عن دقائق الفروع ومعضلات الصور الغير المبتلى بها احد مما
لا يغني فقه الحديث الجواب عن كل ذلك فهو مما لا يستحق الجواب لكونه
مكروها عند السلف الصالح لورود الاحاديث في النهي عن القيل والقال
وكثرة السؤال وهذا حكم بان العلم بتلك الفروع ليس من العلم المحمود
لانه يكره السؤال عنه واذا لم يكن ذلك من العلم المحمود يستوي في
حكم الكراهة المستفتي من حيث سؤاله والمفتي من حيث استحصاله
ما استخراج الفروع الدقيقة النادرة الوقوع بالقياسات البعيدة مما
يكثر وجوده في كتب الفتاوى فضول مكروه كالسؤال عنه

ترجمہ

یعنی اور علامہ سندہی نے نیز کتاب دراسات کے ابتدا مین کہا ہے کہ اکثر محدثین
کا طریق یہہ ہے کہ کتب سنن مین (جو حدیث کی کتابین احکام مین تصنیف ہوئین
جیسے ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ) متعارض حدیثون کو پاس پاس بابون
مین لاتے ہین اور محدثین نے اون حدیثون مین جنکے کوئی حدیث معارض نہین
ہے اور جنکے لئے معارض موجود ہے الگ الگ کتابین تصنیف کی ہین اور
ناسخ و منسوخ مین علیحدہ علیحدہ کتابین لکھی ہین اوراونہون نے تعارض اور
تطبیق اور ترجیح کی کیفیت بتلادی ہے اور وجوہ ترجیح کو ایک سو مین معین

کر دیا ہے اور جو کوئی سنن ابوداؤد کو سرسری نظر سے دیکھے وہ اس کے عجیب ترجمے اور نادر مسئلے حدیث مین ایسے پاوے جنکا فقہ کی کتابون مین وجود نہین ہے اسیواسطے امام غزالی نے کہا ہے کہ سنن ابوداؤد اسباب اجتہاد کا مجمع ہے اور دوسرے شخص نے بلکہ کہا ہے (وہ امام ابن اعرابی ہین) مومن کو ایک قرآن مجید اور ایک سنن ابوداؤد تمام دین کیواسطے کافی ہے یہ تو فقط ایک ہی کتاب کا حال ہے پھر اگر سب کتابین مشہور و غیر مشہور اس فن کی حدیثین لی جاوین تو کیا حال ہو۔ اور لیکن باریک باریک فروعات اور مشکل صورتون سے سوال کرنا جنسے کسی کو کام نہین پڑتا ہے اور اون سب کا جواب فقہ حدیث سے نہین نکلتا ہے سو وہ مستحق جواب کا نہین ہے اس لئے وہ سلف صالحین (صحابہ و تابعین) کے نزدیک مکروہ ہے اسواسطے کہ حدیث مین قال قیل و کثرت سوال کے ممانعت آچکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فروعات دقیقہ کا علم اچھا نہین ہے اس لئے کہ اس کا پوچھنا مکروہ ہے اور جب ان مسائل کا پوچھنا اور جاننا اچھا نہوا تو اوس کے حکم کراہت مین سائل اور مفتی دونون مساوی ٹھہرے سائل تو سوال کرنے کے سبب سے اور مفتی ایسا مسئلہ بتلانے کے باعث سے اور اوس کے حاصل کرنے کے سبب سے پس باریک باریک مسائل اور فروعات کا جو کم واقع ہون (یعنی اون کے ساتھ معاملہ کم پڑے) اور فقہ کی کتابون مین کثرت سے موجود ہین استنباط کرنا فضول اور مکروہ ہے جیسے کہ اون کا سوال کرنا مکروہ ہے انتہے **فائدہ** راقم کہتا ہے کہ اسی معلوم ہوا کہ باریک باریک مسائل اور فرضی صورتین جو فقہ کے بابون مین پائی جاتی ہین اور فقہا نے قبل وقوع واقعات ہزارہا مسائل گھڑ رکھے ہین سب واہیات اور خرافات ہین جو ایسا مسئلہ پوچھے وہ بھی گنہگار ہوتا ہے اور جو ایسا مسئلہ بتلادے وہ بھی گنہگار ہوتا ہے اور سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم سے ان کی ممانعت مین بہت آثار آچکے ہین جو مسند دارمی وغیرہ مین موجود ہین اور شیخ اکبر نے **فتوحات** کے ۸۸ باب مین لکھا ہے وکان من

عِلمِ مَالِكِ ابنِ اَنَسٍ وَّدِينِهٖ وَوَرعِهٖ اَنَّهٗ اِذَا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ فِي دِيْنِ اللهِ
يَقُولُ نَزَلَتْ فَاِنْ قِيلَ لَهٗ نَعَمْ اَفْتٰى وَاِنْ قِيلَ لَمْ يَنْزِلْ لَمْ يُفْتِ وَفِيهِ تَلْمِيحٌ
اِلٰى اَنَّ مَنْ اَفْتٰى فِي الْحَوَادِثِ الْفَرْضِيَّةِ قَبْلَ وُقُوعِهَا فَلَا دِيْنَ لَهٗ وَلَا وَرَعَ لَهٗ
وَلَا عِلْمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ لِلْمُجْتَهِدِ اَنْ يُّفْتِيَ فِي الْوَقَائِعِ اِلَّا عِنْدَ نُزُوْلِهَا اِلَّا عِنْدَ
تَقْرِيْرِ نُزُوْلِهَا وَاِنَّمَا ذٰلِكَ لِلشَّارِعِ الْاَصْلِيِّ لِاِحْتِمَالِ اَنْ يَّرْجِعَ عَنْ ذٰلِكَ الْحُكْمِ
بِالْاِجْتِهَادِ عِنْدَ نُزُوْلِ مَا قَدَّرَ نُزُوْلَهٗ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْعُلَمَآءُ الْفُتْيَا بِالتَّقْلِيْدِ فَلَعَلَّ
الْاِمَامَ الَّذِيْ قَلَّدَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْحُكْمِ الَّذِيْ حَكَمَ بِهٖ فِيْ زَمَانِهٖ لَوْ عَاشَ اِلَى
الْيَوْمِ كَانَ يَبْدُوْ لَهٗ خِلَافُ مَا اَفْتٰى بِهٖ فَيَرْجِعُ عَنْ ذٰلِكَ الْحُكْمِ اِلٰى غَيْرِهٖ
انتھی **ترجمہ** امام مالک کے علم اور دینداری اور پرہیزگاری کی یہ بات تھی کہ
جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا اللہ کے دین کا تو آپ دریافت فرماتے کیا یہ واقعہ
ہو چکا ہے اگر کہا جاتا کہ ہو چکا ہے تو آپ فتوے دیتے اور اگر کہا جاتا کہ یہہ مسئلہ واقع
نہین ہوا تو آپ فتوی نہ دیتے اور اس مین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی فرضی
مسائل مین فتوی دیوے اوس کا نہ دین ہے نہ پرہیزگاری نہ علم پھر فرمایا مجتہد کو نہین
پہونچتا ہے کہ کسی حادثہ مین فتوے دیوے مگر جب کہ وہ واقع ہولے نہ اوسوقت کہ اوسکا
ہونا اپنے پاس سے قرار دیوے اور اوسکو فرض کر لیوے یہ بات تو اصلی شارع کیواسطے
مخصوص ہے اس لئے کہ مجتہد کا بوقت آپڑنے واقعے کے اس حکم سے جو فرضی صورت
پر لگایا تھا پھر جانا بھی محتمل ہے اسیواسطے علمانے تقلید کے ساتھہ فتوے دینے کو حرام
کہا ہے اس لئے کہ شاید وہ امام جس کے وہ اس حکم مین تقلید کرتا ہے جو اپنے زمانے مین
دیا تھا اگر زندہ رہتا تو اس حکم کا خلاف اوس کے خیال مین آتا پس وہ اس حکم سے
دوسرے حکم کی طرف رجوع کرتا انتہے **حاصل کلام** اس مقام مین یہ ہے کہ مقلدین یا
حدیثون مین جو جو احتمال نسخ و تاویل و تعارض و ضعیف و مخصوص و مقید ہونے
وغیرہ کا نکالتے ہین اولاً تو وہ سب احتمالات مجتہد کے اقوال مین بھی پائے جاتے ہین
بلکہ حدیث سے بڑھکر اور بھی کئی احتمالات کلام مجتہد مین موجود ہین۔ جو اوسکو مجمول ہے

ہونے سے خارج کرتے ہین۔ **ثانیاً** ان سب امور کا فیصلہ و تدارک حدیث کی کتابون مین بخوبی ہوچکا ہے اور خاصکر انہین احتمالات کے بحث مین علیحدہ علیحدہ کتب ہین تصنیف ہوچکی ہین جنمین ان احتمالات کا فیصلہ کمال بسط و تفصیل کے ساتھہ ہوچکا ہے تعارض حدیثون کے باب مین جسکا فن مختلف الحدیث نام ہے الگ الگ تصانیف ہوچکی ہین اور ناسخ اور منسوخ مین بہی کئی کتابین مستقل تصنیف ہوچکی ہین وغیرہ پس کسی قسم کا کوئی احتمال حدیثون مین باقی نہین ہے جس کی وجہ سے اوسپر عمل کرنا جائز نہو **فثالثاً** سوا ے احتمال تخصیص کے اور کوئی احتمال قابل اعتبار نہین ایسا ہو تو لغت اور شرع سے امان اوٹھجاوے اور احکام شرع سب بیکار ہوجاوین **کما صرح بہٖ فی التلویح** پس حدیثون پر عمل کرنا بیشک جائز بلکہ واجب ہے بلکہ عین ایمان اور اصل اسلام اسی کا نام ہے باقی سب خیال کہ ہے **مغالطہ ششم** اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم سب امامون کے اوستاد ہین امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین اور امام محمد امام اعظم کے شاگرد ہین تو اب امام شافعی بالواسطہ امام اعظم کے شاگرد ٹھہرے اور امام بخاری بہی بالواسطہ امام اعظم کے شاگرد ہین تو گویا امام اعظم سب امامون اور محدثین کے اوستاد ہین سو **جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ بات قطعاً غلط اور مردود ہے امام شافعی امام اعظم کے بالواسطہ ہرگز ہرگز شاگرد نہین ہین اور نہ وہ امام محمد کے شاگرد ہین یہ سب کے سب حنفیون کی من گھڑی باتین ہین اپنے دل کی تسکین کے واسطے حنفیون نے یہ باتین گھڑ رکھی ہین درحقیقت یہ سب باتین واہیات اور مفتریات ہین کوئی ان کی اصل نہین ہے چنانچہ امام شافعی اور امام محمد کے درمیان جو مناظرہ[1] واقع ہوا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہین اوس سے امام شافعی کی شاگردی اور امام محمد کی اوستادی کا حال کمال طرح سے معلوم ہوجاویگا اور امام اعظم کی بالواسطہ اوستادی کا بہی حق اچھی طرح سے ادا ہوجاویگا **قَالَ الْمُؤَرِّخُ الْبَارِعُ الشَّيْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ السُّبْكِيُّ فِي تَرْجَمَةِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الْكَرَابِيسِيِّ مِنْ**

[1] اس مناظرہ کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری نے اپنی رسالہ اشاعۃ السنہ مین نقل کیا ہے ۱۲

الطَّبَقَاتِ الكُبْرٰی لِلشَّافِعِيَّةِ وَمِنَ الفَوَائِدِ عَنْهُ كَتَبَتْ إِلَيَّ زَيْنَبُ بِنْتُ الكَمَالِ
عَنِ الحَافِظِ أَبِي الحَجَّاجِ يُوسُفَ ابْنِ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا المَكَارِمُ أَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدٍ اللَّبَّانُ
أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الحَسَنُ ابْنُ أَحْمَدَ الحَدَّادُ أَخْبَرَنَا الحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ أَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ
الأَصْبَهَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ دَاوُدَ بْنِ
مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ابْنُ خَلَفٍ البَزَّارُ أَبُو مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
قَالَ سَمِعْتُ الحُسَيْنَ الكَرَابِيسِيَّ قُلْتُ كَانَ أَبِي السَّنَدِ عُبَيْدًا عَنْ إِسْحَاقَ وَعُبَيْدًا
صَاحِبُ الكَرَابِيسِيِّ وَلَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَسْمَعَ عَنْهُ كَمَا سَمِعَ مِنْهُ رَجَعَ الحَدِيثُ إِلَى
الكَرَابِيسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ كُنْتُ أَقْرَأُ كُتُبَ الشِّعْرِ فَآتِي البَوَادِيَ فَأَسْمَعُ
مِنْهُمْ قَالَ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ مِنْهَا فَخَرَجْتُ وَأَنَا أَتَمَثَّلُ بِشِعْرٍ لِلَبِيدٍ فَضَرَبَنِي رَجُلٌ مِنْ
وَرَائِي مِنَ الحَجَبَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ ابْنُ المُطَّلِبِ يَرْضَى مِنْ دِينِهِ وَدُنْيَاهُ
أَنْ يَكُونَ مُعَلِّمًا لِلشِّعْرِ مَا الشِّعْرُ إِذَا اسْتَحْكَمْتَ فِيهِ إِلَّا قَعَدْتَ مُعَلِّمًا بِفِقْهٍ
يُعَلِّمُكَ اللهُ فَقَالَ فَنَفَعَنِي اللهُ بِكَلَامِ ذٰلِكَ الحَجَبِيِّ فَرَجَعْتُ إِلَى مَكَّةَ فَكَتَبْتُ عَنِ
ابْنِ عُيَيْنَةَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَكْتُبَ ثُمَّ كُنْتُ أُجَالِسُ مُسْلِمَ ابْنَ خَالِدٍ الزَّنْجِيَّ ثُمَّ
قَدِمْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فَكَتَبْتُ مُوَطَّاهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ أَقْرَأُ
عَلَيْكَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي تَأْتِي بِرَجُلٍ يَقْرَؤُهُ عَلَيَّ فَتَسْمَعُ فَقُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ
فَتَسْمَعُ إِلَى كَلَامِي فَقَالَ لِي اقْرَأْ فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامِي بِقِرَاءَةِ كُتُبِهِ أَذِنَ لِي
فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتّٰى بَلَغْتُ كِتَابَ السِّيَرِ فَقَالَ لِي اطْوِهِ يَا ابْنَ أَخِي تَفَقَّهْ تَعْلُو
فَجِئْتُ إِلَى مُصْعَبِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ فَكَلَّمْتُهُ أَنْ يُكَلِّمَ بَعْضَ أَهْلِنَا فَيُعْطِيَنَا شَيْئًا
مِنَ الدُّنْيَا فَإِنَّهُ كَانَ مِنَ الفَقْرِ وَالفَاقَةِ مَا اللهُ بِهِ عَلِيمٌ فَقَالَ مُصْعَبٌ
أَتَيْتُ فُلَانًا فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي أَتُكَلِّمُنِي فِي رَجُلٍ كَانَ مِنَّا فَخَالَفَنَا فَأَعْطَانِي
مِائَةَ دِينَارٍ

ترجمہ امام سبکی نے طبقات کبری شافعیہ میں ذیل ترجمہ حسین بن علی کرابیسی کی لکھا ہے کرابیسی کی افادات سے ایک یہ بات ہے کہ ....
... مجھے زینب بنت کمال نے لکھا کہ وہ ابوالحجاج یوسف بن خلیل سے روایت

کرتی ہے (اوس نے کہا) مجھے ابوالمکارم احمد بن محمد لبان نے خبر دی (اوس نے کہا) مجھے ابوعلی حسن بن احمد نے خبر دی (اوس نے کہا) مجھے حافظ ابونعیم (صاحب کتاب حلیتہ الاولیا) نے خبر دی ہے (اوس نے کہا) مجھے عبداللہ بن محمد بن جعفر نے حدیث سنائی (اوس نے کہا) مجھے عبید بن خلف بزار نے حدیث سنائی (اُس نے کہا) مجھے اسحاق بن عبدالرحمن نے حدیث سنائی اوس نے کہا مین نے حسین کرابیسی سے سنا مین (مؤلف کتاب طبقات کہتا ہوں) اوس سند مین ایسا ہی ہے کہ عبید نے اسحاق سے روایت کی ہے اور عبید خود بھی کرابیسی کا شاگرد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عبید نے اسحاق سے یہ بات سنی ہو جیسے کہ بلاواسطہ کرابیسی سے بھی سُنی ہے پھر حدیث کرابیسی کی شروع ہوئی (اوس نے کہا) مین نے امام شافعی سے سنا وہ کہتے تھے مین اشعار کی کتابین پڑہا کرتا تھا پس اہل بادیہ کے پاس جاتا یعنی جنگلی لوگون کے پاس جایا کرتا اور اون سے شعر سنتا پس مین وہان سے مکہ مین آیا پھر وہان سے جو نکلا تو لبید کا کوئی شعر پڑہنے لگا پس میرے پیچھے سے مجھے کسی نے ایک دربان نے مارا اور کہا کہ یہ شخص قریش سے ہے پھر خاصکر مطلب کی اولاد سے ہے اپنے دین دنیا سے اس بات پر راضی ہو بیٹھا ہے کہ شعر کا معلم ہے شعر چیز ہی کیا ہے اوس مین پختہ بھی ہوا تو کیا فائدہ ہے فقہ کا معلم ہو کر کیون نہین بیٹھا اللہ تجھے علم دے (امام شافعی) نے کہا مجھے اوس دربان کے کلام نے نفع دیا پس مین مکہ پھر آیا اور وہان (سفیان) ابن عیینہ (محدث) سے کچھ حدیثین اور علم لکھا جو اللہ تعالی نے چاہا پھر مینے مسلم بن خالد زنجی کی مصاحبت اختیار کی پھر مدینہ مین (امام) مالک بن انس کے پاس آیا اور اون کے موطا مین نے لکھ لی پھر مین نے امام مالک سے کہا ای ابوعبداللہ مین اس کتاب کو آپکے سامنے پڑہون اونہون نے کہا اور کسی کو لاؤ وہ پڑھے اور تم سنو مین نے عرض کی مین ہی پڑھتا ہون آپ سنتے جاؤ فرمایا کہ اچھا پڑھو جب امام مالک نے میری قرارت سنی تو پڑہنے کی اجازت دی پس مین نے وہ کتاب پڑھی یہانتک کہ کتاب السیر تک (جسمین لڑائیون کا ذکر ہی)

پہونچا تو امام مالک نے فرمایا اسکو اب بند کرو اور فقہ (دین مین سمجھ) پیدا کرو تم عالی رتبہ ہو جاؤ گے امام شافعی نے کہا مین مصعب (ارکان دولت ہارون رشید تھے) کے پاس آیا اور اوسکو کہا کہ ہمارے بھائی بندون امرا قریش سے سفارش آپ کہین کہ وہ مجھے کچھہ دنیا مین سے دین فقر اور فاقہ اس قدر لاحق تھا کہ خدا ہی جانتا ہے مصعب نے کہا کہ مین فلان شخص کے پاس گیا اور سفارش کی تو اوس نے جواب دیا تم ایسے شخص کی سفارش کرتے ہو جو ہم مین تھا پھر مخالف ہو گیا ہمارے پھر بھی مجھے اوس نے ایک سو اشرفی دی ثُمَّ قَالَ وَقَالَ مُصْعَبُ اِنَّ هَارُوْنَ الرَّشِيْدَ قَدْ كَتَبَ اِلَيَّ اَنْ اَصِيْرَ اِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا صِرْنَا اِلَى الْيَمَنِ وَجَالَسْنَا النَّاسَ كَتَبَ مُطَرِّفُ ابْنُ مَازَانَ اِلَى هَارُوْنَ الرَّشِيْدِ اِنْ اَرَدْتَ الْيَمَنَ اَنْ لَا يُفْسَدَ عَلَيْكَ وَلَا يَخْرُجُ مِنْ يَدَيْكَ فَاَخْرِجْ عَنْهُ مُحَمَّدَ ابْنَ اِدْرِيْسَ وَذَكَرَ اَقْوَامًا مِنَ الطَّالِبِيْنَ قَالَ فَبَعَثَ اِلَى حَمَّادَ الْبَرْبَرِيِّ فَاُوْثِقْتُ بِالْحَدِيْدِ حَتَّى قَدِمْنَا اِلَى هَارُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ وَقَدِمْتُ وَمَعِيَ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا قَالَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ يَوْمَئِذٍ بِالرَّقَّةِ فَاَنْفَقْتُ تِلْكَ الْخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا عَلَى كُتُبِهِمْ قَالَ فَوَجَدْتُ مِثْلَهُمْ وَمِثْلَ كُتُبِهِمْ مِثْلَ رَجُلٍ كَانَ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهُ فَرُّوْخُ كَانَ يَحْمِلُ الدُّهْنَ فِيْ زِقٍّ لَهُ وَكَانَ اِذَا قِيْلَ لَهُ عِنْدَكَ فِرْشَنَانُ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ قِيْلَ عِنْدَكَ زَنْبَقُ قَالَ نَعَمْ فَاِذَا قِيْلَ اَرِنِيْ وَلِلزِّقِّ رُؤُسٌ كَثِيْرَةٌ فَيُخْرِجُ لَهُ مِنْ تِلْكَ الدُّهْنِ وَاِنَّمَا هِيَ دُهْنٌ وَّاحِدٌ وَكَذٰلِكَ وَجَدْتُ كِتَابَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا هُمْ مُخَالِفُوْنَ لَهُ

ترجمہ پہر امام شافعی نے کہا کہ مجھے مصعب نے کہا کہ ہارون رشید نے مجھے لکھہ بہیجا ہے کہ مین یمن مین قاضی ہو کر جاؤن (امام شافعی کہتے ہین) پہر مین بہی اوس کی ساتہہ یمن کو چلا جب ہم یمن مین پہونچے اور لوگون سے ہم مجلس ہوئے تو مطرف بن مازان (امام شافعی کا دینی دشمن تہا) نے ہارون رشید کو لکہا کہ اگر آپ چاہتے ہو کہ ملک یمن بگڑ نجاوے اور ہاتہ سے

سے نکل نجاوے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کو وہان سے نکال دے اور کئی اور
طالبعلمون کا بھی ذکر کیا پس ہارون رشید نے میری طرف حماد بربری کو میرے
گرفتار کرنے کے لیے بھیجا پس اوس نے مجکو لوہے کے زنجیرون سے باندھ لیا یہانتک
کہ ہم سب ہارون کے پاس بمقام رقہ (ایک شہر کا نام ہے) پہونچے پھر میرے ہارون
کے سامنے پیشی ہوئی پھر مین وہان سے نکالا گیا پھر مین (شہر مین) آیا تو میرے
پاس پچاس اشرفیان مین جملہ اکیسو تہین وہ مینے حنفیہ کی کتب پر خرچ کین (اور انکو
خرید کیا) اوسدن محمد بن حسن (شاگرد امام اعظم) رقہ مین تھے پس مین نے اونکی اور اون
کی کتابون کی ایسی مثال دیکھی جیسے ہمارے یہان ایک مرد فروخ نامی رہتا تھا وہ ایک
مشک مین تیل لادلایا کرتا جب اوسکو کوئی کہتا کہ تیرے پاس فرستنان ہے (ایک قسم
کے تیل کا نام ہے) تو کہتا ہان ہے اور جب اوسکو کہا جاتا کہ دکھا تو بھی تو ایک
ہی تیل نکالدیتا اوس مشک کو اوس نے کئی منہ لگا رکھے تھے ایک سے چنبیلی کا تیل
نکالدیتا اور دوسرے منہ سے دوسرے قسم کا اور واقع مین ایک ہی تیل ہوتا اور
ایک ہی مشک کا، امام شافعی نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کی کتاب کو ایسا ہی
پایا (یعنی مشک فروخ کی طرح) یہ لوگ تو کہتے ہین کہ وہ اللہ ہی کی کتاب ہے
اور نبی صلعم کی سنت ہے اور درحقیقت اونکے الواقع کتاب اللہ اور سنت کے
مخالف ہین ثُمَّ قَالَ فَسَمِعْتُ مَالَا اُحْصِیْہِ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ یَقُوْلُ اِنْ
تَابَعَکُمُ الشَّافِعِیُّ فَمَا عَلَیْکُمْ مِنَ الْحِجَازِیِّ کُلْفَۃٌ بَعْدَہٗ فَجِئْتُ یَوْمًا فَجَلَسْتُ
اِلَیْہِ وَاَنَا مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ ھَمًّا وَغَمًّا مِنْ سَخَطِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَزَادِیْ
فَقَدْ فَقَدَ قَالَ فَلَمَّا اَنْ جَلَسْتُ اِلَیْہِ اَقْبَلَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ یَطْعَنُ عَلٰی اَھْلِ دَارِ
الْھِجْرَۃِ فَقُلْتُ عَلٰی مَنْ تَطْعَنُ عَلَی الْبَلَدِ اَمْ عَلٰی اَھْلِہٖ وَاللّٰہِ لَئِنْ طَعَنْتَ عَلٰی
اَھْلِہٖ اِنَّمَا تَطْعَنُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَاِنْ طَعَنْتَ
عَلَی الْبَلْدَۃِ فَاِنَّھَا بَلْدَتُھُمُ الَّتِیْ دَعَا لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنْ یُّبَارِکَ لَھُمْ فِیْ صَاعِھِمْ وَمُدِّھِمْ وَحَرَّمَھَا کَمَا حَرَّمَ اِبْرٰھِیْمُ مَکَّۃَ

لایتصید صیدها فعلی ایهم تطعن فقال معاذ الله ان اطعن علی احد منهم او علی بلدته انما اطعن علی حکم من احکامه فقلت وما هو قال الیمین مع الشاهد فقلت له لما طعنت قال فانه مخالف لکتاب الله فقلت فکل خبر یاتیک مخالفا لکتاب الله لیسقط قال کذلک یجب فقلت ما تقول فی الوصیة قال فقلت له اخبرنی عن شاهدین حتم من الله قال فماذا ترید من ذا قال فقلت له لئن زعمت ان الشاهدین حتم من الله لا غیره کان ینبغی لک ان تقول اذا زنی زان فشهد علیه شاهدان ان کان محصنا رجمته وان کان غیر محصن جلدته قال فان قلت لک لیس هو حتم من الله قال قلت له اذا لم یکن حتم من الله فتنزل کل الاحکام منازله فی الزنا اربعا وفی غیره شاهدین وفی غیره رجلا وامرتین واعنی فی القتل لا یجوز الا شاهدین فکذلک کل حکم منزل حیث انزله منها برجل وامراتین ویمین فرایتک تحکم بدون هذا قال ما احکم بدون هذا

ترجمه پهر شافعی نے کہا کہ مین نے محمد کو بہت دفعہ کہتے سنا (اے لوگو) اگر یہ شافعی تمہارا تابع ہو گیا تو پہر تمکو کسی حجازی (ساکن مکہ و مدینہ) کی طرف سے تکلیف نہو گی پہر مین (امام شافعی کہتے ہین) ایک دن امام محمد کے پاس بیٹہا اور مین امیر المومنین (ہارون رشید) کے غصے کے سبب سے بڑے غم مین تہا اور میرا سب خرچ بہی تمام ہو چکا تہا جب مین اوس کے پاس بیٹہ گیا تو محمد بن حسن اہل مدینہ پر طعن کرنے لگا مین نے کہا کس پر طعن کرتے ہو اس شہر پر یا شہر والے لوگون پر خدا کی قسم ہے اگر ان لوگون پر طعن کرتے ہو تو ابو بکر و عمر و مہاجرین و انصار پر طعن کرتے ہو اور اگر اس شہر پر طعن کرتے ہو تو یہ وہ شہر ہے جس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اوس کی ناپ اور تول مین برکت ہو اور اوس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حرم بنایا ہے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا ہے کہ اسکا کوئی شکار نکرے سو تبلاؤ کہ کس پر طعن کرتے ہو امام محمد نے کہا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ مین اس شہر پر طعن

کرون یا اوس کے لوگون پر طعن کرون مین تو اوس کے ایک حکم پر طعن کرتا ہون
مینے کہا وہ کیا حکم ہے امام محمد نے کہا ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھہ فیصلہ
کرنا مین نے کہا اس حکم پر کیون طعن کرتے ہو اوس نے کہا اس لئے کہ یہ حکم قرآن کے
مخالف ہے مین نے کہا جو حدیث تم قرآن کے مخالف پاؤ گے اسکو درجہ اعتبار سے ساقط
کر دو گے امام محمد نے کہا ہان ایسا ہی واجب ہے پھر مین نے پوچھا والدین کے حق
مین وصیت کرنے کو کیا کہتے ہو جائز ہے یا نہین تو امام محمد ایک گھڑی تک
سوچ مین رہگئے مین نے کہا جواب دو تو اونہون نے جواب دیا کہ یہ وصیت جائز نہین ہے
اونہون نے کہا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مان باپ کے
لئے وصیت جائز نہین امام شافعی کہتے ہین پھر مین نے پوچھا بتلاؤ یہ حکم دو گواہ
کا اللہ کی طرف سے ایسا ہی واجب متعین ہے جسکا خلاف کرنا جائز نہین امام محمد
نے کہا اس سوال سے کیا مراد ہے مین نے کہا (مراد یہ ہے) کہ اگر تم کہو یہ حکم ایسا
واجب ہے جسکا خلاف کہین جائز نہین تو چاہیئے کہ جب زانی زنا کرے اور اوس پر
دو گواہ گواہی دین تو اوس کو محصن ہونے کی صورت مین سنگسار کرو ورنہ سو درّہ
لگاؤ امام محمد نے کہا اگر مین کہون کہ دو گواہ واجب متعین نہین ہین تو پھر کیا ہوگا
امام شافعی نے کہا اگر واجب متعین نہین تو سبھی احکام کو اپنی اپنی جگہہ اوتارو
شہادت زنا مین چار گواہ ہون اور بعض جگہہ دو اور بعض جگہہ ایک مرد اور
دو عورتین مین نے جو کہا ہے کہ بعض جگہہ دو ہی چاہیے اس سے مراد قتل ہے
اسی طرح سبھی احکام کو اوس جگہہ اوتارنا چاہیئے جہان اللہ نے اوتارا ہے بعضے
جگہہ چار ہونی چاہیے اور بعضی جگہہ دو اور بعضی جگہہ ایک مرد دو عورتین اور بعضے
ایک گواہ اور قسم مدعی کے ثُمَّ قَالَ فَرَأَيْتَكَ تَحْكُمُ بِدُونِ هٰذَا
قَالَ مَا أَحْكُمُ بِدُونِ هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ
إِذَا اخْتَلَفَا فِي مَتَاعِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَصْحَابِي يَقُولُونَ فِيهِ مَا كَانَ
لِلرِّجَالِ فَهُوَ لِلرِّجَالِ وَمَا كَانَ لِلنِّسَاءِ فَهُوَ لِلنِّسَاءِ قَالَ فَقُلْتُ

أبِكِتَابِ اللّٰهِ هٰذَا أَمْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي الرَّجُلَيْنِ إِذَا اخْتَلَفَا فِي الْحَائِطِ فَقَالَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِنَا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَيِّنَةٌ يُنْظَرُ إِلَى الْعَقْدِ مِنْ أَيْنَ هُوَ الْبِنَاءُ فَأَحْكُمُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ أَبِكِتَابِ اللّٰهِ قُلْتَ هٰذَا أَمْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ قُلْتَ هٰذَا وَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي رَجُلَيْنِ بَيْنَهُمَا خُصٌّ فَتَخْتَلِفَانِ لِمَنْ يُحْكَمُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَيِّنَةٌ قَالَ أَنْظُرُ إِلَى الْمَعَاقِدِ مِنْ أَيِّ وَجْهٍ هِيَ فَأَحْكُمُ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ أَبِكِتَابِ اللّٰهِ قُلْتَ أَمْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ مَا تَقُولُ فِي وِلَادَةِ امْرَأَةٍ إِذَا لَمْ يَحْضُرْهَا إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ وَهِيَ الْقَابِلَةُ وَحْدَهَا فَقَالَ الشَّهَادَةُ جَائِزَةٌ وَالْقَابِلَةُ وَحْدَهَا نَقْبَلُهَا قَالَ فَأَحْكُمُ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ قُلْتَ هٰذَا أَبِكِتَابِ اللّٰهِ أَمْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَنْ كَانَتْ هٰذِهِ أَحْكَامُهُ فَلَا يَطْعَنُ عَلَىٰ غَيْرِهِ **ترجمہ**

پہر امام شافعی نے امام محمد کو کہا پہر مین تمکو ایسا ہی دیکہتا ہون کہ تم ان سب صورتون کے خلاف فیصلہ کرتے ہو امام محمد نے کہا مین کیا فیصلہ خلاف کرتا ہون امام شافعی نے کہا (بتلاؤ) مرد اور عورت گہر کے اسباب مین مختلف ہوے اس مین کیا کہو گے (یعنی وہ اسباب کسکو دیا جاوے گا) امام محمد نے کہا ہمارے فرقہ کے لوگون کا اس مین یہ قول ہے کہ جو چیز مردون کے لیے ہوتی ہے وہ مردون کو دلائی جاوے اور جو چیز عورتون سے مخصوص ہوتی ہے وہ عورتون کو دلائی جاوے امام شافعی نے کہا (بتلاؤ) یہ حکم کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ کا (امام محمد نے اس اعتراض کا کچہہ جواب ندیا) (امام شافعی کہتے ہین) پہر مینے کہا اون شخصون کے حق مین کیا کہو گے جنہون نے ایک دیوار مین جہگڑا کیا امام محمد نے کہا ہمارے یارون کا اسمین یہ قول ہے کہ جب اون کے گواہ نہون تو عمارت کو دیکہا جاوے وہ کس کی ہے (یعنی اینٹون کی رخ اور آنے جانے کی راہون سے) پس جسکی ہو اوسکو دلائی جاوے امام شافعی نے کہا یہ فیصلہ قرآن کا ہے یا حدیث رسول اللہ کا (پر اس کا بھی امام محمد نے کچہہ جواب نہ دیا)

امام شافعی نے کہا اون دو شخصون کے مقدمہ مین کیا کہوگے جنہون نے ایک چھپر (یا پھوس کا گھر) مین جھگڑا کیا اگر گواہ نہون تو کسکو دلاؤگے امام محمد نے کہا رسیون کی گرہون کو دیکہین گے پس جس کی طرف ہونگی اوسی کو دلاوین گے امام شافعی نے کہا یہ فیصلہ قرآن سے کیا ہے یا حدیث رسول اللہ سے (پس اس مین بہی امام محمد نے کچہہ جواب نہین دیا) پھر امام شافعی نے کہا کسی عورت کے جننے پر دایہ کی شہادت مین کیا کہوگے جب سوا ایک دایہ کے دوسرا وہان کوئی نہو امام محمد نے کہا اکیلی دایہ کی شہادت مقبول ہے مین اسپر فیصلہ کرونگا امام شافعی نے کہا یہ قرآن سے فیصلہ کیا ہے یا حدیث رسول سے امام شافعی نے کہا پس مین نے امام محمد کو کہا کہ جن لوگون کے ایسے ایسے مسئلے مخالف قرآن وحدیث کے ہون وہ دوسرے لوگون پر طعن نکرین (یعنی جب تمہارے گہر کا یہہ حال ہے تو پہر تم مدینہ والون پر فقط ایک مسئلے مین کیون طعن کرتے ہو اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر سوچو) **ثُمَّ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ** اَتَعِيبُ مِنْ حُكْمٍ حَكَمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَكَمَ بِهِ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَحَكَمَ بِهِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ بِالْعِرَاقِ وَقَضٰى بِهِ شُرَيْحٌ **ترجمہ** امام شافعی کہتے ہین پہر مین نے امام محمد کو کہا کیا تم ایسے حکم پر طعن کرتے ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہی اور جس کے ساتہہ ابوبکر وعمر وعلی رضی اللہ تعالی عنہم نے فیصلہ کیا ہے اور جس کے ساتہہ شریح نے فیصلہ کیا ہے (شریح حضرت علی کے نائب و قاضی تہے) **ثُمَّ قَالَ** وَدَخَلَ مَنْ وَّرَائِيْ يَكْتُبُ الْفَاظِيْ وَاَنَا لَا اَعْلَمُ فَاَدْخَلَ عَلٰى هَارُوْنَ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ لِيْ هَرْثَمَةُ ابْنُ اَعْيَنَ كَانَ مُتَّكِئًا فَاسْتَوٰى جَالِسًا قَالَ اقْرَءْهُ عَلَيَّ ثَانِيًا قَالَ فَاَنْشَأَ هَارُوْنُ يَقُوْلُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ تَعَلَّمُوْا مِنْ قُرَيْشٍ وَّلَا تُعَلِّمُوْهَا قَدِّمُوْا قُرَيْشًا وَّلَا تُؤَخِّرُوْهَا لَا اَنْكَرَ اَنْ يَّكُوْنَ

مُحَمَّدُ ابْنُ اِدْرِيْسَ اَعْلَمُ مِنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ قَالَ فَرَضِيَ عَنِّيْ وَاَمَرَ لِيْ
بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَخَرَجَ بِهٖ هَرْثَمَةُ وَقَالَ لِيْ بِالسَّوْطِ هٰكَذَا فَاتَّبَعْتُهُ
فَحَدَّثَنِيْ بِالْقِصَّةِ وَقَالَ قَدْ اَمَرَ لَكَ بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَقَدْ اَضَفْتُ اِلَيْهَا
مِثْلَهَا قَالَ فَمَا مَلَكْتُ قَبْلَهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ اِلَّا فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ انتہ

مافی الطبقات الکبری للسبکی **ترجمہ** پہر امام شافعی
نے کہا ایک مرد میرے پیچہے سے میری یہ سب کلام لکہتا جاتا تہا اور مجہکو
اوس کی کچہہ خبر نہ تہی اوس نے وہ ہمارا دونون کا جہگڑا لکہہ کر ہارون رشید
(بادشاہ وقت) کے پاس پہونچایا اور اوسکو وہ سب قصہ پڑہکر سنادیا ہرثمہ
بن اعین (مصاحب ہارون رشید) نے مجہسے ذکر کیا کہ جب اوس شخص نے
پہلی دفعہ اوس تحریر کو پڑہا تو ہارون رشید تکیہ لگاکر بیٹہا ہوا تہا پہر اچہی
طرح سیدہا ہوکر بیٹہہ گیا اور کہا اس جہگڑے کو دوبارہ پڑہکر سناؤ (جب اُس نے
دوبارہ پڑہکر سنایا) تو ہارون رشید اوسوقت بلاتامل کہنے لگا اللہ اور اوس کے
رسول نے سچ کہا ہے اللہ اور اوس کے رسول نے سچ کہا ہے کہ قریش (امام شافعی
کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ امام شافعی قریش مین سے تہے) سے علم سیکہو
اور اونکومت سکہاؤ اونکو آگے کرو پیچہے مت ہٹاؤ مین اس بات کا اقرار کرتا ہون
کہ امام شافعی امام محمد سے زیادہ علم رکہتا ہے امام شافعی نے کہا پہر ہارون رشید
(جو مجہسے خفا تہا) مجہسے راضی ہوگیا اور مجہکو پانسو اشرفی دینے کا حکم دیا وہ
ہرثمہ لے آیا اور مجہے چابک سے اشارہ کیا مین اوس کے پیچہے ہو چلا تو مجہے اُس
نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا کہ ہارون رشید نے پانسو اشرفی انعام کا تیرے
واسطے حکم دیا ہے اور پانچسو اشرفی مین نے اپنی طرف سے ملادی ہے
امام شافعی نے کہا اس دن سے پہلے مین کبہی ایک ہزار اشرفی کا مالک نہوا تہا
اب مضمون طبقات کبرای سبکی کا تمام ہوا اور اسی قصہ کا ایک ٹکڑا شاہ
ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ اور انصاف مین نقل کیے وہ یہ ہے

مَثَالُهُ مَا بَلَغَنَا اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ وَهُوَ يَطْعَنُ عَلٰی اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ قَضَاهُمْ بِالشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَالْيَمِيْنِ وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ زِيَادَةٌ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ الشَّافِعِیُّ اَثَبَتَ عِنْدَكَ اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ الزِّيَادَةُ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ قُلْتَ اِنَّ الْوَصِيَّةَ لِلْوَارِثِ لَا يَجُوْزُ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الْاٰيَةَ وَاَوْرَدَ عَلَيْهِ اَشْيَاءَ مِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ فَانْقَطَعَ كَلَامُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ انتہی **یعنی مثال** اوس کی یہ ہے جو ہمکو پہونچی کہ تحقیق امام شافعی امام محمد پر داخل ہوئے اور حالانکہ امام محمد مدینہ والون پر طعن کر رہے تہے اون کے ایک گواہ اور قسم کے ساتہہ فیصلہ کرنے پر اور کہتے تہے یہ زیادت ہے کتاب اللہ پر پس امام شافعی نے کہا کیا تیرے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خبر واحد کے ساتہہ کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہین ہے امام محمد نے کہا ہان ایسا ہی ہے امام شافعی نے کہا پس وارث کے واسطے وصیت تم کیون جائز نہین رکہتے ہو اس حدیث کی وجہ سے کہ وصیت وارث کے واسطے جائز نہین ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لکہی گئی ہے تم پر جب کہ حاضر ہووے ایک کو تم مین سے موت وصیت آخر آیت تک اور امام شافعی نے اسی قسم کے امام محمد پر اور بہت اعتراضات وارد کئے پس امام محمد لاجواب اور ملزم ہوگئے انتہی **پس اس بیان با برہان سے** ثابت ہوگیا کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد نہین ہین اور نہ اونہون نے اوسے کچہہ پڑہا ہے پس یہ جو کچہہ حنفیون کی زبانون پر مشہور ہے کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہین اور امام شافعی نے کہا کہ سب لوگ فقہ مین امام ابوحنیفہ کے عیال ہین اور یہ قول امام شافعی کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امام محمد کے سبب سے فقہ مین مدد دی اور یہ قول امام شافعی کا کہ جو کوئی فقہ مین دخل حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنیفہ کی فقہ کو اختیار کرے۔

ف لاجواب ہونا امام محمد کا مقابلہ مین امام شافعی کے۔

وغیر ذالک یہ سب کا سب کذب اور افترا ہے امام شافعی کی شاگردی تو ایک طرف رہی بلکہ یہان تو اس قسم کی بحث ہوئی ہے اور امام شافعی نے اس قسم کے امام محمد کو الزام دی ہین کہ کبھی اوستاد بھی شاگردون کو ایسے ایسے الزام نہین دیتے ہین بلکہ یہان تو امام محمد کا اس قسم کا عجز ثابت ہوتا ہے کہ امام محمد امام شافعی کے شاگرد تھے اون کے سامنے ایسے عاجز ہوئے اور ایسا ناک مین دم آیا کہ پوچھہ پوچھہ آگے قدم رکھتے تھے اور اس قصہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام شافعی اسدن کسے پہلے کبھی اونکے ہم مجلس نہین ہوئے تھے اور بعد کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ پھر وہ اون کے ہم مجلس نہین ہوئے پھر شاگردی کب ہوئی عالم خواب مین یا کہ عالم ارواح مین **اور** نیز اگر وہ امام محمد کے شاگرد ہوتے یا اون کی فقہ کے سبب سے مدد لیتے یا سب لوگون کو ابو حنیفہ کی فقہ مین عیال بتلاتے تو پھر ابو حنیفہ کی کتاب کو مشک فروخ کیون کہتے اور اور اوس کو خدا اور رسول کے مخالف کیون ٹھہراتے سبحان اللہ شاگرد ہون تو ایسے ہی ہون کہ اوستادون کو خدا اور رسول کے مخالف ٹھہراوین **اور** نیز اگر امام شافعی امام محمد کے شاگرد ہوتے یا اون کی فقہ کو اچھا جانتے تو پھر اون کی مخالفت کیون کرتے اور اپنا علحدہ مذہب کیون اختیار کرتے حالانکہ امام شافعی کا مذہب جسقدر حنفی مذہب کے مخالف ہے اس قدر کسی کا مذہب بھی مخالف نہین ہے حنبلی و مالکی مذہب اس قدر حنفی مذہب کے مخالف نہین ہے پھر اون کی شاگردی کا یہی نتیجہ ہوا کہ اکثر مسئلو مین اون سے مخالف ہوگئے **اور** نیز یہ بات ظاہر ہے کہ شاگردی مین اوستادون سے غالباً دینی مسائل ہی سیکھے جاتے ہین اور جب کہ امام شافعی اون سے اکثر مسائل دینی فروعات و مجتہدات مین مخالف ہین تو پھر اون سے پڑہا ہے کیا خاک یا پتھر اور یہ بحث بھی دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ امام شافعی نے امام محمد سے کچھہ نہین پڑہا ہے **اور** نیز ہارون رشید نے کہا ہے کہ امام شافعی علم مین امام محمد سے زیادہ ہین پس وہ

علم مین امام محمد سے زیادہ ہوئے تو پھر امام محمد کے شاگرد کیسے ہوئے اعلم عالم کا شاگرد کیسے ہوسکتا ہے جب ہر علم مین اوسے زیادہ ہوئے تو پڑھا کیا خاک الحاصل امام شافعی کو امام محمد کا شاگرد ٹھہرانا یا امام اعظم کا بالواسطہ شاگرد بتلانا بڑی ہی شرم کی بات ہے یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو شرم اور حیا نہ رکھتا ہو اور غیرت اور حمیت سے عاری ہو اور نیز جب کہ امام محمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم کے اس حکم پر طعن کیا تو اب حنفیہ اسکو طعن سمجھتے ہین یا نہین اگر طعن سمجھتے ہین تو امام محمد گئے گذرے اور اگر طعن نہین سمجھتے تو پھر اگر اہل حدیث امام اعظم کے کسی مسئلہ کو قرآن و حدیث کے مخالف کہین تو وہ بھی لامحالہ طعن نہین جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ کے مسئلے کو قرآن کے مخالف کہنا طعن نہین کہا جاتا تو ایک ادنی امام مجتہد کے قول کو قرآن وحدیث کے مخالف کہنا طعن کیسے ہوسکتا ہے ہرگز ہرگز یہ بات کسی طرح ممکن نہین فما ھو جوابکم فھو جوابنا وعلی ھذا القیاس امام بخاری کو امام اعظم کا بالواسطہ شاگرد ٹھہرانا بھی کمال ہی شرم کی بات آوگا اسوجہ سے کہ امام بخاری رح اپنی جامع صحیح مین کوئی حدیث اون کی طریق نہین لایا ہے ثانیاً باین طور کہ امام بخاری نے اپنی تاریخ مین امام اعظم کو مرجی لکھا ہے چنانچہ لکھا ہے أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ كَانَ مُرْجِيًا سَكَتُوا عَنْ رَأْيِهِ وَعَنْ حَدِيثِهِ پس امام بخاری کو امام اعظم کا شاگرد ٹھہرانا کمال بےغیرتی ہے ثالثاً امام بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح مین امام اعظم پر سخت رد کیا ہی چنانچہ قال بعض الناس صحیح بخاری مین جابجا موجود ہے اسی وجہ سے عینی حنفی شرح بخاری مین ہر جگہہ اس لفظ سے واویلا کرتا ہے هٰذَا التَّشْنِيعُ عَظِيمٌ عَلَى الْإِمَامِ الْهُمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ پھر بڑی ہی افسوس کی بات ہے کہ عینی تو بخاری کے ہاتھ سے جلکر یہ واویلا مچاوے اور آجکل جہلاء حنفی امام بخاری کو امام اعظم کا

بالواسطہ شاگرد ٹھہراوین وای برین عقل عقل چہ کنی کہ پیش این فرقہ جلبہ آید

مغالطہ ہفتم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ اہل حدیث کے پیشوا امام بخاری بہی امام شافعی کے مقلد تھے پہر یہ لوگ عامل بالحدیث تقلید اختیار کیون نہین کرتے ہین **سو جواب** اس کا یہہ ہے کہ یہ محض کذب اور دہوکہا دہی ہے آمام الائمہ سراج الامۃ امام محمد بن اسمعیل بخاری امام شافعی کے ہرگز ہرگز مقلد نہین تھے بلکہ وہ بلا تقلید اپنے فہم و اجتہاد سے استدلال اور استنباط کرتے تھے چنانچہ امام بخاری کے فقاہت اور اپنے اجتہاد کے ساتھہ دلائل سے استنباط کرنا اور نصوص کے عموم سے یا اشارہ سے یا فحوای وغیرہ سے مسائل کا استخراج کرنا ہم اوپر ثابت کر چکے ہین اور یہان بہی کچہہ بطور اختصار کے بیان کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیے کہ امام بخاری امام شافعی وغیرہ کے مقلد نہ تھے بلکہ وہ اپنے اجتہاد سے مسائل استنباط کرتے تھے اور ۸ باین طور کہ امام بخاری کا مجتہد مستقل ہونا اور باجتہاد خود حدیثون سے استنباط کرنا اس کتاب صحیح بخاری کے تراجم (اوہ مسائل جسکو باب کے ذیل مین وارد کیا ہے جیسے باب تکبیر و مسح موزہ وغیرہ) سے اظہر من الشمس ہے امام بخاری نے اوسکے تراجم مین ایسے ایسے ادق مسائل اجتہادیہ کتاب و سنت سے استنباط کئے ہین جنکا کچہہ بیان نہین ہوسکتا ہے چنانچہ **شاہ ولی اللہ صاحب** نے لکہا ہے وَاسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ مَعَانِی کَثِیْرَۃً وَمِنْهَا اَنَّہٗ یُتَرْجِمُ بِحَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ لَیْسَ عَلٰی شَرْطِہٖ لِمَسْئَلَۃٍ اِسْتَنْبَطَهَا مِنَ الْحَدِیْثِ بِنَحْوٍ مِنَ الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ نَصِّہٖ اَوْ اِشَارَتِہٖ اَوْ عُمُوْمِہٖ اَوْ اِیْمَائِہٖ اَوْ فَحْوَاہُ **یعنی** بعضے ترجمہ ایسے ہین کہ اوس مین ایک حدیث مرفوع لاتا ہے جو اوس کی شرط نہین ہوتی واسطے ایک مسئلے کے جو حدیث سے استنباط کیا ساتھہ کسی استنباط کے اوس کی نص سے یا اوس کے اشارہ سے یا اوس کے عموم سے یا اوس کی ایما سے یا اوس کی فحوای سوا انکے

اور بیان اس کا مفصّل اوپر گذر چکا ہے اسیواسطے بہت فضلا امام بخاری کی فقہ اور اجتہاد کے قائل ہوگئے ہین فلِذَا اشتھر مِن جمعٍ مِنَ الفُضَلَاءِ فِقہُ البُخارِیّ فِی تَراجِمِہٖ کما مرّ من مقدمۃ البخاری **ثانیاً** امام بخاری کا بسر خود مجتہد ہونا اور امام شافعی کا مقلد نہونا اس طور پر ثابت ہے کہ صحیح بخاری مین امام شافعی سے اوس نے کچھ اخذ نہین کیا ہے صرف ایک جگہہ بلفظ ابن ادریس انکا نام تو لیا ہے مگر ان سے نہ کوئی حدیث لی ہے اور نہ کسی اجتہادی مسئلے مین انکی پیروی ظاہر کی اور نہ کسی جگہہ مین انکا نام لیکر کسی مسئلے مین ان کی تائید کی پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ امام شافعی کو لائق اتباع واخذ روایت نہین سمجھتے تھے اگر ایسا سمجھتے تو اون کی روایت کو ترک نکرتے پس جب باوجود ثقہ ہونے امام شافعی کے اون سے امام بخاری نے کوئی حدیث روایت نہین کی ہے تو پہر وہ امام شافعی کو اپنا امام کب سمجھہ سکتے تھے اور اوس کی تقلید کیسی اختیار کر سکتے تھے **ثالثاً** اگر امام بخاری امام شافعی کے مقلّد ہوتے تو اپنی کتاب الصحیح بخاری مین امام شافعی سے کوئی نکوئی حدیث ضرور روایت کرتے جس کا کوئی مقلّد ہو اوس کی طریق سے حدیث ضرور ہی روایت کرتا ہے بلکہ اوس کے واسطہ سے حدیث نقل کرنے کو وہ اپنا فخر سمجھتا ہے مقلدین حنفیہ وغیرہ نے اپنے امامون کے واسطہ سے کیا کیا مسند روایت کئے ہین چنانچہ مسند امام شافعی اور مسند امام احمد وغیرہ مشہور اور موجود ہین اور امام اعظم کی تو بقول حنفیہ پندرہ مسانید موجود ہین جو بعد کو مقلدین نے اون سے روایت کئے ہین پہر یہ کیا غضب کی بات ہے کہ امام بخاری نے اتنے ہزار حدیث اپنی کتاب مین روایت کی اور امام شافعی سے ایک حدیث بھی روایت نہ کی پس معلوم ہوا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلّد نہین تھے اون کو امام شافعی کی تقلید کا اتہام لگانا محض کذب اور افترا ہے اور دروغ گویم برروے تو کا مصداق بنتا ہے **رابعاً** امام بخاری نے کسی مسئلہ اجتہادی اور جزئی فقہی مین امام شافعی کی پیروی ظاہر نہین کی بلکہ جابجا اون کی مخالفت کا اظہار

فرمایا اور مسائل فرعیہ مین وہ مذہب اختیار کیا جو امام شافعی کے صریح مخالف ہے چنانچہ بطور نمونہ کے چند مسائل کو یہان بیان کیا جاتا ہے جنمین امام بخاری نے امام شافعی کا خلاف کیا ہے **مسئلہ اول** امام شافعی فرماتے ہین کہ انسان کے بال بدن سے جدا ہوتے نجس و ناپاک ہو جاتے ہین اور جس پانی مین وہ بال پڑجاوین وہ پانی ناپاک اور پلید ہو جاتا ہے سو امام بخاری نے اس قول کو بصفحہ ۲۹ کتاب رد کر دیا ہے اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے چنانچہ عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ اَرَادَ الْبُخَارِيُّ رَدَّ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ اِنَّ شَعْرَ الْاِنْسَانِ اِذَا فَارَقَ الْجَسَدَ نَجِسٌ وَاِذَا وَقَعَ فِي الْمَاۤءِ نَجَسَ **یعنی** ابن بطال نے کہا کہ مراد امام بخاری کی شافعی کے قول کو رد کرنا ہے اون کا قول یہہ ہے کہ انسان کے بال جب جسم سے علیحدہ ہو جاوین تو پلید ہو جاتے ہین اور جب پانی مین پڑجاوین تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے **مسئلہ دوم** امام شافعی فرماتے ہین کہ وضو مین تمام سر کا مسح کرنا واجب نہین ہے بلکہ ایک دو بال کا مسح بہی کافی ہے سو امام بخاری نے اس قول کا خلاف کیا ہے اور اس کے مقابلہ مین بصفحہ ۳۱ کتاب امام مالک کا وہ قول وارد کیا جس سے بعض حصہ سر کے مسح کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے **مسئلہ سوم** امام شافعی وغیرہ جمہور مجتہدین کا یہ قول ہے کہ اگر جماع مین انزال نہو تو جب بہی غسل واجب ہو جاتا ہے اور حدیث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ جس مین فقط وضو کا حکم ہے منسوخ ہے سو امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ ۴۳ مین موجود ہے قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْغُسْلُ اَحْوَطُ یعنی امام بخاری نے کہا کہ غسل مین زیادہ احتیاط ہے اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے اَرَادَ بِهٰذَا اَنَّ الْحَدِيْثَ غَيْرُ مَنْسُوْخٍ یعنی امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ حدیث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی منسوخ نہین ہے اور قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وُجُوْبُ الْغُسْلِ وَاَنَّ الْحَدِيْثَ مَنْسُوْخٌ یعنی شافعی کا

فرع اون مسائل کا بیان جنمین امام بخاری نے امام شافعی کی مخالفت کی ہے

مذہب یہہ ہے کہ اس صورت مین غسل واجب ہے اور حدیث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی منسوخ ہے انتہے **مسئلہ چہارم** امام شافعی کا آخری قول یہہ ہے کہ حاملہ عورت کو جو خون ظاہر ہو وہ حیض ہے تو امام بخاری نے بصفحہ ۴۶ اسکا خلاف کیا ہے چنانچہ **فتح الباری شرح بخاری** مین لکھا ہے قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ غَرَضُ الْبُخَارِيِّ بِاِدْخَالِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي بَابِ الْحَيْضِ تَقْوِيَةُ مَذْهَبِ مَنْ يَّقُوْلُ اِنَّ الْحَامِلَ لَا تَحِيْضُ وَهُوَ قَوْلُ الْكُوْفِيِّيْنَ وَاِلَيْهِ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيْمِ وَفِي الْجَدِيْدِ اَنَّهَا تَحِيْضُ انتہی یعنی ابن بطال نے کہا کہ غرض بخاری کی اس حدیث کے باب الحیض مین داخل کرنے سے پکا کرنا ہے اوس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ حاملہ عورت کو حیض نہین آتا اور یہی قول ہے کوفہ والون کا اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور آخری قول یہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے انتہی **مسئلہ پنجم و ششم** امام شافعی کا مذہب ہے (جیسا کہ حنفیہ کا بھی ہے) کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک منہہ کے واسطے دوسری ہاتہون کے واسطے اور ہاتہون کی حد تیمم مین بنا بر قول اخیر امام شافعی کے کہنیون تک ہے سو امام بخاری نے اون دونون قولون کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ تیمم مین منہہ اور ہاتہون کے واسطے ایک ضرب کافی ہے اور ہاتہون کی حد تیمم مین پہنچون تک ہے چنانچہ امام بخاری نے باب باندہا ہے بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی باب ہے تیمم کا واسطے منہہ اور دونون ہتھیلیون کے دوسرا باب باندہا ہے بَابُ التَّيَمُّمِ ضَرْبَةٌ یعنی تیمم ایک ہی ضرب ہے مَفْهُوْمُهٗ يَعْنِيْ حَدِيْثَ عَمَّارٍ اَنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى الْكَفَّيْنِ لَيْسَ بِفَرْضٍ وَهُوَ مَذْهَبُ اَحْمَدَ وَحُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ فِي الْقَدِيْمِ وَهُوَ الْقَوِيُّ مِنْ جِهَةِ الدَّلِيْلِ ثُمَّ قَالَ الْاَصَحُّ الْمَنْصُوْصُ يَعْنِيْ عَنِ الشَّافِعِيِّ وُجُوْبُ ضَرْبَتَيْنِ یعنی معنے حدیث عمار کا یہہ ہے کہ پہنچون سے زیادہ کرنا فرض نہین اور یہی ہے مذہب امام احمد کا اور قدیم مذہب شافعی کا اور یہی قوی ہے دلیل کے رو سے پھر کہا زیادہ ترصحیح

اور منصوص امام شافعی سے یہی قول ہے کہ تیمم مین دو ضربین واجب ہین کذا فی القسطلانی **مسئلہ ہفتم** امام شافعی کا قول مشہور یہہ ہے کہ مریض مرض کے سبب دو نمازون کو جمع نکرے سو امام بخاری نے اس کا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۷۹ کتاب عطا تابعی کا قول مشعر جواز نقل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے قَالَ عَطَاءٌ وَيَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ یعنی عطا نے کہا کہ مریض مغرب اور عشا کی نماز کو جمع کرلیوے اور قسطلانی شرح بخاری مین لکھا ہے وَبِهٖ قَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ مُطْلَقًا وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَجَوَّزَهٗ مَالِكٌ بِشَرْطِهٖ وَالْمَشْهُوْرُ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَاَصْحَابِهِ الْمَنْعُ یعنی ساتھہ اسی کے قائل ہین احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور جائز رکھا ہے اوسکو مالک نے ساتھہ شرط اوس کی کے اور مشہور امام شافعی اور اوس کے اصحاب سے یہہ ہے کہ مریض کو جمع کرنا دو نمازون کا جائز نہین ہے **مسئلہ ہشتم** امام شافعی کا قول ہے کہ اگر امام کو نماز مین شک ہو تو وہ مقتدی کی تقلید نکرے اپنے یقین پر فیصلہ کرے سو امام بخاری نے بصفحہ ۹۹ کتاب اس کا خلاف کیا ہے اور اس مضمون کو حدیث سے ثابت کیا ہے کہ اگر امام کو نماز مین شک ہو تو وہ مقتدی کا کہا مان لیوے چنانچہ لکھا ہے هَلْ يَأْخُذُ الْاِمَامُ اِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ یعنی جب امام شک کرے تو وہ مقتدیون کے قول پر عمل کرے یا نہین اور قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِيَّةُ لَا يَأْخُذُ بِقَوْلِهِمْ وَقَالَ الْحَنَفِيَّةُ نَعَمْ ظَاهِرُهٗ (ای الحدیث) اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِهِمْ لٰكِنْ حَمَلَهٗ اِمَامُنَا الشَّافِعِيُّ عَلٰى اَنَّهٗ تَذَكَّرَ یعنی شافعیہ نے کہا ہے کہ مقتدیون کے قول پر عمل نکرے اور حنفیہ کہتے ہین کہ کرلیوے اور ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے قول کی طرف رجوع کیا ولیکن امام شافعی نے اوسکو اس پر محمول کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد آگیا تھا انتہی **مسئلہ نہم** امام

مسائل امام بخاری کا حنفیون کی بعض مسائل مین موافق ہونا

شافعی کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوۃ مین صرف درہم دینار لئے جاوین گے نہ اون کی قیمت کے کپڑے سو امام بخاری نے بصفحہ ۱۹۴ اس کا خلاف کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ کپڑے وغیرہ بھی زکوۃ مین لینے درست ہین چنانچہ بخاری مین باب العرض فی الزکوۃ کا باب باندھا ہے یعنی زکوۃ مین کپڑے لینے اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے اِحْتَجَّ بِہٖ اَصْحَابُنَا فِی جَوَازِ دَفْعِ الْقِیَمِ فِی الزَّکٰوۃِ وَلِھٰذَا قَالَ ابْنُ رَشِیْدٍ وَافَقَ الْبُخَارِیُّ فِی ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ الْحَنَفِیَّۃَ مَعَ کَثْرَۃِ مُخَالَفَتِہٖ لَھُمْ قَالَ الْکِرْمَانِیُّ وَعِنْدَ الشَّافِعِیِّ لَایَجُوْزُ وَکَذَا قَالَ فِی الْقَسْطَلَانِیِّ یعنی عینی نے کہا کہ اس حدیث کے ساتھ ہمارے لوگون نے دلیل پکڑی ہی اسپر کہ زکوۃ مین قیمت دینی جائز ہے اور اسی واسطے ابن رشید نے کہا کہ بخاری اس مسئلہ مین حنفیہ کے موافق ہوگیا ہے باوجودیکہ حنفیون کے ساتھ اوس کے بہت مخالفت ہے اور کرمانی شارح بخاری نے کہا کہ امام شافعی کے نزدیک زکوۃ مین قیمت دینی جائز نہاین ہے انتہے **مسئلہ دھم** امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ امام مالک کا قول ہے) کہ ایک شہر کی زکوۃ دوسرے شہر کے مسکینون کیواسطے منتقل نہو سو **امام بخاری** نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۲۱۲ کتاب (صحیح بخاری) کی فرمایا ہے کہ جہان کہین فقیر ہون اونکو زکوۃ دیجاوے چنانچہ لکھا ہے بَابُ اَخْذِ الصَّدَقَۃِ عَنِ الْاَغْنِیَاءِ وَتُرَدُّ عَلَی الْفُقَرَاءِ حَیْثُ کَانُوْا یعنی یہ باب ہے اس بیان مین کہ غنیون سے صدقہ لیا جاوے اور فقیرون کو دیا جاوے جہان کہین ہون اور قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے ظَاھِرُہٗ اَنَّ الْمُؤَلِّفَ یَخْتَارُ جَوَازَ نَقْلِ الزَّکٰوۃِ مِنْ بَلَدِ الْمَالِ وَھُوَ مَذْھَبُ الْحَنَفِیَّۃِ وَالْاَصَحُّ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ وَالْمَالِکِیَّۃِ عَدَمُ الْجَوَازِ یعنی ظاہر اس باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مؤلف نے زکوۃ کا نقل کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جائز رکھا ہے اور یہی ہے مذہب حنفیون کا اور زیادہ ترصحیح نزدیک امام شافعی کے اور مالکیون کے ناجائز ہونا اوس کا ہے انتہے **مسئلہ یازدھم** امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ مالک اور

احمد اور اسحاق وغیرہ کا بہی یہی مذہب ہے) کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا
جائز نہین ہے امام بخاری نے اس کا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۲۰۶ کتاب
(بخاری) کے حنفیون کے مذہب کے موافق دعوی کیا ہے کہ محرم کو احرام کی حالت
مین نکاح کرنا جائز ہے چنانچہ لکھا ہے بَابُ تَزْوِیْجِ الْمُحْرِمِ یعنی یہ باب ہے اس
بیان مین کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا جائز ہے قسطلانی نے شرح بخاری
مین لکھا ہے قَالَ الْکُوْفِیُّوْنَ یَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ یَّتَزَوَّجَ یعنی کوفہ والے کہتے ہین
کہ محرم کو نکاح کرنا جائز ہے اور عینی نے شرح بخاری مین لکھا ہے قَالَ مَالِکٌ
وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ لَایَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ یَّنْکِحَ یعنی امام مالک اور امام
شافعی اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ محرم کو احرام کی حالت مین نکاح کرنا
جائز نہین ہے انتہی وعلی ھذا القیاس صحیح بخاری مین اس قسم کی مثالین
بہت ہین پس ان مسائل کو دیکھکر کوئی منصف مزاج یہ نہین کہہ سکتا کہ امام
بخاری امام شافعی کے مقلد تہے ہان یہ بات مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت
مسائل مین امام شافعی کی رای سے اتفاق ہے مگر چونکہ بہت مسائل مین اونکو امام
شافعی سے اختلاف بہی ہے لہذا اس امر کی کوئی وجہ نہین ہے کہ ان مسائل اتفاقیہ
کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد ٹھہرایا جاوے اور ان مسائل اختلافیہ
کے لحاظ سے اونکو تارک تقلید امام شافعی نہ خیال کیا جاوے یہ ترجیح بلا مرجح
ہے جسکا کوئی اہل عقل وانصاف قائل نہین ہوسکتا ہے اور نیز ان مسائل
اتفاقیہ کے لحاظ سے امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد کہنا صحیح ہے تو پہر جسقدر
مسائل مین امام بخاری امام شافعی کے موافق ہے اوسی قدر مسائل مین امام مالک واحمد
وغیرہ کے بہی موافق ہے پہر اون مسائل کے لحاظ سے اونکو امام مالک واحمد وغیرہ
کا مقلد کہنا صحیح ہوگا اور جن مسائل مین امام بخاری حنفیون کے موافق ہے اون
مسائل کے لحاظ سے اوسکو امام اعظم کا مقلد کہا جاوے پہر اندرینصورت اوسکو
امام مالک یا امام اعظم کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے اور جن مسائل مین امام بخاری

امام مالک و امام اعظم وغیرہ سے مخالف ہے اون مسائل کے لحاظ سے اوس کو
تارک تقلید امام مالک یا امام اعظم کیون خیال کیا جاتا ہے پس اندرین صورت
سب کا اوسکو مقلد کہنا چاہئے یا سب کا تارک تقلید ایک امام کا اوسکو مقلد ٹھہرانا
اور دوسرے کا نہ ٹھہرانا ترجیح بلا مرجح ہے اور نیز اگر بعض مسائل مین موافق
ہونے سے اوسکا مقلد ہونا لازم آتا ہے تو پھر بعض مسائل مین تو امام شافعی بھی امام
اعظم کے موافق ہے پس امام شافعی کو امام اعظم کا مقلد کہنا چاہئے اور بعض
بلکہ اکثر مسائل مین امام شافعی امام مالک و امام احمد وغیرہ کے موافق ہین و
بالعکس پس اندرینصورت امام شافعی کو امام مالک و امام احمد وغیرہ کا مقلد کہنا
چاہئے و بالعکس پھر امام شافعی کو ان اکثر مسائل اتفاقیہ کے لحاظ امام مالک
وغیرہ کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے و بالعکس اس کے اور امام اعظم کو بھی
بہت مسائل مین امام مالک وغیرہ سے اتفاق ہے و بالعکس اس کے پھر امام
اعظم کو امام مالک وغیرہ کا مقلد کیون نہین کہا جاتا ہے اور نیز صاحبین
یعنی ابو یوسف اور امام محمد امام اعظم سے اکثر مسائل مین مخالف ہین یہانتک
کہ دو ثلث مذہب مین اون سے مخالف ہین پھر باوجود اسقدر مخالفت کے
اونکو امام اعظم کا مقلد کیون خیال کیا جاتا ہے اور اونکو تارک تقلید امام صاحب
کیون خیال نہین کیا جاتا ہے یہان تو اکثر مسائل یعنی دو تہائی مذہب مین
اون سے مخالف ہین اور اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے پس اندرینصورت
صاحبین کو امام اعظم کا مقلد کہنا یا اون کے موافق کہنا یا اونکو حنفی کہنا یا
اونکو حنفیت مین داخل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ اونکو امام اعظم کے سراسر
مخالف جاننا چاہئے اور حنفیہ کے مذہب سے اون کو برکنار سمجھنا چاہئے اور
نیز جن مسائل مین امام بخاری امام شافعی سے موافق ہے اون مین سے امام
بخاری نے کسی ایک مسئلہ مین بھی .... امام شافعی کے ساتھ
اپنی موافقت ظاہر نہین کی ہے جیسے کہ علما مقلدین حنفیہ و شافعیہ وغیرہ کا

یہ طریق چلا آتا ہے کہ اپنے موافقت اپنے امام سے ظاہر کرتے ہین چنانچہ فقہ مین جابجا موجود ہے وہو مذہب ابی حنیفۃ وبہ قال امامنا ابو حنیفۃ وغیرہ وغیرہ **خامساً** باین طور کہ بہت سے ائمہ سلف نے امام بخاری کو فقیہ یعنی مجتہد کہا ہے اور فرقہ مقلدین سے اوس کو نکال دیا ہے ازانجملہ چند اقوال علما کے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے نقل کئے جاتے ہین حدثنا حاشد بن اسمٰعیل قال قال لی ابو مصعب احمد ابن ابی بکر الزہری محمد ابن اسمٰعیل افقہ عندنا وابصر بالحدیث من احمد ابن حنبل فقال لہ رجل من جلسائہ جاوزت الحد فقال لہ ابو مصعب لو ادرکت مالکا ونظرت الی وجہہ ووجہ محمد ابن اسمٰعیل لقلت کلاہما واحد فی الحدیث والفقہ انتہی یعنی امام ابو مصعب نے فرمایا کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری ہمارے خیال مین امام احمد بن حنبل سے بڑھکر مجتہد اور عارف حدیث ہین اوسپر کسی مرد نے اعتراض کیا کہ اس مین آپ نے مبالغہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا اگر مین مالک کا زمانہ پاتا اور اون دونون (امام بخاری اور امام مالک) کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ دونون اجتہاد اور حدیث مین برابر ہین انتہی وقال قتیبۃ ابن سعید جالست الفقہاء والزہاد والعباد فما رایت منذ عقلت مثل محمد ابن اسمٰعیل وہو فی زمانہ کعمر فی الصحابۃ وعن قتیبۃ ایضا لو کان محمد ابن اسمٰعیل فی الصحابۃ لکان آیۃ وقال محمد ابن یوسف الہمدانی کنا عند قتیبۃ فجاء رجل شعرانی یقال لہ ابو یعقوب فسألہ عن محمد ابن اسمٰعیل فقال یا ہؤلاء نظرت فی الحدیث ونظرت فی الرأی وجالست الفقہاء والزہاد والعباد ما رأیت منذ عقلت مثل محمد ابن اسمٰعیل البخاری قال وسئل قتیبۃ عن طلاق السکران فدخل محمد ابن اسمٰعیل فقال قتیبۃ للسائل ہذا احمد بن حنبل

وَاِسْحَاقُ ابْنُ رَاهُوَيْهِ وَعَلِيُّ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَدْ سَاقَهُمُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ اَشَارَ اِلَى الْبُخَارِيِّ انتہی یعنی قتیبہ بن سعید نے فرمایا کہ مین مجتہدون اور زاہدون اور عابدون کے پاس بیٹھا رہا ہون مگر جب سے مین نے ہوش سنبھالا ہے محمد بن اسمٰعیل بخاری جیسا کسی کو نہین پایا ہے وہ اپنے زمانہ مین ایسے تھے جیسے صحابہ مین حضرت عمر اور نیز قتیبہ نے فرمایا کہ اگر امام بخاری صحابہ کے زمانے مین ہوتے تو (قدرت خدا کی) ایک نشانی ہوتی اور ایک روایت مین قتیبہ سے منقول ہے کہ مین حدیث مین نظر رکھتا ہون اور اجتہادات بھی دیکھتا ہون اور مجتہدون اور زاہدون اور عابدون کا ہم مجلس بھی رہا ہون (مگر) مین نے امام بخاری جیسا کسی کو نہین پایا قتیبہ سے کسی نشہ والے کے طلاق کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے سائل کو امام بخاری کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ (امام بخاری) احمد بن حنبل اور اسحاق اور علی بن مدینی ہین خدا اون کو تیرے پاس لے آیا ہے (بس تو اون سے یہہ مسئلہ دریافت کرلے) انتہے وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَنُعَيْمُ ابْنُ حَمَّادِ الْخُزَاعِيِّ مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ فَقِيْهُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَقَالَ بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ هُوَ اَفْقَهُ خَلْقِ اللّٰهِ فِيْ زَمَانِنَا وَقَالَ الْفِرَبْرِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ اَبِيْ حَاتِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ حَاشِدَ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ كُنْتُ بِالْبَصْرَةِ فَسَمِعْتُ بِقُدُوْمِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِيْلَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ دَخَلَ الْيَوْمَ سَيِّدُ الْفُقَهَاءِ انتہی ترجمہ امام یعقوب بن ابراہیم اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری اس امت کے مجتہد تھے امام بندار محمد بن بشار نے کہا کہ امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب لوگون سے بڑھکر مجتہد ہین ایک دفعہ امام بخاری بصرہ مین آئے تو محمد بن بشار نے کہا کہ آج سب مجتہدون کے سردار اس شہر مین داخل ہوئے ہین انتہی قَالَ حَاشِدُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ رَاَيْتُ اِسْحَاقَ بْنَ رَاهُوَيْهِ جَالِسًا عَلٰی

المنبر والبخاري جالس معه واسحاق يحدث فمر بحديث فانكره محمد فرجع اسحاق الى قوله وقال يا معشر اصحاب الحديث انظروا الى هذا الشاب واكتبوا عنه فانه لو كان في زمان الحسن البصري لاحتاج اليه لمعرفته بالحديث وفقهه **وقال** البخاري كنت عند اسحاق ابن راهويه فسئل عمن طلق ناسيا فسكت طويلا متفكرا فقلت انا قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى تجاوز عن امتي ما حدثت به انفسها ما لم تعمل به او تتكلم وانما يراد مباشرة هولاء الثلث العمل والقلب او الكلام والقلب وهذا اذا لم يعتقد بقلبه فقال اسحاق قويتني قواك الله وافتى به انتهى **ترجمہ** امام اسحاق بن راہویہ کے امام بخاری نے ایک حدیث مین غلطی نکالی تو امام اسحاق نے مان لی اور فرمایا ای گروہ اہل حدیث کے اس نوجوان کو دیکھو اور اس سے حدیث سنو اگر یہ شخص حسن بصری کے زمانے مین ہوتا تو وہ بھی حدیث کی پہچان اور اجتہاد مین اس کے محتاج ہوتے ایک دفعہ امام اسحاق سے کسی نے حالت نسیان مین طلاق دینے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے بہت دیر تک فکر اور تامل مین سکوت فرمایا (اوسوقت) امام بخاری نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ خدا تعالی نے میری امت کی اون باتون کو معاف فرمایا ہے جو اون کے دل مین گذرین جب تک کہ وہ اون کو کہنے یا عمل مین نہ لاوین اور یہ حدیث بیان فرما کر امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث مین اوسی فعل کو معتبر ٹہیرایا ہے جو دل سے اور ارادہ سے ہو اور جب نسیان کی حالت مین ارادہ نہین تو طلاق کیونکر واقع ہوسکتی ہے امام اسحاق نے فرمایا تو نے مجھے مدد دی خدا تیری مدد کرے اور پہر اوسی کے موافق فتوی دیا انتہے وقال علي ابن حجر اخرجت خراسان ثلثة البخاري فبدأ به وقال وهو ابصرهم واعلمهم بالحديث وافقههم فقال لا اعلم احدا مثله وقال احمد بن اسحاق السرماري من اراد ان ينظر الى فقيه بحقه وصدقه

فلینظر الی محمد ابن اسمٰعیل انتہی یعنی امام علی ابن حجر نے کہا کہ خراسان مین تین ہی شخص پیدا ہوئے ہین اون تینون مین سے ایک امام بخاری کو ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ان سب سے بڑھکر صاحب بصیرت وصاحب علم ومجتہد تھے مین نے اون کی مثل کو نہین جانتا ہون اور امام احمد بن اسحاق سرماری نے فرمایا کہ جو شخص ٹھیک اور سچے مجتہد کو دیکھنا چاہے وہ امام بخاری کو دیکھ لے انتہی اور بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت اور شرح تحریر الاصول مین لکھا ہے وَاِلّا فقد وُجِدَ بعدَھُم اَیضًا اربابُ الاجتِہَادِ المُستقِلِ کَابِی ثورٍ البغدادی وداود الظاھری ومحمد ابن اسمٰعیل البخاری انتہی یعنے ورنہ بعد اون کے بہی مجتہد مستقل پائے گئے ہین جیسے کہ ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسمعیل بخاری وغیرہ انتہی اس قسم کے اقوال ائمہ سلف کے امام ابن کثیر نے بہی تاریخ البدایہ والنہایہ مین امام بخاری کے حق مین نقل کیے ہین جو رسالہ منح الباری مین منقول ہین پس ان علما کے اقوال سے قطعا ویقینا ثابت ہو تا کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہ تھے بلکہ وہ اپنے فہم اور اجتہاد سے حدیث پر عمل کرتے تھے اور اپنے اجتہاد کے ساتہہ قرآن وحدیث سے مسائل استنباط و استخراج کرتے تھے سادسًا باین طور کہ جن بعض علما ومقلدین نے امام بخاری کو شافعی کہا ہے اور شافعیون مین داخل کیا ہے تو اون کی یہ مراد نہین ہے کہ وہ امام شافعی کے فروعات واجتہادیات مین مقلد تھے بلکہ اون کی مراد یہ ہے کہ تلاش وترتیب دلائل مین وہ ایسے طریق پر چلا جو امام شافعی کے طریق کے موافق ہو گیا اور اجتہاد مین اونہون نے وہ طرز اختیار کی جو اتفاقًا امام شافعی کی طرز اجتہاد کے موافق پڑھ گئی نہ یہ کہ اونہون نے وہ طریق اجتہاد امام شافعی سے سیکھا بلکہ امام بخاری نے جو اجتہاد کیا تو اتفاقًا اون کا اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد کے موافق پڑ گیا اور یہ بات لابد ہے جب کوئی مجتہد اجتہاد کرکے مسئلہ استنباط کرتا ہے تو وہ اجتہاد اوس کا کسی نہ کسی مجتہد کے اجتہاد کی ضروری ہے موافق

ہوتا ہے پھر اس سے مقلد ہونا کہان لازم آتا ہے ایسے تو امام بخاری نے بہت مسائل مین اجتہاد کیا اور اوس کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافق پڑ گیا ہے وعلی ھذا القیاس امام مالک اور احمد وغیرہ مجتہدین کے بعض اجتہادات کے ساتھہ امام بخاری کا اجتہاد موافق پڑ گیا ہے پھر اس سے اون کا مقلد ہونا کہان لازم آگیا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنے رسالہ انصاف فقیہ ابن زیاد یمنی شافعی سے امام بلقینی کا مجتہد منتسب (منسوب بمذہب شافعی) ہونا نقل کرکے فرمایا ہے وَمَعْنیٰ اِنْتِسَابِہٖ اِلَی الشَّافِعِیِّ اَنَّہٗ جَرٰی عَلٰی طَرِیْقَتِہٖ فِی الْاِجْتِہَادِ وَاسْتِقْرَاءِ الْاَدِلَّۃِ وَتَرْتِیْبِ بَعْضِہَا عَلٰی بَعْضٍ وَوَافَقَ اِجْتِہَادُہٗ اِجْتِہَادَہٗ وَاِذَا خَالَفَ اَحْیَانًا لَمْ یُبَالِ بِالْمُخَالَفَۃِ وَلَمْ یَخْرُجْ عَنْ طَرِیْقَتِہٖ اِلَّا فِیْ مَسَائِلَ وَذٰلِکَ لَا یَقْدَحُ فِیْ دُخُوْلِہٖ فِیْ مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ وَمِنْ ھٰذَا الْقَبِیْلِ مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیُّ فَاِنَّہٗ مَعْدُوْدٌ فِیْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِیَّۃِ وَمِمَّنْ ذَکَرَہٗ فِیْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِیَّۃِ تَاجُ الدِّیْنِ السُّبْکِیُّ انتھی یعنی مذہب شافعی کی طرف انکا منسوب ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ طریق اجتہاد و تلاش و ترتیب دلائل مین اونکا اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد کے موافق ہو گیا تہا کبہی وہ اس کے مخالف بہی ہوتے تو اوس کی کچھہ پرواہ نکرتے اور اس مخالفت کے سبب سے وہ امام شافعی کے طریق سے خارج نہ سمجھے جاتے ایسے ہی امام محمد بن اسمعیل بخاری تہے جنکو سبکی نے طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے انتہے پس اس سے بہی امام بخاری کا اصطلاحی مقلد (جو متنازع فیہ ہے) ہونا ثابت نہوا چہ جائیکہ ہم پانچ وجہون سے پہلے ثابت کر چکے ہین کہ امام بخاری امام شافعی کے ہرگز مقلد نہین تہے اور نہ اون سے امام بخاری نے کوئی حدیث روایت کی ہے اور نہ کوئی مسئلہ فقہیہ اون سے اخذ کیا اور نہ اونہون نے کسی مسئلہ اجتہادی مین اون کی پیروی کی اور نہ کسی مسئلہ اجتہادی مین اون سے اپنا توافق ظاہر کیا بلکہ خود اپنی فہم اور اجتہاد کے ساتھہ قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کئے پس ان وجوہ سے ثابت ہو گیا کہ امام بخاری

امام شافعی کے مقلد نہین تہے پس اب بہی جو شخص امام بخاری کو امام شافعی کا مقلد ٹہراوے وہ عقل اور نقل دونون کا دشمن ہے **مغالطہ** ہشتم اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر عمل کرنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و دارمی و ابن ماجہ و موطا وغیرہ حدیث کی کتابین جنپر یہ لامذہب لوگ (یعنی آجکل کے حدیث پر عمل کرنیوالے) عمل کرتے ہین یہ حدیث کی کتابین سب شافعیون کی کتابین ہین پس حنفیون کو ان کتابون پر عمل کرنا جائز نہین ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ ھٰذِہِ الْکُفْرِیَاتِ ۂ **سو جواب** اسکا کئی وجہ سے ہے **اول** باین وجہ کہ جب یہ حدیث کی کتابین شافعیون کی ٹہرین تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی شافعیون کے ٹہرے اس لیے کہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کلام ہے پس اب حنفی بیچارہ بغیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رہگئے اونکا کوئی رسول نہوا اگر اس مین اون کو کیا پرواہ ہے اون کے رسول نعمان علیہ السلام جو موجود ہین **دوم** باین وجہ کہ اگر یہ بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی کتابین شافعیون کی تہین تو پہر حنفیون کی مذہب کے موافق اون مین انکو کوئی حدیث نہ لاتے اور نہ حنفیون کی کسی حدیث کو صحیح بتلاتے حالانکہ بہت صحیح حدیثین معمول بہا حنفیون کی اون مین موجود ہین بلکہ ہر مذہب کے موافق اون مین حدیثین موجود ہین پہر حنفیون کے مذہب کے موافق وہ حدیثین اون مین کیون لائے **سوم** باین وجہ کہ اگر یہ حدیث کی کتابین شافعیون کی ہین تو پہر مولف فسخ المبین وغیرہ حنفیون نے صحیحین یعنی صحیح بخاری و مسلم کا اصح الکتب ہونا کیون تسلیم کیا بلکہ اندرینصورت اونکو ضعیف کہنا چاہیے تہا **چہارم** باین طور کہ تمام سلف و خلف امت کا اجماع ہو چکا ہے اس بات پر کہ بخاری اور مسلم وغیرہ حدیث کی کتابین کسی خاص مذہب کی کتابین نہین ہین مذاہب اربعہ سے کسی ایک علما نے بہی آج تک یہ بات نہین کہی ہے کہ یہ کتابین خاص شافعیون ہی کی ہین اور فقط کسی خاص مذہب کے ان مین حدیثین بہی نہین ہین بلکہ ہر مذہب کے موافق ان مین حدیثین پائی جاتی ہین

اور ہر شخص کی دلیل ان کتابون سے نکل سکتی ہے پس اب انکو شافعیون کی کتابین ٹھہرانا اجماع امت کے برخلاف ہے اور قایل اسکا اسلام سے خارج اور متبع غیر سبیل المومنین ہے **پنجم** باین طور کہ صحیح بخاری کی تالیف کا سبب بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کتاب کسی خاص مذہب کے واسطے تالیف نہین ہوئی ہے چنانچہ مولوی احمد علی سہارنپوری نے مقدمہ بخاری مین لکھا ہے وَاَمَّا سَبَبُ تَصْنِیْفِهٖ وَکَیْفِیَّۃُ تَالِیْفِهٖ فَقَالَ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کُنْتُ عِنْدَ اِسْحَاقَ بْنِ رَاهُوَیْهِ فَقَالَ لَنَا بَعْضُ اَصْحَابِنَا لَوْ جَمَعْتُمْ کِتَابًا مُخْتَصَرًا لِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ ذٰلِکَ فِیْ قَلْبِیْ وَاَخَذْتُ فِیْ جَمْعِ هٰذَا الْکِتَابِ یعنی صحیح بخاری کی تصنیف کا سبب اور اوس کی تالیف کی کیفیت یہہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ مین اسحاق بن راہویہ کے پاس تہا پس ہمارے بعض دوستون نے ہمسے کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون مین کوئی مختصر جمع کرو تو بہت خوب ہو پس یہہ بات میرے دل مین پڑ گئی اور مین نے اس کتاب کو جمع کرنا شروع کیا انتہی **ششم** باینطور کہ اگر یہ حدیث کی کتابین شافعی ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہین تو پہر فقہ کی کتابین بہی حنفی ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہین بلکہ سب کی سب باطل مردود ہو گئین پس اس سے حنفیون کا کارخانہ کل درہم برہم ہو گیا **هفتم** باین طور کہ ان حدیث کی کتابون کے مولفین نے کہی جگہہ مین امام شافعی کا خلاف کیا ہے بلکہ اوس کے مسائل کو رد کیا ہے پہر ان کتابون کو حنفیون کی کتابین کہنا کیسی جایز نہ ہے **هشتم** باین طور کہ ان حدیث کی کتابون مین اکثر حدیثین امام شافعی کے مذہب کی مخالف ہین پہر اگر یہ کتابین شافعیون کی ہوتین تو امام شافعی کے مخالف انمین کوئی حدیث نہ لائی جاتی پہر امام شافعی کے مخالف ان مین اکثر حدیثین کیون لائی گئین **نهم** باین طور کہ اگر ان مین بعض حدیثین امام شافعی کے موافق ہونے کی وجہ سے یہ کتابین شافعیون کی ٹھہرائی گئی ہین تو پہر اکثر مسائل ان مین ایسے ہین اور بہت حدیثین ان مین ایسی بہی ہین جو حنفیون

اور مالکیون وغیرہ کے مذہب کے موافق ہین پہر اندرینصورت ان حدیث کی کتابون کو
حنفیون کی کتابین یا مالکیون وغیرہ کی کتابین کہنا چاہئے پہر حنفیون کی کتابین
انکو کیون نہین کہا جاتا ہے **دہم** باین طور کہ اگر بقول تمہارے یہ کتابین شافعیون
کی ہین تو پہر عاملین بالحدیث جو ان حدیث کی کتابون پر عمل کرتے ہین تو اب
اونکو بقول حنفیہ کے شافعی کہنا لازم ہے اس لئے کہ جو شافعیون کی کتابون پر
عمل کریگا وہ لامحالہ شافعی ہی ہوگا ورنہ جہان مین کوئی بہی شافعی نہین ٹہریگا
پہر اب آج کل کے عاملین بالحدیث کو وہابی یا لامذہب وغیرہ الفاظ قبیحہ سے
یاد کرنا کمال بے ایمانی ہے اور بڑے درجے کی شیطانی ہے ولیکن ہذا
آخرہا اوردناہ فی ہذا الکتاب المسمّی بِالفوزِ المُبین الملقب بالظفر المبین
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب فوز المبین ملقب بہ الظفر المبین جدید حصہ دوم تمام ہوا اور باقی حصے اسکے
بہی انشاء اللہ تعالی طبع ہونگے بالفعل اس عاجز کے تصنیف و تالیف سے کتب ذیل چھپکر تیار ہوگئے ہین
اور رجسٹری اس کتاب کے بنام تاجران نامی و گرامی شیخ فقیر اللہ و عبد العزیز و عبد القادر
ابن احمد جاجی کرائی گئی تا غیر کو مجال طبع نہ رہے فیض الباری ترجمہ اردو بامحاورہ صحیح بخاری
پارۂ اول ایضا پارۂ دوم جسمین فتح الباری وغیرہ کا ترجمہ شامل ہے زیر طبع ہے
فقہ محمدیہ جدید حصہ دوم جسکا حصہ اول ہی طبع ہوگا اور یہ کتاب فوز
المبین ملقب بہ الظفر المبین جدید حصہ دوم علاوہ اسکے کئی کتب دینیہ زیر تالیف
ہین جو حسب ترغیب خیر خواہ اہل اللہ شیخ فقیر اللہ صاحب موصوف مرتب و مترجم ہورہی ہین عنقریب طبع
ہوکر بقیمت ارزان اہل ایمان کے نصیب ہونگی جسکے دیکھنے سے دیدۂ شائقین کو نور اور سینہ طالبین کو سرور
حاصل ہوگا اللہم یسر ولا تعسر وتمم بالخیر الراقم محمد ابو الحسن سیالکوٹی

فہرست بعض کتب دینیہ جو اسوقت زیر نظر راقم کے ہین علاوہ انکے صدہا کتب ہر علم کی موجود ہین جنکی فہرست عنقریب مرتب ہوگے علاوہ قیمت کے محصولڈاک فی روپیہ دو آنہ تصور فرماوین یہ کتب شہر لاہور بازار کشمیری دکان تاجران ناچیز فقیر اللہ و عبد القادر عبد العزیز مین موجود ہین

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر محمدی پنجابی نظم ہفت منزل	عہ	حمائل یک ترجمہ اردو لاہور	۸ عہ	سفر السعادت فارسی کاغذ ڈومی	۹/
تفسیر عزیزی فارسی سپارہ	۴/ ے	ایضاً کاغذ ڈومی جلد بسم . .	۱۰ عہ	ایضاً اردو معہ رسالہ	۷/
تفسیر عزیزی اردو عم . . .	۱۳/	بستان المحدثین . . .	۵/	جزو رفع یدین امام بخاری معہ ترجمہ اردو . . .	۱/
تفسیر نقرہ کار فارسی .	۴ عہ	رسائل خمسہ شاہ عبد العزیز	۲/	جزء القراۃ فاتحہ خلف الامام مع ترجمہ اردو .	۲/
تفسیر حسینی فارسی چھاپہ بمبئی مجلد	۳/ ے	رسائل تسعہ سیوطی . .	۱۰/	زاد المعاد ابن قیم . . .	۱۲/ ے
نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام معہ بلوغ السول .	۴ عہ	صحیح بخاری معہ دو شرح فارسی تا ۱۵ پارہ	۸/ ے	تہذیب الایمان معہ ترجمہ اردو ابن قیم	ے
تفسیر سورۂ یوسف پنجابی	۳/	قسطلانی شرح بخاری . . .	[illegible]	اکمال فی اسماء الرجال	۵/
اکسیر فی اصول التفسیر . .	۷/	مقدمہ فتح الباری . . .	ے	مشکوۃ شریف	۸/
فوز الکبیر معہ فتح الخبیر . . .	۴/	فتح الباری پارۂ اول	عہ	بلوغ المرام	۸/
تفسیر زاد الآخرۃ اردو . .	۱۲/	ایضاً پارۂ دوم . .	عہ	مجمع البحار	۸/
افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ	۴/	فیض الباری ترجمہ اردو .	۱۴/	نیل الاوطار امام شوکانی	[illegible]
روضۃ الریان فی اسولۃ القرآن	۸/	صحیح البخاری پارۂ اول تا مجاورہ وبا فوائد بر کاغذ سہ قسم	۱۲/ ۱۰/	موضوعات امام شوکانی	۸/
جواہر الصمدیہ فی آیات احکام الشرعیہ مترجم	۱۱/	تنبیہ الغافلین الواللبنۃ	۳ عہ	موضوعات کبیر ملا علی قاری	۵/
قرآن سجاوندی والہ کلان چھاپہ مجلد	۱۲ عہ	ترمذی مترجم اردو . . .	ے	ایضاً موضوعات صغیر	۱/
قرآن ۱۳ سطرہ کلان بمبئی	عہ	مؤطا معہ شرح عربی و فارسی	۸/	تعقبات سیوطی علے	۴
حمائل حنائی کلان بمبئی . .	۲/	بستان لواللبینۃ . . .	۱۳/	موضوعات ابن جوزی	
حمائل مترجم فارسی و اردو .	۸ عہ	صحیح مسلم معہ شرح نووی .	لعہ	درر البہیہ مترجم امام شوکانی	۴/
محاکمۃ الاحمدین چھاپہ مصر .	۵/	شرح شمائل نبوی فارسی	۴/	روضۃ الندیہ شرح درر البہیہ	۲ عہ
		صواعق محرقہ فارسی .	۱۴/	تبصرۃ الحجج فی جمیع الاجنبیۃ مترجم	۶/
		مسند امام اعظم معہ شرح ملا علی قاری	۱۲/		
		سفر السعادت عربی چھاپہ مصر	عہ		
		سفر السعادت فارسی . .	۷/		

نام کتاب	قیمت
خصائص جمعہ سیوطی	/۳
عقد الجید فی مسائل التقلید مترجم	/۴
فقہ اکبر مترجم	/۰
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری	/۱۰
اقتصاد فی مسائل الجہاد جو لفٹنٹ گورنر لاہور کے نام سے چھپا	/۸
ظفر المبین حصہ دوم جدید	/۱۲
فتح المبین فی رد مغالطات المقلدین	[illegible]
تاریخ الخلفا سیوطی عربی	[illegible]
تاریخ کشمیر خواجہ اعظم فارسی	/۹
فقہ محمدی اردو حصہ دوم	/۴
بلاغ المبین فارسی . .	/۰۲
عین العلم مترجم چھاپہ بمبئی	[illegible] /۱۲
خوابنامہ فارسی چھاپہ ایضاً	/۱۳
ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل	[illegible] /۸
حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	[illegible] /۴
جنۃ فی اسوۃ الحسنۃ .	/۱۰
لقطۃ العجلان . . .	/۱۰
مشیر ساکن الغرام . . .	/۵
ظفر اللاذی	[illegible] /۸
حصول المامول . . .	/۷
رحلۃ الصدیق . . .	/۵
انتقاد الرجیح	/۴
قطف الثمر	/۴
بغیۃ الرائد شرح العقائد	/۵

نام کتاب	قیمت
عرف الجادی	[illegible] /۴
نہج المقبول	/۸
روض الخصیب . . .	/۸
المقالۃ الفصیحۃ فی الوصیۃ والنصیحۃ	/۶
مسکر	[illegible] /۸
لف القماط	[illegible] /۴
البلغۃ فی اللغۃ . . .	/۸
غصن البان	/۶
نشوۃ السکران	/۷
نجات شاہجہانی .	/۳
شامی حاشیہ درمختار	
فتاوے قاضیخان . .	[illegible] /۱۴
درمختار قلمی خط فارسی	[illegible]
ہدایہ مع شرح فارسی . .	[illegible] /۸
عینی شرح ہدایہ . . .	[illegible]
ہدایہ محشے عبدالحی صاحب	[illegible] /۱۰
کبیرے شرح منیہ . . .	[illegible] /۶
صغیرے شرح منیہ . .	/۹
شرح الیاس محشے اول .	[illegible] /۱۲
ایضاً محشے آخر . .	[illegible] /۱۲
مستخلص اول محشی . .	[illegible]
مختصر وقایہ مترجم . .	[illegible]
مختصر وقایہ محشے . . .	/۴
کنز مترجم	[illegible]
کنز فارسی	/۸
بغیۃ المصلی عربی . .	/۲
ایضاً فارسی .	/۰۲

نام کتاب	قیمت
بغیۃ المصلی مترجم شرح	/۸
ایضاً دو ترجمہ دار . .	[illegible]
عینی کنز محشی از کتاب	
البیوع	[illegible]
سوال عینی شمس فوری	/۱۲
سوال شرح الیاس . . .	/۶
سوال شرح وقایہ . .	/۸
سوال حسامی . . .	/۴
سوال نور الانوار . . .	/۶
ارشاد الطالبین کلاں چھاپہ	[illegible]
ارشاد المریدین	/۳
میر خلاصہ فقہ	/۲
شروح ثلاثہ کیدانی	/۴
فصول الحواشی شرح اصول الشاشی	[illegible] /۴
جامع الرموز . . .	
علم الفرائض اردو . .	/۲
فرائض مصطفوی . . .	/۳
تذکرۃ الموتے والقبور . .	/۱
حقیقۃ الاسلام فارسی	/۱
حقیقۃ الاسلام اردو	/۰۱
ایضاح الحق الصریح .	/۷
قصص الانبیا عربی	[illegible]
عرائس المجالس	/۲
قصص الانبیا فارسی .	/۰۷
ایضاً چھاپہ بمبئی مجلد .	[illegible] /۲
گلزار حسنین شرح سر الشہادتین پنجابی .	/۴

Presented by: www.jafrilibrary.com

کریں سبے حال اوتی وچ حشر نہ کریں خوار مینوں
بہشن ہان وچ گناہ دی میں شیطان نکھہ ٹرید استغفار مینوں

کریں شفاعت رسول اللہ راتی آپنا دیئیں دیدار مینوں
صدقہ نبی دا لکھی ہدایت اللہ ربا ناگھتیں وچ نار مینوں

آس کہی تیری فضل اوتی ہین تان عمر گیتی برباد ربا
ظالم نفس کیتا بہت خوار مینوں قید حرص تہین کریں آزاد ربا

سب جہان دی کم مینوں اک بخشیتوں آپنی یاد ربا
ہووے خاتمہ خیر ہدایت اللہ کریں ایہہ قبول فریاد ربا

سائیں دی کیمیا جے الیس کا جیہو کوئی کار ناہین
نیکی اک گھٹی ہین عمر سارتے بدیا گجہ شمار ناہین

ناہین کوئی رب جیہا اتی میری جیہا گنہگار ناہین
دامن بنبیا پکڑ ہدایت اللہ شافی ہور ایسا سردار ناہین

تمام شد سی حرفی اول ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف آکھیا نوچہ فراق جانی رو رو کی خون برساندیاں نی
اوہدی باجہ دیدار بیمار ہویاں اونہوں وکھیا محبت ندیاں نی

بے گی انہاں حرام کیتی تار گیندیاں ہین نباہندیاں نی
ایہہ اونہاں دا حال ہدایت اللہ جیہڑیاں یار توں جدا ہوندیاں نی

تے بہت حسین ہے یار میرا شکل پھل گلاب دی رنگ سیّو
بھواں وانگ کماں تے چند متھا آہو چشم غنچہ مکھہ تنگ سیّو

ث ثانک بلوار دی دہار کولوں زلفاں ناگ کالی ہار ڈنگ سیّو
ٹھوڈی سیب کشمیر ہدایت اللہ گردن اوسدی مثل کولنگ سیّو

ج تکی مکھہن والی دہوں صورت بازو گہڑی اوستاد خراد والے
وہ وہ ہتھ اوسدے چمن والڑی نی کاریگری ہے ختم استاد والے

ح صاف بلور تے پیٹ مخمل وکھہ ناف آوی رب یاد اوتی
پیٹ چمن دی نبی ہدایت اللہ سوہنی ہیر تے قد شمشاد والے

خ ناہی رہی ہوش قائم جس ویلے ڈیدا اینتھوں یار گیا
بہتہ پیا وچھوڑیدا جیونا ہے کر موئیاں توں ن پلٹہی یار گیا

د انگوں نیم بسمل میری جان تڑفی مینوں ہجر محبوب دا مار گیا
آکھی نال فراق ہدایت اللہ میری زندگی کر بر دار گیا

ذ جان قربان ہی اوس اتوں جیہڑا لیا رکے خبر لیا دیوے
ہتی سکنی تاں مکھہ ویکھنی نوں میرا ایہہ پیغام پہونچا دیوے

ر باجہ غلام کرلئی مینوں ڈیرا اکھیا ند وچہ یار دیوی
اوہدے دی مقصود ہدایت اللہ جیہڑا دہڑی یار ملا دیوے

ز نال تہین ہو سیجال رہیاں مینوں جیونی دی کوئی آس ناہین
کیکر مر انگی نال لیاندی ہین سیّو یار میرا میری پاس ناہین

اعلان

مخفی نہ رہے
بفضلہٖ تعالےٰ کتاب لاجواب
واجب التعیین والتمجید دافع الوساوس واوہام
التقلید نصرۃ المومنین حجۃ المحققین مسمی الفوز المبین ملقب
الظفر المبین جدید حصہ دوم تمام ہوئی۔ اور کتب احادیث کا ترجمہ بامحاورہ
اردو زبان مین بھی ہو رہا ہی چنانچہ صحیح بخاری پارۂ اول تو مدت سے چھپ چکا۔ پارۂ ثانی زیر
طبع ہی جسمین فتح الباری شرح صحیح بخاری کا ترجمہ بھی شامل ہی۔ اور ہن ظفر المبین جدید
ظفر المبین سابق پر کئی وجہ سے ترجیح ہے **اول** یہہ کہ سابق مین فقہ وغیرہ کی اصل عربی عبارتون
کو نقل نہین کیا گیا اور راقم نے اس حصہ دوم جدید مین عربی کی اصل عبارتون کو نقل کر دیا
ہے تا کہ کسی کو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے **دوم** یہہ کہ اس حصہ دوم مین امام اعظم کا تشنیع
مسئلہ مخالف جمہور سلف وخلف کے بیان کیا گیا ہے اور یہہ مطبوعہ سابق مین نہین ہے
سوم یہ کہ مطبوعہ سابق مین ہر مسئلے کی مخالف جو حدیثین تہین انکو نقل کر دیا ہے
اور حنفیونکے جو اعتراضات اور تاویلات اور تمسکات اس مسئلہ کی متعلق تہے ان سے بالکل بحث
وتعرض نہین کیا فقط چہار پانچ مسئلون مین کچہہ کیا ہی مگر اس حصہ
دوم مین ہر ہر مسئلے کی متعلق جو جو اعتراضات
حنفیون کی تہے سب کو نقل کرکے
انکی جوابات شافی وکافی
دئے ہین تا کہ کبھی کوئی حنفی اسکی جواب مین قلم
نہ اوٹھا سکے فقط

اشتہار رجسٹری اس کتاب کی کی گئی کوئی شخص بلا اجازت تحریری قصد طبع نکرے +